

مؤسس

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشہ مفسرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** رحمۃ اللہ علیہ

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

فائل 2009ء

جنوری، فروری، اگست، ستمبر

خاص نمبر: فقہی سیمینار نمبر

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشینِ مفتیٔ اعظم ہند جگر گوشۂ مفسرِ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011


اللہ
مرکز سواد اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی واصلاحی ترجمان
سنی دنیا
January
2009
جنوری
۲۰۰۹ء
زیر سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری
امام حسین کی شہادت کا فلسفہ ..... مفتی عبد القدوس اویسی
مفتی اعظم ہند اور سادات کرام ..... الحاج سید محمد فرقان علی
صدی کا بڑا گستاخ رسول ..... مفتی محمد افضال رضوی
مدتوں رویا کریں گے ..... مولانا محمد احمد چشتی
حقوق والدین.............محمد شاہد علی
مالک ونگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا
مدیر
یونس رضا مونس
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

30.2.09

جلد: ۲۹ | جنوری ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۱

مرکز سواد اعظم اہل سنت و جماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

بیادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خاں بریلوی
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی
مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں نوری
مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی

زیر سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک و نگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے ● زر سالانہ: ۱۵۰ روپے ● بیرونی ممالک: ۵۰۰ روپے ● لائف ممبری: ۳۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)
فون: 0581-3291453, 2472166
فیکس: 0581-2458543

Visit us: www.hazrat.org E-mail: akhtarrazakhan@yahoo.com, atiq_shujamalik@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام "اختر رضا خاں" یا "امام احمد رضا ٹرسٹ" ہی بنائیں۔ مرکزی دار الافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

کمپوزنگ عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) 09719918868

اشاریات

اداریہ..........

حضور تاج الشریعہ کے نورانی اسفار

یونس رضا مونس اویسی

حضور تاج الشریعہ مدظلہ کی شخصیت ''عطر مجموعہ'' کی حیثیت رکھتی ہے جس میں ہر خوبی و اچھائی کے پھولوں کا عرق و خوشبو بدرجہ اتم موجود ہے۔ آپ کی ذات مثل حدیقہ ہے جس میں ہر رنگ کا پھول کھلا رہتا ہے جسے جو پسند ہوا سے اپنا لے ہر ذی ہوش باغ کے خوشنما مناظر سے جتنا محظوظ ہوتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زائد حضرت تاج الشریعہ کی طرف کھنچا چلا جاتا اور ان سے محبت کرتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت کے جامع باغیچہ ہیں۔ آپ کی ذات وہ ہے کہ جس محفل میں رونق افروز ہوں اس کے صدر و دولہا معلوم ہوتے ہیں۔ ہر نظر آپ پر مرکوز نظر آتی ہے۔ آپ جن جن مقامات سے گزرتے ہیں اسلام کا جھنڈا خود بخود اٹھتا چلا جاتا ہے، گم گشتگان راہ، راہ یاب ہوتے نظر آتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اس بندہ کی محبت تمام مسلمانوں کے دلوں میں ودیعت فرما دی ہے اور کوئی منادی ہے جو ندا کرتا ہے کہ یہ بندہ آج یہاں جلوہ افروز ہونے والا ہے آپ کی رونق افروزی پر لوگوں کی کثرت اور ان کی دیوانگی و وارفتگی سے یہی اندازہ ہوتا ہے ہر شخص ایک ہی مستی میں مست نظر آتا ہے کہ کسی طرح آپ کا دیدار کر لے، آپ سے مصافحہ کر لے۔ آپ سے رشتہ جوڑ لے، عجب سماں ہوتا ہے جسے بیان کے جال میں قید کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ خانقاہیں، مدارس، مساجد، مکاتب، انجمنوں، سوسائٹیوں، ٹرسٹ، تنظیموں کے بانیان، سجادگان، ائمہ، مدرسین، عہدداران، ممبران، علماء، مشائخ عوام غرض ہر کوئی یہی چاہتا ہے، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، شیر رضا، جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری دام ظلہ کی تشریف آوری یہاں ہو جاتی تو علاقہ سے ظلمت کے بادل چھٹ جاتے، نور پھیل جاتا روشنی، روشنی نظر آتی، اور بیشک ایسا ہی ہوتا ہے جہاں تشریف لے جاتے ہیں علاقہ کا علاقہ آپ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کر جماعت اہل سنت و جماعت پر سختی سے قائم ہو جاتا ہے اور فتنۂ زمانہ فرق باطلہ مثلاً وہابیہ، دیوبندیہ، وغیرہا کے فتنوں سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے اور ان کو اپنے سے دور و نفور رکھتا ہے اور اس دور میں ایمان کا بچا لینا ہی سب سے بڑا اہم کام ہے۔

اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے حضرت تاج الشریعہ مدظلہ کے اسفار احاطہ شمار سے باہر ہیں۔ اگر آپ کے اسفار قید تحریر میں لائے جائیں تو ہر سفر تاریخ کا ایک روشن باب ہوگا مگر ان سب کا اکٹھا کرنا ایک مستقل کام ہے اور کسی اکیلے کے بس کا نہیں۔

۱۴ر نومبر سید للایام جمعۃ المبارکہ کو آپ نے آبائی پیر خانے کے دو بڑی درگاہ کا سفر فرمایا آپ کے ہمراہ صاحبزادہ حضرت علامہ مولانا محمد عسجد رضا قادری صاحب قبلہ، راقم الحروف (یونس رضا) مولانا مفتی محمد افضال حسین رضوی، مولانا محمد عاشق حسین رضوی، مولانا غلام مصطفیٰ نوری صاحبان، محمد صابر رضا ڈرائیور تھے۔ بریلی شریف سے تقریباً ۱۱ر بجے ہم لوگ دارالسلام بلگرام روانہ ہو گئے۔ مجمع البحرین، امام زمانہ، فاتح بلگرام، سید السادات حضرت سید محمد صاحب الدعوۃ الصغریٰ علیہ الرحمہ (جد اعلیٰ سادات بلگرام، مارہرہ، مسولی) کی خانقاہ عالیہ کے سجادہ نشین، شہزادۂ فاتح بلگرام رئیس الاتقیاء حضرت علامہ سید محمد اویس مصطفیٰ قادری واسطی مدظلہ العالی کا راستہ میں فون آیا کہ کتنے بجے حضرت مدظلہ یہاں قدم رنجہ فرمائیں گے، فقیر نے

عرض کیا تقریباً ۲ بجے۔ اس کے بعد تقریباً ارگھنٹہ چلنے کے بعد بلگرام شریف پہنچے۔ حضرت رئیس الاتقیاء مدظلہ نے شایان شان استقبال فرمایا دونوں بزرگوں میں باہم گفتگو ہوتی رہی، پھر حضرت تاج الشریعہ نے وضو فرمایا اور ہم تمامی لوگوں نے نماز ظہر پڑھی اس کے بعد طرح طرح کے کھانوں، پھلوں، سے دسترخوان سجا دیا گیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد حضرت رئیس الاتقیاء نے حضور تاج الشریعہ سے کہا کہ حضرت میرے بڑے ابا قطب بلگرام کے شہزادہ جیلانی بھائی کو داخل سلسلہ فرمالیں، حضرت نے انہیں داخل سلسلہ فرمایا اور زائرین میں بھی کثرت سے لوگ داخلہ سلسلہ ہوئے۔ حضرت رئیس الاتقیاء مدظلہ نے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو ایک عمامہ کا نصف حصہ پیش کیا جو حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کا عنایت کردہ تھا آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ پیرانی امی جان نے مدینہ منورہ سے یہ حکم دیا کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت علامہ ازہری صاحب تشریف لائے ہیں انہیں اپنے بزرگوں کا کوئی تبرک ضرور پیش کرو۔ حضرت رئیس الاتقیاء مدظلہ نے پھر حضرت کی اجازت سے آپ کے شہزادۂ گرامی وقار، روشن اقبال حضرت علامہ عسجد رضا صاحب ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا کو اجازت وخلافت عطا فرما کر دستار باندھی۔
اب ہم لوگ گلشن واسطی کے مہمان خانہ سے باہر آ گئے اور خانقاہ قادریہ میں آرام فرما جملہ بزرگان دین کے آستانہ پر حاضری دی حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے بزرگوں کے نام استفسار فرمائے ایصال ثواب کیا اور صاحب سجادہ کو عرس رضوی میں مستقل آنے کی دعوت پیش کی اور گاڑی پر سوار ہوگئے۔ صاحب سجادہ اپنے مریدین ومتوسلین کے جلوس کے ساتھ چاند پور تک الوداع کہنے تشریف لائے اور چوں کہ حضرت کو ”کالپی شریف“ تشریف لے جانا تھا ۲۴ رنومبر کو حضرت شاہ فضل اللہ کالپوی علیہ الرحمہ کا عرس تھا۔ اس آستانہ عالیہ کے صاحب سجادہ حضرت شاہ غیاث الدین قادری صاحب اور ان کے بھائی صاحب، استقبال کے لئے کانپور تشریف بھی لا چکے تھے۔ ہم جلد ہی کانپور پہنچے وہاں سے چوراشریف اس کے بعد کالپی شریف پہنچے حضرت شاہ غیاث میاں مدظلہ نے حضرت مدظلہ کا استقبال اتنا پر زور اور شاندار فرمایا کہ لکھا جائے تو ایک کتاب تیار ہو جائے گی۔
شیخنا واستاذنا حضرت تاج الشریعہ مدظلہ تقریباً ایک بجے محفل عرس میں تشریف لے گئے صاحب سجادہ نے تقریر فرمائی اور حضرت تاج الشریعہ کو خانقاہ کالپی کی ”امانت“ قرار دیا۔ انہوں نے بھی شہزادۂ تاج الشریعہ مدظلہ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی، حضور تاج الشریعہ نے ایمان افروز تقریر فرمائی۔ صلاۃ و سلام ہوا اور حضرت کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی اس کے بعد لوگ حضور تاج الشریعہ مدظلہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے بعد نماز فجر کالپی شریف سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہوگئے۔ اس سفر میں جاتے وقت دو، تین مقام پر حضرت نے تھوڑی دیر قیام فرما کر ہزاروں کو داخل سلسلہ رضویہ فرمایا۔ ان حضرات کا جوش وخروش دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے وہی ان کی وارفتگی و دیوانگی کا اندازہ کر سکتا ہے۔ ان کی دیوانگی کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔
ار دسمبر کو حضور تاج الشریعہ مدظلہ اپنے ہمراہ حضور پیرانی امی جان، مدظلہا، حضرت مولانا محمد عسجد رضا مدظلہ، حضرت مولانا محمد شعیب رضا، مع اہلیہ اور دیگر خاندان کے افراد کو لے کر حرمین شریفین کے لئے روانہ ہوئے، بوقت روانگی اہل بریلی شریف بالخصوص جامعۃ الرضا کے اساتذہ وطلبہ نے نعرہائے تکبیر و رسالت بلند کئے اور ملاقات کر دعا کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے حج کو مبرور فرمائے اور ان کی حاضری قبول فرمائے۔ اور ان کے صدقہ ہم سب کو حاجی بنائے اور سرکار ابد قرار کی در کی حاضری نصیب فرمائے۔ انشاء اللہ العزیز حضور تاج الشریعہ مدظلہ اپنے تمام لوگوں کے ساتھ دسمبر کے اخیر عشرہ میں تشریف لے آئیں گے۔

☆☆☆

تجلیاتِ نعت

استاذِ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان حسنؔ بریلوی رضی اللہ عنہ

بہاروں پر ہیں آج آرائشیں گلزار جنت کی
سواری آنے والی ہے شہیدان محبت کی

گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں امت کی
کوئی تقدیر تو دیکھے اسیران مصیبت کی

شہید ناز کی تفریح زخموں سے نہ کیوں کر ہو
ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغِ جنت کی

علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے
زمیں سے آسماں تک دھوم ہے ان کی سیادت کی

نہ ہوتے گر حسین ابن علی اس پیاس کے بھوکے
نکل آتی زمینِ کربلا سے نہر جنت کی

حسنؔ سنی ہے پھر افراط وتفریط اس سے کیوں کر ہو
ادب کے ساتھ رہتی ہے روش ارباب سنت کی

تاجدار اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

دلوں کو یہی زندگی بخشتا ہے
ترا دردِ الفت ہی دل کی دوا ہے

گلستان دنیا کا کیا ذکر آقا
کہ طوطی ترا سدرہ پر بولتا ہے

مریض معاصی کو لے چل مدینہ
مدینہ ہی عصیاں کا دار الشفا ہے

جو واصل ہے تم تک تو واصل ہے حق تک
جو تم سے پھرا ہے وہ حق سے پھرا ہے

نماز اور روزے زکوٰۃ اور حج سب
ہیں مقبول سب جب تمہاری ولا ہے

محبت تمہاری محبت خدا کی
عداوت تمہاری خدا سے دغا ہے

کرے لاکھ دعوائے ایمان دشمن
منافق کا دعوائے ایماں دغا ہے

خدا کے یہاں ہے سر فراز اتنا
تری بارگہ میں جو جتنا جھکا ہے

مگر مولیٰ اب تو سزا پا چکے ہم
کرم کیجئے اب یہی التجا ہے

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

شہ خوباں پہ ہر خوبی و خصلت ناز کرتی ہے
کریم ایسے ہیں وہ ان پر کرامت ناز کرتی ہے

جہان حسن میں بھی کچھ نرالی شان ہے ان کی
نبی کے گل پہ گلزاروں کی زینت ناز کرتی ہے

شہنشاہ شہیداں ہو، انوکھی شان والے ہو
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے

بٹھا کر شانۂ اقدس پہ کردی شان دو بالا
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے

جبین نازان کی جلوہ گاہ حسن ہے کس کی
رخ زیبا پہ حضرت کی ملاحت ناز کرتی ہے

فدائی ہوں تو کس کا ہوں کوئی دیکھے مری قسمت
قدم پر جس حسین کے جان طلعت ناز کرتی ہے

خدا کے فضل سے اخترؔ میں ان کا نام لیوا ہوں
میں ہوں قسمت پہ نازاں مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

ضیائے قرآن

(کنزالایمان) اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی — اللہ کے نام سے شروع جونہایت مہربان رحم والا — آیت نمبر ۵۴/۵۶

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو ﴿۹۰﴾ یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان (۵۴) ﴿۹۱﴾ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے۔ (۵۵) پھر مرے پیچھے ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو (۵۶)

(خزائن العرفان) صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

﴿۹۰﴾ یہ قتل ان کے لئے کفارہ تھا ﴿۹۱﴾ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور کفارہ میں اپنی جانیں دیدیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں گوسالہ پرستی کی عذر خواہی کے لئے حاضر لائیں حضرت ان میں سے ستر آدمی منتخب کر کے طور پر لے گئے وہاں وہ کہنے لگے اے موسیٰ ہم آپ کا یقین نہ کریں گے جب تک خدا کو علانیہ نہ دیکھ لیں اس پر آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس کی ہیبت سے وہ مر گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتضرع عرض کی کہ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں یکے بعد دیگرے زندہ فرمادیا **مسئلہ**: اس سے شان انبیاء معلوم ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لن نؤ من لك کہنے کی شامت میں بنی اسرائیل ہلاک کئے گئے حضور سید عالم ﷺ کے عہد والوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ انبیاء کی جناب میں ترک ادب غضب الٰہی کا باعث ہوتا ہے اس سے ڈرتے رہیں **مسئلہ**: یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولان بارگاہ کی دعا سے مردے زندہ فرماتا ہے۔

بہار حدیث

فرامین رسالت کی تشریحات

پیشکش: شہزادۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری بریلی شریف

شرح صدر کی مزید تشریح کے لئے حدیث نقل کرتے ہیں۔ مسلم شریف سے۔ عن ابی هريرة قال لما توفی رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و استخلف ابو بكر بعده و كفر من كفر من العرب قال عمر بن الخطاب لا بی بكر كيف تقاتل الناس و قد قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله فقد عصم منى ماله و نفسه الا بحقه و حسابه على الله تعالى فقال أبو بكر والله لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة فان الزكوة حق المال والله لو منعونى عقا لا كانوا يؤدونه الى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم تقاتلتهم على منعه فقال عمر بن الخطاب فوالله ما هو الا ان رأت ان الله قد شرح صدر أبى بكر للقتال فعرفته انه الحق ۔کہا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبکہ وفات فرمائی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور خلیفہ بنائے گئے آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کافر ہو گئے اہل عرب میں سے جو ہو گئے تو کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر سے کیسے قتال کریں گے آپ لوگوں سے حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں قتال کروں لوگوں سے یہاں تک کے وہ کہیں لا الہ الا اللہ پس جس نے یہ کہا اس کا مال اور جان مجھ سے محفوظ ہے مگر اس کے حق سے اور اس کا حساب اللہ پر ہے تو کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واللہ میں قتال کروں گا اس سے جو فرق کرے گا نماز اور زکوٰۃ میں اس لئے کہ زکوٰۃ حق المال ہے قسم خدا کی اگر وہ مجھے منع کریں گے عقال (رسی جسے اونٹ باندھتے ہیں) سے جسے دیا کرتے تھے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو میں اس سے قتال کرونگا تو کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو میں نے سمجھ لیا کہ اللہ نے شرح صدر کر دیا ہے قتال کے لئے حضرت ابوبکر کا تو میں نے پہچانا یہ حق ہے۔

تشریح کچھ لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر زکوٰۃ سے انکار کرتے تھے ان سے حضرت صدیق اکبر قتال کرنا چاہتے تھے حضور کی سیرت میں یا قرآن میں مانع زکوۃ سے صرف قتال کا کوئی حکم صریح واضح نہ تھا اس پر حضرت عمر نے عرض کیا جو حدیث میں مذکور ہوا۔ تو شرح صدر کہتے ہیں اس چیز کو کہ جو امر عارض بدیع پیدا ہو اور اس کا حکم شرع میں مذکور نہ ہو صریحا اس چیز کے حکم کو جان لینا۔ اگر چہ بادی النظر میں وہ بعض احادیث کے خلاف معلوم ہوتا ہو مگر حقیقت میں مخالف نہ ہو بلکہ موافق ہو شرع کے اسے کہتے ہیں شرح صدر۔

تو یہ نہیں ہے ان کا جو کہتے ہیں ہم کیسے کریں وہ کام جو نہیں

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو مانعین زکوۃ سے حضور نے قتال کب کیا تھا تو درحقیقت شرح صدر ہونا تام ہے اس چیز کا کہ یہ نو پیدا ہو بدعت موافق دین ہے یا مخالف حسنہ ہے یا سئیہ یہ تمیز جنہیں نہیں ان کا شرح صدر نہیں (دیکھئے نعمۃ اللہ)

و عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خط لنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطا ثم قال ھذا سبیل اللہ ثم خط خطوطا عن یمینہ وعن شمالہ و قال ھذہ سبل علیٰ کل سبیل منھا شیطان یدعو الیہ و قرأ ان ھذا صراطی مستقیما، (رواہ احمد والنسائی والدارمی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خط کھینچا (لکیر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ یہ اللہ کا راستہ ہے پھر خطوط (لکیریں) کھینچے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے اور بائیں اور فرمایا یہ راستے ہیں ہر راستہ پر شیطان بلا رہا ہے اور یہ آیت پڑھی۔ ان ھذا صراطی مستقیما یہ ہے میرے اللہ کا راستہ روایت کیا اس کو احمد نے اور نسائی اور دارمی نے۔ اور پوری آیت اس طرح ہے :ان ھذا صراطی مستقیما و لا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ نہ پیروی کرو بہت سے راستوں کی تو تمہیں راہ حق سے متفرق کر دیں گے۔

اور اسی کی طرح یہ آیت و لا تتبعوا السبل فتفرقوا اور بہت سے راستوں کی پیروی نہ کرو تو متفرق ہو جاؤ گے (بہت سے فرقوں کی طرف متفرق اور فرقہ مادہ واحد ہے)۔ اور یہ آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا اور پکڑ لو اللہ کی رسی کو اور نہ متفرق ہو جاؤ (دیکھو نعمۃ اللہ)

اور یہ آیت۔ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شئی انما امرھم الی اللہ۔ بیشک جنھوں نے تفریق نکالی دین میں اور ہو گئے شیعہ شیعہ (فرقہ فرقہ) آپ ان میں سے نہیں کسی چیز میں ان کا معاملہ اللہ سے ہے (انہیں عذاب دیگا یعنی اے رحمت عالم آپ کا ان سے تعلق نہیں وہ امر اہم ہے جس سے بہت سوں کی آنکھیں بند ہیں اللہ سے معاملہ بغیر رسول اللہ ﷺ کے یہی عذاب ہے ورنہ رحمت)

اس حدیث کے تحت میں حضرت شیخ نے اشعۃ اللمعات میں تحریر فرمایا و برہان حقانیت اہل سنت و جماعت آنست کی ایں دین بنقل آمدہ است و مجرو عقل بآں وافی نیست و بتواتر اخبار معلوم شدہ و بہ تتبع احادیث و اثار متقین گشتہ کہ سلف صالح از صحابہ و تابعین ہمہ بریں اعتقاد و طریقہ بودہ اند و ایں بدع و ہوا در مذاہب و اقوال بعد از صدر اول حادث شدہ و از صحابہ و سلف متقدمین ہیچ کس برآں نبودہ و ایشاں تبری کردہ اند ازاں و بعد از حدوث آں رابطہ وصحبت و محبت کہ بآں قوم داشتند قطع کردہ درو نمود شدند۔ و محدثین اصحاب کتب ستہ وغیرہا از کتب مشہورہ معتمدہ کہ بنیاد مدار احکام اسلام براں افتادہ و ائمہ و فقہاء اربعہ وغیرہم از آنہا کہ در طریقہ ایشاں بودہ اند ہمہ بریں مذہب بودہ اند اشاعرہ و ماتریدیہ کہ ائمہ اصول کلام اند تائید مذہب سلف نمودہ و بدلائل عقلیہ آنرا اثبات کردہ و آنچہ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اجماع سلف براں رفتہ بودہ موکد ساختہ اند ولہذا نام ایشاں اہل سنت و جماعت افتادہ اگرچہ ایں نام حادث است۔ اما مذہب و اعتقاد ایشاں قدیم است و طریقہ ایشاں اتباع حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اقتدا بآثار سلف و حمل نصوص بر ظاہر است مگر عند الضرورۃ۔ و عدم اعتماد بر قول و آراء و اہواء خود۔ بخلاف دیگر آں مثل معتزلہ و شیعہ (و وہابیہ دیوبندیہ مودودیہ) و آنہا کہ در اعتقادات بر طریقہ ایشانند (یا ہمچو ایشانند)

(جاری ہے............)

☆☆☆ مصدّقہ ☆☆☆

تاجدار اہلسنّت حضور **مفتی اعظم ہند** علیہ الرحمۃ والرضوان

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء

حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبدالرحیم صاحب بستوی مدظلہ، صدر مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں قرآن وحدیث سے ثبوت دیجئے۔

الجواب: اللّٰهم هداية الحق والصواب: حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی ممکنات حاضرہ وغائبہ کا علم عطا فرمایا ابتدائے آفرینش سے دخول جنت ودوزخ تک سب مثل کف دست ظاہر کردکھایا قرآن کریم کی کثیر آیات واحادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس مدعا کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ چند آیات و احادیث پر اختصار کرتا ہوں تفصیل مقصود ہوتو الدولۃ المکیہ، انباءالمصطفیٰ، الکلمۃ العلیاء، القلادۃ الطیبہ، جاءالحق دیکھیں۔

أقول وبالله التوفيق: قال الله تعالىٰ خلق الانسان وعلمه البيان۔ تفسیر معالم التنزیل میں ہے: قال ابن كيسان خلق الانسان اى محمدا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم علمه البيان يعنى بيان ماكان ومايكون، تفسیر حسینی میں ہے: ای وجود داد محمد را وبیا موزند بیان بودو هست، آیت کریمہ کا مطلب ان دونوں تفسیروں کے بموجب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پرنور عالم ماکان ومایکون کو پیدا کرکے علوم ماکان ومایکون سے سرفراز فرمایا یعنی گذشتہ و آیندہ۔ اورارشاد ہے: وعلمك مالم تكن تعلم، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہٗ نے تمہیں تعلیم فرمایا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے یہ بات یادرہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الٰہیہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ذرے کو آفتاب سے قطرہ کو سمندر سے جونسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں۔ کہاں خالق کہاں مخلوق، علم الٰہی کا حضور اور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں کوئی ہستی نہیں رکھتے، مگر اس کے باوجود ملاحظہ ہو آیت کریمہ (۱) علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الامن ارتضىٰ من رسول۔ اللہ جل شانہٗ غیب کا علم جاننے والا ہے پس کسی غیب پر مطلع نہیں کرتا ہے مگر جس کو مرتضیٰ کرلے اپنے رسولوں میں سے۔ آیت (۲) وما كان الله ليطلعكم على الغيب

ولكن الله يجتبى من رسله من يشاء اللہ جل شانہٗ یوں نہیں کہ تم کو مطلع کردے غیب پر مگر اللہ جل شانہٗ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں سے جس کو چاہے۔ تفسیر جمل میں ہے: جلد اوّل ص ۴۸ والمعنى ولكن الله يجتبى اى يصطفى من رسله من يشاء فيطلعه على الغيب اور معنی یہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے یعنی برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے پس مطلع کرتا ہے اس کو غیب پر ان دونوں آیتوں سے مجتبیٰ و مصطفیٰ رسولوں کو علم غیب عطا کرنے کا ثبوت ہوا اس سے روشن دلیل اور کیا ہوگی آیت کریمہ (۳) وما هو على الغيب بضنين۔ اور یہ رسول علم غیب بتانے پر بخیل نہیں اب احادیث ملاحظہ ہوں عن عمر قال قام فينا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسى من نسيه۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶ سطر ۶ مطبوعہ مجتبائی)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور اکرم ﷺ نے ہماری مجلس میں قیام فرمایا کہ ابتدائے پیدائش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کو اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی اور کہا اس کو یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ حدیث ۲- عن حذيفة قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما ماترك شيئا يكون فى مقامه ذلك الى قيام الساعة الا............الحديث (رواہ البخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۱ سطر ۸ کتاب الفتن فصل اوّل)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ ﷺ یعنی خطبہ اور وعظ فرمایا اور خبر دی ان فتنوں کی کہ ظاہر ہوں گے اور نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی اس مقام میں قیامت تک کہ بیان فرمایا۔ اس حدیث کو امام بخاری و مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا حدیث ۳- (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲ سطر ۳ فضائل سید المرسلین) عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان الله زوى عن الارض فرأيت مشارقها ومغاربها (انتهى بقدر الحاجة) روایت ہے ثوبان سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لئے زمین یعنی تمام سمیت کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو (مظاہر الحق ص ۵۵۰ سطر ۷) اور حدیث ۴- مشکوٰۃ شریف ص ۶۹ سطر ۲۷ باب المساجد) عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رايت ربى عزوجل فى احسن صورة قال فيم يختصم الملاء الاعلى قلت انت اعلم قال فوضع كفه بين كتفى وجدت بردها بين ثدى فعلمت مافى السموت والارض اه رواه الدارمى عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا رب نے کہ ملائکہ کس بات میں جھگڑا کر رہے ہیں میں نے کہا تو ہی خوب جانتا ہے فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کاملہ کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ شیخ محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے

ہیں: فعلمت مافی السموات والارض۔ پس دانستم ہر چہ در آسمانہا وہر چہ در زمین بود عبارتست از حصول تمامہ علوم جزوی کلی کے حاصل ہونے اور احاطہ کرنے سے علامہ طیبی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: والمعنی کما رأی ابراھیم ملکوت السموات والارض کذلك فتح علی ابواب الغیوب حتی علمت مافیها من الذوات والصفات والظواهر والمغیبات یعنی حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان وزمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجھ پر (حضور ﷺ) غیبوں کے دروازے کھولائے گئے یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں (آسمان وزمین) ہے ذوات وصفات ظواہر ومغیبات سب کچھ۔ حدیث ۵- مواہب اللدنیہ میں طبرانی نے بروایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے: قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان اللہ تعالی قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماھو کائن فیها الی یومَ القیمة کا نما انظر الی کفی هذه حضرت نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے (حضور علیہ الصلاۃ والسلام) میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمادیا پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والے تھے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔ علامہ زرقانی شرح مواہب جلد ۷، ص۲۳۴ میں فرماتے ہیں: ان اللہ رفع ای اظهر وکشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیها فانا انظر الی ما هو کائن فیها الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی هذه اشارة الی انه نظر حقیقة رفع یه لانه ارید بالنظر العلم۔ اللہ جل شانہٗ نے حضور علیہ السلام کے لئے دنیا ظاہر فرمائی اور حضور نے جمیع مافیہا کا احاطہ فرمالیا اور حدیث کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل اپنی ہتھیلی مبارک کے ملاحظہ فرمارہا ہوں یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حدیث میں نظر سے حقیقۃ دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر سے معنی مجازی علم فالحمد للہ کس درجہ روشن دلیل سے ظاہر وباہر ہوا کہ حضور کو علم ماکان ومایکون کا علم عطا فرمایا گیا اور حضور کائنات عالم کو جانتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں جو کچھ تا قیامت ہونے والا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج کل جو پوری دنیائے اسلام میں علم غیب کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے حضور ﷺ کو علم غیب ہے اور کوئی کہتا ہے نہیں ہے اور سب اپنے قول میں قرآن وحدیث پیش کرتے ہیں اور میں متردد ہوں کہ کس کا قول تسلیم کروں آپ دونوں قول سے نظر انداز کرتے ہوئے قرآن وحدیث سے جواب عنایت فرمائیں۔

مسئلہ مسئولہ محمد ایوب بستوی جمدا شاہی بستی

۹۲/۷۸۲-الجواب اللّٰهم هداية الحق والصواب: دشمنان دین سے اختلاف کیا ہے مسلمانوں کے اندر اصلاً اختلاف نہیں نہ ہوسکتا ہے نبی کے معنی یہ ہیں غیب من جانب اللہ سے خبردار غیب کی خبر دینے والا۔ عربی زبان کی معتبر لغت منجد میں ہے: النبوة والنبوة الاخبار عن الغیب او المستقبل بالهام من الله نبوت کے معنی خبر دینا غیب سے یا آئندہ کی باتوں کا اللہ تعالیٰ کے الہام سے۔ اور نبی کے معنی لکھتے ہیں المخبر من الغیب او المستقبل بالهام الله غیب یا آئندہ کی باتوں کا اللہ تعالیٰ کے الہام سے خبر دینے والا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

النبوة عبارة عما يختص به النبي ويفارق به غيره بانواع من الخواص انه يعرف حقائق الامور المتعلقة بالله تعالىٰ وصفاته وملئكته والدار الاخرة علما مخالفا لعلم غيره بكثرة المعلومات وزيادة الكشف والتحقيق وثانيها ان له فى نفسه صفة بها تتم الافعال الخارقة للعارة كما ان لنا صفة تتم بها الحركات المقرونة بارادتنا وهى القدرة ثالثها ان له صفة بها يبصر الملائكة ويشاهد هم كما ان المبصير صفة بها يفارق الا عمى رابعها ان له صفة بها يدرك ما سيكون فى الغيب. یعنی نبوت اس چیز سے عبارت ہے کہ جس کے ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے ممتاز ہے۔ایک یہ کہ جوامور اللہ تعالیٰ اوراس کی صفات اور فرشتوں اور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں ان کی حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو کثرت معلومات اور زیادتی کشف وتحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔دوم ۲- یہ کہ ان کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ عادت تمام ہوتے ہیں جس طرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں سوم ۳- یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اوران کا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح کہ کہ بینا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہے۔چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کو ادراک کر لیتا ہے۔اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا ہے اور کثرت معلومات زیادتی کشف وتحقیق میں اور سب سے ممتاز فرمایا۔افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمیں حرکات ارادیہ کی کہ ہم جب چاہیں حرکت کریں۔ایسے ہی وہ جب چاہیں افعال خارقہ ظاہر فرمائیں ایک صفت دی جس سے وہ ملائکہ کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح بینا ایک صفت غیب کی ایسی عنایت فرمائی جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں۔قرآن مجید میں دو قسم کی آیتیں ہیں ایک جس سے نفی غیب ہوتی ہے تمام مخلوق سے ایک وہ جس سے اثبات غیب ہوتا ہے رسولوں کے لئے اور جیسے قرآن پر ایمان فرض ہے ایک آیت بلکہ ایک حرف کا انکار کفر ہے تو ضروری ہوا کہ دونوں آیتوں کے معنی معلوم کئے جائیں۔وہابیہ جنہوں نے انکار غیب کیا ہے وہ صرف ان آیتوں کے ایمان لانے پر دائی ہیں۔جن سے نفی ہوتی ہے جو مطلقاً غیب کا نبی سے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انکار کرے وہ کھلا کافر ہے۔قرآن مجید میں جہاں نفی غیب ہے اس سے مراد غیب ذاتی ہے اور بیشک جو کسی مخلوق کیلئے غیب ذاتی کا اثبات کرے وہ کافر مرتد خارج از اسلام ہے اور جہاں اثبات غیب ہے وہاں بعطاء الٰہی ہے اہلسنت حضور ﷺ کے لئے جو اثبات غیب کرتے ہیں وہ غیب عطائی ہے نہ کہ غیب ذاتی اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم نور مجسم سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ کا غائبہ کا علم عطا فرمایا اور ابتدائے آفرینش سے دخول جنت ودوزخ تک سب مثل کف دست ظاہر کر دکھایا ملاحظہ ہو آیت الرحمٰن علم القرآن حق تعالیٰ نے قرآن عظیم کی سرکار دوعالم کو تعلیم فرمائی اور قرآن میں تمام اشیاء کا بیان ہے ارشاد ہے:

ونزلنا عليك الكتب تبيانا لكل شئ اورنازل کیا ہم نے اے محبوب کتاب یعنی قرآن کریم جو روشن بیان ہے

ہرشی کا پس جب قرآن کریم ہرشی کا روشن بیان ہے اور حضور ﷺ قرآن کے عالم تو بے شبہ سرور کائنات جملہ اشیاء کے عالم ہوئے تفسیر معالم التنزیل میں ہے: قال ابن الکیسان خلق الانسان یعنی محمد ﷺ وعلمه البيان یعنی بیان ماکان وما یکون تفسیر حسینی میں ہے باوجود آورد محمد راو بیاموز انید وے را بیان انچہ بود وہست وباشد آیت کا مطلب ان دونوں تفسیروں کے موجب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سرور عالم ﷺ کو پیدا کر کے علوم ماکان وما یکون سے سرفراز وممتاز بنایا یعنی گذشتہ وآئندہ آیت ۳ وعلمك ما لم تكن تعلم اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تعلیم فرمایا وہ جو تم نہیں جانتے تھے اس آیت کی تفسیر میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ای من الغيب والحكم یعنی اللہ تعالیٰ نے غیب اور حکم کی تعلیم دی آیت ۴ وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبى من رسله من يشاء اللہ تعالیٰ یوں نہیں کہ تم کو مطلع کر دے غیب پر لیکن اللہ تعالیٰ پسند فرمالیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے تفسیر جلالین میں ہے: والمعنى ولكن الله يجتبى اى يصطفى من رسله من يشاء فيطلعه على الغيب اور آیت کے معنی یہ ہیں اللہ تعالیٰ برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے پس مطلع کرتا ہے اس کو غیب پر آیت ۵/ علم الغيب فلا يظهر على غيبه احداالا من ارتضى من رسول ۔ یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں فرماتا مگر جس کو مرتضی کر لے (پسند کرے) اپنے رسولوں میں سے۔ آیت ۶ وما هو على الغيب بضنين اور نہیں ہیں وہ غیب پر بخیل یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۷ ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك۔ یہ غیب کی خبروں سے ہے وحی کرتے ہیں ہم تمہاری جانب۔ مذکورہ بالا آیات نص قطعی ہیں کہ حضور ﷺ کو اللہ جل شانہ نے غیب عطا فرمایا وہ احادیث بھی ملاحظہ ہوں۔ صحیح بخاری شریف میں ہے: عن عمر قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم الحديث۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ہماری مجلس میں قیام فرمایا ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزل میں داخل ہونے تک کی ہمیں خبر دی۔ مشکوۃ شریف جلد اول ص ۶۹ باب المساجد عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رأيت ربى فى احسن صورة فقال فيم يختصم الملأ الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع كفه بين كتفى فوجدت بردها بين ثدى فعلمت مافى السموٰت والارض وتلا وكذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات والارض الآية یعنی حضرت عبد الرحمٰن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا رب نے کہ ملائکہ کس بات پر جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کی تو ہی خوب جانتا ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کاملہ کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی ٹھنڈک اپنے دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور حضرت نے اس حال کے مناسب یہ آیت (بقیہ ص ۲۰/ .... پر)

امام حسین کی شہادت کا فلسفہ

از: مفتی عبد القدوس اویسی، جامعہ شہید شیخ بھکاری، رانچی، جھارکھنڈ

محرم الحرام سال کا پہلا مہینہ ہے، اس ماہ مکرم سے ہماری بہت سی یادیں وابستہ ہیں، اس کی تکریم و تعظیم سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمودات و ارشادات سے روشن ہے، نبی آخر الزماں، مالک دو جہاں سلطان الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے خود اس ماہ میں روزے رکھے اور اس کے فضائل و مناقب بیان فرمائے۔ اس لحاظ سے اس ماہ کی تعظیم زمانہ رسالت سے قبل اور بعد میں جاری و ساری ہے، مسلمان اس کی برکات سے مالا مال ہو رہے ہیں۔

اسلامی تاریخ نے رخ بدلا اور ایک ایسا دردناک حادثہ اس ماہ میں وقوع پذیر ہوا جس سے ہر مخلوق کا قلب و جگر دہل گیا، زمین و آسمان نے آنسو بہائے، چرند و پرند روئے یعنی نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، مولا علی مشکل کشا کے نور نظر، فاطمۃ الزہرا کے لخت جگر، سردار جناں، شہزادۂ گل گوں قبا امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تاریخ کے سینہ میں یہ واقعہ ایسا نقش ہے کہ مرور زمانہ، حوادثات زمانہ اسے کبھی مدہم نہ کر سکے گا۔ تاریخ کے ماتھے پر امام حسین کی شہادت گواہی دیتی نظر آ رہی ہے کہ اے مسلمانوں یہ دنیا فنا ہونے والی ہے، اس کے دام فریب میں گرفتار نہ ہونا، لاکھوں مصائب و آلام درپیش ہوں گے مگر اس میں داخل نہ ہونا ورنہ تمہاری دنیا و آخرت دونوں تباہ و برباد ہو جائیں گی۔ دنیا میں جو پریشانی و مصیبت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پیش آئی وہ دنیا میں کسی اور کے ساتھ درپیش نہ ہوئی مگر صبر و استقامت کے پہاڑ نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول نے بخوشی سینہ سے ان مصائب کو لگایا مگر اسلام کا جنازہ نہ نکلنے دیا۔ خاندان قربان کر دیا مگر اسلام کو بلند و بالا فرما دیا۔ یہ جائے عبرت ہے۔ اے مسلمان تو کس خواب غفلت میں محو ہے، کیوں راہ اسلام کو پس پشت ڈال رہا ہے، کیا تجھ پر نواسۂ رسول سے زیادہ بڑی مصیبت آن پڑی ہے، ہرگز نہیں ہرگز نہیں تو سن! صرف اسلام میں سال کی ابتدا و انتہا میں غور کر لے حقیقت دنیا بے نقاب ہو جائیگی، یہ پرفریب دلہن تجھے بدصورت اور بے حسن نظر آئیگی۔

اسلام میں پہلا مہینہ محرم الحرام ہے جس میں امام حسین کی شہادت یہ اعلان کرتی نظر آ رہی ہے کہ دنیا فنا ہے اس کے جال میں نہ پھنسنا، کسی حال میں ایمان سے سمجھوتہ نہ کرنا، یہی تمہاری کامیابی کی دلیل ہے، اور ذی الحجہ سال کا آخری مہینہ ہے جس میں مسلمانوں کو قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ فلسفۂ قربانی پر غور کر لے تجھے دنیا کی آرام و آسائش دھوکہ لگے گی، قربانی کا فلسفہ ہمیں متنبہ کر رہا ہے، خواب غفلت سے بیدار ہونے کی دعوت پیش کر رہا ہے۔ اور ہمیں یہ بتلا رہا ہے کہ اسلام کے خطوط پر چلو۔ اس سے ہٹنے کی کوشش ہلاکت کی دہلیز پر قدم رکھنا ہے۔

اے مسلمان بھائیو! اسلامی بہنو! آیئے ہم سب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے بارگاہ ایزدی میں توبہ و استغفار کریں اور دعا کریں کہ اے اللہ ہمیں انہیں کے

نقش قدم پر چلا اور ان کی محبت میں جلا اور خاتمہ بالخیر فرما یقیناً ہماری دعا قبول ہوگی اور ہم آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کر سکیں گے۔

(.................بقیہ ص ۴۶ رکا) آپ کے تشریف لے جانے سے شہر علم وفضل پر ویرانی چھا گئی۔ انجمن بے رونق ہو گئی، محفل بے نور ہو گئی، بزم بے جان ہو گئی کیوں کہ ان سب کی بہاریں اور رونقیں آپ ہی کی ذات سے وابستہ تھیں آج بھی وہی در ہیں وہی در و دیوار ہیں وہی صبح و مسا ہیں مگر سب ماتم کناں ہیں سب پھیکے پھیکے نظر آرہے ہیں سب پر اداسی و مایوسی چھائی ہوئی ہے گویا کہ آپ کی ذات اس شعر کا مصداق تھی۔

اکیلا تھا مگر آباد کر دیتا تھا ویرانہ
بہت روئے گی میرے بعد میری شام تنہائی

مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ میرے حضرت کے فیضان کو آفتاب و ماہتاب کی طرح جاری و ساری فرمائے مرقد اطہر پر رحمت وانوار وبرکات کی موسلا دھار بارش نازل فرمائے۔ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور حضرت کے جملہ مریدین، متوسلین، معتقدین خصوصا حضرت کے جملہ شہزادگان واہل خانہ کو صبر وجمیل عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وآلہ وصحبہ اجمعین

مرقد انور پہ رب ان کی گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

(**نوٹ**) حضرت کی فاتحہ چہلم ۳ر جنوری ۲۰۰۹ء کو آستانہ عالیہ پھوپھوند شریف میں ہوگی۔ ☆☆☆

نعت پاک

رتبہ ہے بڑا، سب سے بڑا، میرے نبی کا
مداح خدا ہے۔ بخدا میرے نبی کا

یہ دیکھ کے ہوش اڑ گئے بوجہل لعیں کے
کنکریوں نے کلمہ جو پڑھا، میرے نبی کا

بو، کس کو پسند آئے گی تیری اے گلِ خلد
گر تجھ کو پسینہ نہ ملا، میرے نبی کا

اللہ رے! اے سنگِ گراں تیرا مقدر
سینے پہ تیرے پاؤں پڑا، میرے نبی کا

بے نور جو آنکھیں تھیں ان آنکھوں سے تو پوچھو
وہ دست شفا چیز ہے کیا، میرے نبی کا

وہ ذات ہے سرتا بہ قدم سرِّ الٰہی!
کب راز کسی پر بھی کھلا میرے نبی کا

کیا تیرا بھلا ہوگا کسی اور کی گا کے
اے طائر جاں نغمہ سنا، میرے نبی کا

گر آپ نہ ہوتے تو نہ ہوتا کوئی عالم
کونین ہے صدقہ بخدا، میرے نبی کا

سن میری سن! اے آب بقا ڈھونڈنے والے
اک قطرہ جو مل جائے تو لا، میرے نبی کا

اس رشتۂ الفت کو خدا رکھے سلامت
میں اپنے رضا کا ہوں رضا، میرے نبی کا

اللہ کرے یوں ہی نثار اپنی زباں سے
تو ذکر کرے صبح و مسا میرے نبی کا

نتیجہ فکر: نثار کریمی۔ کریم الدین پور، گھوسی۔ مئو

مفتی اعظم ہند اور محبت سادات کرام

از: حضرت الحاج مولانا سید محمد فرقان علی رضوی چشتی گدی نشین اجمیر شریف

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور ادب واحترام ایمان کا جز ولاینفک ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر شئے سے محبت اور وابستگی بھی ایمان کا تقاضا ہے اور علمائے حق وا کابرامت اس محبت کا عملی ثبوت فراہم کیا ہے۔ ۱۴ ارصدی ہجری کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے مدنی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق وعقیدت کے حوالے سے ان کی آل کی محبت اور احترام کا عملی نمونہ پیش کیا۔ سادات کرام کے ادب وتعظیم کی تعلیم اپنی حیات مبارکہ سے دی۔ حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ والرضوان کو جہاں علم وفضل، زہد وتقویٰ اپنے والد ماجد سیدنا امام احمد رضا سے وراثت میں ملا وہیں جذبۂ محبت سادات بھی ورثہ میں ملا تھا۔ حضور مفتی اعظم ہند سادات کرام کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ وہ اپنے سادات تلامذہ اور مریدین سے بھی نیاز مندی اور محبت کا ایسا ثبوت پیش کرتے کہ دیکھنے والے آپ کے محبت نبوی کے جذبہ سے سرشار ہو کر اسیر محبت ہو جاتے۔ مارہرہ مطہرہ کے شہزادگان جہاں آل رسول تھے وہیں آپ کے مرشدزادے بھی تھے لہٰذا ان کے ادب واحترام اور محبت کا تو پوچھنا ہی کیا۔ حضرت سید العلما مولانا شاہ آل مصطفیٰ میاں علیہ الرحمہ اور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ایک دوسرے سے ملاقات کا تو عالم دیدنی ہوتا تھا ادھر سید العلما مفتی اعظم کو دیکھ کر بڑھتے ادھر سرکار مفتی اعظم ہند لپکتے اور لاکھ منع کرنے کے باوجود آپ سید العلما کی دست بوسی کر کے ہی چھوڑتے۔ حضرت سید العلما اور حضرت احسن العلما کے شہزادگان حضرت نظمی میاں اور حضرت سید امین میاں صاحبان کا بھی ادب واحترام اسی انداز میں فرماتے جس انداز میں ان حضرات کے بزرگوں کا احترام کرتے تھے۔ اگر سفر میں کوئی سید صاحب ساتھ ہوتے تو انہیں اپنے سے زیادہ آرام سے کار میں بیٹھاتے اور اگر ایک کار میں کوئی سید عالم یا پیر طریقت ہوتے اور دوسری کار میں سرکار مفتی اعظم ہند تو آپ کی یہ ہدایت ہوتی کہ سید صاحب کی گاڑی سے میری گاڑی ہرگز آگے ہونے نہ پائے۔

سیدنا سرکار حضرت خواجہ غریب نواز ﷺ کے دربار سے والہانہ عقیدت:

ماہ رجب المرجب میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ہندوستان کے کسی صوبہ یا شہر میں ہوتے فی الفور ۵؍رجب المرجب کو اجمیر شریف تشریف لے آتے، خانقاہ رضویہ رضوی گلی میں قیام فرما ہوتے۔ اپنے خادم خاص کو ہدایت دے رکھی تھی کہ ماہ رجب المرجب میں دوران عرس حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی دوسری جگہ کا پروگرام ہرگز نہ لینا۔ اجمیر شریف میں ہر سال ۵؍رجب المرجب سے ۹؍رجب المرجب تک خانقاہ میں قیام پزیر ہوتے تھے دوران قیام کوئی مرید ومعتقد سرکار مفتی اعظم ہند کی دعوت کی غرض سے آتے تو آپ فرماتے کہ میری دعوت کی اجازت مولانا سید احمد علی رضوی صاحب سے لیں تب ہی چلوں گا۔ مولانا سید احمد علی رضوی صاحب اس آستانہ پر میرے وکیل

ودعا گو ہیں۔ بعد اختتام عرس سرکار مفتی اعظم ہند اجمیر شریف سے ۹ رجب المرجب کو روانہ ہوتے اور عرس نوری میں شرکت کے لئے مارہرہ تشریف لے جاتے۔

دوران قیام اجمیر شریف خدمت خلق خدا کا یہ عالم ہوتا تھا کہ آپ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود چاہنے والوں کی دل آزاری نہیں کرتے، رات ۲ بجے تک لوگوں کے مسائل کو حل فرماتے ضرورت مندوں کو تعویذ لکھ کر عنایت فرماتے۔ بعض اوقات والد محترم قبلہ سید احمد علی صاحب جلال میں آجاتے اور آنے والے افراد سے فرماتے کہ آپ لوگ صرف اپنی مفاد کو دیکھتے ہیں کبھی یہ نہیں سوچتے کہ سرکار مفتی اعظم ہند کو اس پیرانہ سالی میں آرام کی ضرورت ہے مگر سرکار مفتی اعظم ہند کا یہ عالم تھا کہ آپ کسی کے سوال کو رد نہیں فرماتے۔

ایک مرتبہ دوران قیام اجمیر شریف کا واقعہ ہے میں اس وقت کمسن تھا خانقاہ رضویہ کے کمرہ نمبر ۶ میں آپ تشریف فرما تھے علمائے کرام کا ہجوم تھا جن میں خاص طور سے خلیفہ اعلیٰ حضرت حکیم مولانا برہان الحق قادری جبلپوری، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن صاحب، مفتی مالوہ رضوان الرحمن صاحب، علامہ ارشد القادری صاحب، مولانا غلام آسی پیا صاحب، مفتی رجب علی قادری علیہم الرحمۃ والرضوان و دیگر علمائے کرام موجود تھے کمرہ متذکرہ رضوی گلی کی جانب ہے گلی میں ایک فقیر ہر آنے والے زائرین سے ایک انوکھا سوال کر رہا تھا وہ سوال ملاحظہ فرمائیں: ”جو مجھے ایک روپیہ دیگا اس کو ایک گالی دونگا جو دس روپیہ دے گا دس گالی دونگا۔“ یہ الفاظ سن کر سرکار مفتی اعظم ہند مسکرائے اپنی جیب سے ایک روپیہ نکالا اور اپنے خادم کو حکم دیا: ”نیچے جاکر اس سائل کو یہ روپیہ دے آؤ۔“

سادات کرام کے ادب و احترام اور تعظیم سے متعلق بعض واقعات بالترتیب ملاحظہ فرمائیں:

(الف) یکم مارچ ۱۹۶۰ء کو اجمیر شریف میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا نام انجمن تبلیغ محب خواجہ مشن ہند اجمیر مقدس تھا۔ اجمیر شریف میں اس کا سالانہ جلسہ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی صدارت میں منعقد ہوتا تھا۔ جس میں ہندوستان و بیرون ممالک اکابر علمائے کرام شرکت فرماتے تھے۔ مذکورہ جلسہ کی چھ سالہ کارگزاری کے بعد چھٹے سالانہ جلسہ میں دوران قیام اجمیر شریف سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سادات سے متعلق مورخہ ۵ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۵ء بروز یکشنبہ آپ رقم طراز ہیں: ”کیونکہ حضور سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسوۂ حسنہ ہی ہمارے لئے تعلیم نور کا سبب ہے یہی محشر میں کامرانی کا ذریعہ اور وسیلہ نجات ہے۔ لہٰذا ہم لوگ اس میں دامے درمے قدمے سخنے تعاون جاری رکھیں۔“ یہ بھی سادات کی خدمت کا ایک جذبہ تھا۔ (ماخوذ رجسٹر انجمن تبلیغ محب خواجہ مشن ہند، ص ۶)

(ب) سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے آخری ایام کا ایک واقعہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے تحریر فرمایا ہے جو احترام سادات سے متعلق ہے۔ موصوف لکھتے ہیں: ”دوپہر کا وقت ہے حضرت آرام فرما رہے ہیں کہ ایک محترمہ اپنے بچوں کے ساتھ تعویذ کے لئے آئیں۔ انہوں نے مخدومۂ اہلسنّت (حضرت کی اہلیہ محترمہ) سے فرمائش کی کہ حضرت سے تعویذ لکھوا دیں۔ مخدومہ صاحبہ نے فرمایا ابھی تو حضرت کی آنکھ لگی ہے نقاہت ہے جگانا مناسب نہیں پھر آجانا وہ نہیں مانی اور پھر خادماؤں سے کہا اور ضد پکڑ لی۔ لیکن حضرت کو بیدار کرنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی آخر میں وہ غصہ کرتی ہوئی اٹھیں اور بچوں سے بولیں چلو بچو! اب یہاں سیدوں کی بھی پوچھ نہیں ہے خدا جانے حضرت کے کانوں تک یہ آواز کیسے پہنچ

گئی۔ آپ بستر سے اٹھنے لگے اور آواز لگائی۔ سیدانی بی کو روکو، جانے مت دینا۔ بالآخر انہیں اور ان کے بچوں کو ناشتہ کروایا اور ایک کے بجائے چھ تعویذ لکھ کر دئے۔ اللہ اکبر! سیدہ فاطمہ کی بیٹی، پوتی کا کیسا ادب کیسا خیال کہ نقاہت میں بھی سیدانی صاحبہ کو تعویذ لکھ کر دیا۔‘‘

(ج) ایک بار عرس رضوی میں سرکار مفتی اعظم ہند کے ایک مرید سید صفدر علی پیلی بھیتی کی اہلیہ صاحبہ بھی تشریف لائیں وہ بھی حضرت سے بیعت تھیں۔ زنان خانہ میں عورتوں کی کثرت تھی۔ سیدانی صاحبہ دالان میں فرش پر بستر لگا کر بیٹھ گئیں۔ جب حضرت مکان میں تشریف لائے تو صحن میں پڑے ہوئے پلنگ پر بیٹھ گئے اور پیرانی صاحبہ (یعنی اہلیہ محترمہ) سے پوچھا کہ دالان میں کون ہے؟ پیرانی صاحبہ نے بتایا کہ سیدانی صاحبہ ہیں یہ سنتے ہی سرکار مفتی اعظم ہند پلنگ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں پلنگ پر بیٹھوں اور سیدانی فرش پر استغفر اللہ پھر سیدانی صاحبہ کے لئے پلنگ کا انتظام کروایا۔

(د) ایک حیدر آباد دکن کے سادات کرام نے ایک عظیم الشان کانفرس میں شرکت کے لئے سرکار مفتی اعظم ہند کو مدعو کیا۔ بہت بڑی مسند آراستہ کی گئی۔ جس پر علماء و مشائخ اور خانوادۂ غوثیت کے صاحبزادگان جلوہ افروز تھے جب سرکار مفتی اعظم ہند تشریف لائے تو نعرہ ہائے تکبیر ورسالت سے آپ کا استقبال کیا گیا، اہل جلسہ نے مشورہ کیا کہ سرکار مفتی اعظم ہند کے لئے ایک اونچی کرسی لگا دی جائے تا کہ لوگ ان کا دیدار بھی کرتے رہیں اور ان کی شخصیت نمایاں رہے حضرت نے اس بات کو منظور نہیں کیا اور فرمایا کہ میں اونچی کرسی پر بیٹھوں اور مخدوم زادے نیچے مسند پر مجھ سے یہ بے ادبی نہ ہوگی۔ یہ جواب سن کر اہلیان حیدر آباد پر سکتہ طاری ہو گیا۔ اللہ اکبر! یہ تھا مفتی اعظم ہند کا سادات کرام کی تعظیم اور ادب واحترام کا معاملہ۔

(ہ) مجھ فقیر کا گھرانہ مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت رکھتا ہے فقیر کے والد محترم مولانا الحاج سید علی احمد صاحب قادری چشتی قبلہ علیہ الرحمہ سرکار مفتی اعظم ہند کے مرید و خلیفہ تھے اور ہم چاروں بھائی بھی حضرت کے ہی مرید، سرکار مفتی اعظم ہند ہمیشہ عرس خواجہ پر فقیر کے غریب خانہ خانقاہ رضویہ رضوی گلی میں ہی قیام فرماتے رہے ہیں اور فقیر کے والد محترم کی وکالت سے ہی ہمیشہ حاضری دربار رہے ہیں اسی ضمن میں ایک وکالت نامہ بھی والد محترم کے حق میں تحریر فرمایا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے:

میں مخدوم محترم ذی المجد والکرم جناب قادری چشتی الحاج مولوی سید احمد علی رضوی صاحب وکیل جاورہ کی وکالت سے آستانہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضری دیتا رہا ہوں اور میں تمام عقیدت مندان وخواجہ تا شان رضویت و برادران اہلسنّت کو مخلصانہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ بھی میرے وکیل دعا گو وسید صاحب کی وکالت سے حاضر آستانہ ہو کر فیوض و برکات حاصل کریں اور نذر و نیاز و حاضری کا انہیں سے تعلق رکھیں۔ اللہ تعالیٰ عز وجل تا قیامت سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سایۂ رحمت تمام اہلسنّت و جماعت پر قائم رکھے۔ آمین

فقیر مصطفیٰ رضا قادری

۱۷ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

باوجود یکہ ہم سب حضرت کے مرید۔ لیکن آپ نے ہم لوگوں سے خدمت لینا کبھی بھی گوارہ نہ کیا اور میرے والد محترم کا اور ہمارا ہمیشہ مخدوم زادوں کی حیثیت سے احترام کرتے رہے۔ اپنے ایک کلام (مشمولہ سامان بخشش) میں

سرکار مفتی اعظم ہند اہل بیت کرام پر اس طرح سلام پیش کرتے ہیں۔

بڑھو ادب سے کرو عرض السلام علیک

واھل بیتك وا لآل والـذین لدیك

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی اپنا آنکھوں دیکھا حال اس طرح بیان کرتے ہیں:

"۱۹۸۲ء میں اپنے دورۂ پاکستان کے موقع پر جانشین مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں کراچی میں حضرت پیر سید طاہر علاء الدین گیلانی سے ملاقات کے لئے گئے ساتھ میں راقم عبد النعیم عزیزی، الحاج محمد حنیف طیب (سابق وزیر پاکستان، کراچی) اور ۲۰۔۲۵ صاحبان بھی تھے پیر صاحب نے بڑی کرم فرمائی کا ثبوت دیا۔ آخر میں جب علامہ اختر رضا ازہری میاں صاحب نے پیر صاحب سے دعاء کے لئے کہا تو انہوں نے فرمایا: تمہیں دعا کی کیا ضرورت تمہارے مولانا احمد رضا خاں صاحب کو میرے جد امجد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنا دیا ہے کہ تم انہیں سے لے لے کر خرچ کرتے رہو تو ان کا خزانہ کم نہیں ہوگا اور وہ تمہارے مصطفےٰ رضا خاں۔ اللہ اللہ! اتنے بڑے مفتی اتنے بڑے شیخ! وہ میرے پیچھے ننگے پاؤں چلتے رہے صرف اس لئے کہ میں غوث اعظم کی اولاد ہوں میرے غوث اعظم نے انہیں بھی اتنا دیا ہے کہ تم انہیں سے لیتے رہو تو کمی نہیں ہوگی اور پھر عربی میں دعا فرمائی"۔

سبحان اللہ! ایک آل رسول حسینی گلزار کے پھول سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد مفتی اعظم کے مظہر غوثیت اور غوث پاک سے ان کی عقیدت کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہ تھی سرکار مفتی اعظم ہند کی خانوادۂ نبوت سے محبت وعقیدت اور احترام وادب کا نمونہ۔ حضرت مفتی اعظم ہند مظہر غوث اعظم تھے آپ نے سرکار غوث اعظم کی کئی منقبتیں لکھی ہیں آپ کا یہ شعر تو بہت ہی مشہور اور مقبول ہے۔

یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے

جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

حضور مفتی اعظم ہند کا کشف:

فقیر کے چھوٹے بھائی سید عرفان علی رضوی کا واقعہ ہے: ۲۷ رصفر المظفر ۱۹۷۸ء کو مولوی محمد سفیان صاحب اور سید عرفان علی رضوی صاحب ابن مولانا سید احمد علی رضوی صاحب وکیل جاورہ اجمیر شریف، دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے ہاسٹل کے ایک کمرے میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے دوران گفتگو کوئی ایسی بات نکلی جس پر سید عرفان علی رضوی صاحب نے کہا، پہلے سید کو دو روپیہ نذرانہ پیش کرو پھر بتاؤں گا، اس پر مولوی سفیان صاحب نے کہا، میں تو خود اپنے مرشد مفتی اعظم ہند کے در کا بھکاری ہوں میں روپیہ کہاں سے لاؤں، اس پر سید عرفان علی رضوی صاحب نے فرمایا، میں تو آپ کے پیر صاحب سے لے لونگا حالانکہ وہ میرے بھی پیر ہیں بات آئی گئی ہوگئی۔ تقریباً پون گھنٹہ بعد معلوم ہوا کہ سرکار مفتی اعظم ہند بیدار ہیں اور لوگوں سے ملاقات فرما رہے ہیں۔ یہ دونوں حضرات بھی سرکار مفتی اعظم ہند کی زیارت کو گئے ان دونوں حضرات نے سرکار مفتی اعظم ہند کی دست بوسی ہی کی تھی کہ ایک صاحب نے حضرت کو دو روپیہ نذر کیا۔ سرکار مفتی اعظم ہند نے وہ رقم سید عرفان علی رضوی صاحب کی طرف یہ کہہ کر بڑھا دی کہ، سید صاحب نذر قبول کیجئے، سید عرفان علی رضوی صاحب نے فرمایا، حضور میں تو خود نذر دینے سے رہا الٹے آپ مجھے نذر پیش کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا، آپ آل رسول ہیں اور پھر آج آپ نے فرمایا بھی تھا کہ حضرت سے نذر لونگا۔ کیوں مولوی سفیان

صاحب، حضرت پیر صاحب نے مولوی سفیان کی طرح اشارہ کیا۔ یہ دونوں حضرات دنگ رہ گئے کہ حضرت کو ہماری گفتگو کا کیسے علم ہوا بالآخر سمجھ گئے کہ حضرت نے کشف سے تمام حالات معلوم کر لئے اپنے مرشد کی یہ کرامت دیکھ کر دونوں حضرات نے دوبارہ حضرت کی دست بوسی وقدم بوسی کی اور ان کے دلوں میں اپنے شیخ کی محبت اور عقیدت اور زیادہ ہوگئی۔ (مفتی اعظم ہند، مرتب عبدالنعیم عزیزی، ص ۶۰۔۶۱)

سرکار مفتی اعظم ہند عاشق رسول، عاشق اہل بیت تھے۔ علم وفضل اور فقاہت میں منفرد المثال تھے، تقویٰ وطہارت سے آراستہ تھے اور ولی کامل بھی، اور عاشق صادق بھی، اسی عشق وعقیدت نے ان کے علم واخلاق اور روحانیت کو ایسی جلا بخشی اور ایسی عظمت عطا کی کہ آپ نہ صرف ہندوستان کے سب سے بڑے مفتی بلکہ حقیقی معنوں میں مفتی اعظم عالم اسلام بن کر چمکے اور آج پوری دنیا میں آپ کے مریدین و تلامذہ پھیلے ہوئے ہیں اور دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ یہ سرکار مفتی اعظم ہند کے عشق مصطفوی عقیدت اہلبیت وسادات کرام کا اکرام ہے کہ آپ کے پیر خانہ ''خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ'' صاحبزادگان نے آپ سے خلافت لی۔ لاریب! سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عشاق اور اپنی آل کے نیاز مندوں کو ایسے ہی نوازتے اور سرفراز کرتے ہیں اور مقام عظمت پر متمکن فرما دیتے ہیں۔ اور آج ساری دنیا میں سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے علم وفضل کا خورشید درخشاں وتابندہ ہے۔

(بقیہ ص ۱۳ کا) تلاوت فرمائی: وکذلک نری ابراهیم الآیہ یعنی ایسا ہی ہم نے دکھایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک آسمانوں اور زمینوں کے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل ص ۴۶۳ میں ہے: فعلمت ای بسبب وصول ذلك الفيض. مافی السموات والارض يعنی ما اعلمه الله تعالیٰ مما فيها من الملئكة والاشجار وغيرهما عبارة عن سعة علمه الذی فتح الله به عليه وقال ابن حجر ای جميع الكائنات التی فی السموات بل وما فوقها كما يستفاد من قصة المعراج والارض هی بمعنی الجنس ای وجميع مافی الارضين السبع بل وما تحتها كما افاده اخباره عليه السلام من الثور والحوت الذی عليها الارضون كلها يعنی ان الله اری ابراهيم عليه الصلاة والسلام ملكوت السموات والارض وكشف له ذلك وفتح علی ابواب الغيوب . یعنی اس فیض کو حاصل ہونے کے سبب میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے ملائکہ اور اشجار وغیرہما میں سے۔ یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت پر کھولدیا۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ مافی السموات سے آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جیسا کہ قصۂ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں سب معلوم ہوگئیں جیسا کہ حضور کا ثور اور حوت کی خبر دینا جس پر سب زمینیں ہیں اس کو مفید ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور اس کو ان کے لئے کشف فرمادیا اور مجھ پر (آن حضرت) غیبوں کے دروازے کھولدیئے۔ اب سب سے واضح اور کون سی روشن نص ہو سکتی ہے اور زیادہ تفصیل درکار ہو تو خالص الاعتقاد، انباء المصطفیٰ، الدولة المکیہ، الکلمة العلیا وغیرہا دیکھیں واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

حقوق والدین کتاب وسنت کی روشنی میں

از: محمد شاھد علی رضوی فیضانی باسنی ناگور راجستھان

اسلام ایک انقلاب آفریں مذہب ہے، اس میں داخل ہونے کے بعد حقوق اللہ عزوجل کے بعد حقوق العباد کی ادائیگی پر سب سے زیادہ زور دیا گیا اور حقوق العباد میں بھی کئی قسم کے حقوق ہیں مثلاً حقوق والدین، حقوق زوجین، حقوق جار، حقوق اساتذہ، حقوق علماء اور حقوق فقراء و مساکین مگر ان تمام حقوق میں مذہب اسلام نے جن حقوق کی ادائیگی کی طرف سب سے زیادہ توجہ دلائی ہے وہ ہیں والدین کے حقوق۔ جیسا کہ خالق عالم جل جلالہ نے اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ والدین کی عظمت ورفعت اور ان کے حقوق کو بیان فرمایا ہے۔

حقوق والدین قرآن کریم کی روشنی میں

و قضی ربك الا تعبدو الا ایاہ و بالوالدین احسانا اما یبلغن عند الکبر احدهما او کلهما فلا تقل لهما اف و لا تنهرهما وقل لهما قولا کریما. واخفض لهما جناح الذل من الرحمة و قل رب ارحمهما کما ربینی صغیرا (سورۂ بنی اسرائیل: آیت ۲۳۔۲۴) اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔ (کنزالایمان)

فلا تقل لهما اف و لا تنهرهما۔ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں۔ اورخبردار کہیں اکتا کر یا ان کی خفگی سے آشفتہ خاطر ہو کر تیری زبان سے اف نکلے بلکہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کا موقع دیا ہے تو اسے غنیمت سمجھ۔ ان کے علاج معالجہ میں ان کو آسائش اور راحت پہونچانے میں ذرا سستی سے کام نہ لے ان سے سخت کلامی مت کر جب تو ان سے گفتگو کرے تو ایسے محبت بھرے انداز میں گفتگو کر کہ ان کے دل کا کنول کھل جائے اور اپنے لخت جگر کی اس احسان شناسی کو دیکھ کر ان کا دل مسرور اور آنکھیں روشن ہو جائیں اور وہ بے ساختہ تجھے دعائیں دینے لگیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن: ۲ ۲۵۱)

دوسری جگہ پروردگار عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

ووصینا الانسان بوالدیه حملته امه وهنا علی وهن و فصله فی عامین ان اشکر لی ولوالدیك الی المصیر (سورہ لقمان آیت ۱۴) اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔ (کنزالایمان)

اور ایک جگہ اللہ عزوجل نے قرآن میں فرمایا:

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا۔ (سورہ نساء آیت ۲۹)

اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔ (کنزالایمان)

ایک جگہ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به شیئا و بالوالدین احسانا۔

(سورہ انعام آیت ۱۵۱)

تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ (کنزالایمان)

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تاکید کرتے ہوئے قرآن میں فرما رہا ہے۔

ووصینا الانسان بوالدیه احسانا حملته امه کرها وو ضعته کرها و حمله وفصله ثلثون شهرا۔ (سورہ احقاف: آیت ۱۵)

اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے۔ (کنزالایمان)

مذکورہ بالا آیات مقدسہ سے اچھی طرح عیاں ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ جس بات کی ہمیں تاکید فرمائی وہ ہے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ادا کرتے ہوئے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور ان کے لئے نرمی و ہمدردی کا پیکر بن کر ان کی خدمت و اطاعت کرتا رہے۔

اب ہم ذیل کی سطور میں چند وہ احادیث نبوی پیش کر رہے ہیں جن میں اطاعت وخدمت والدین کا حکم دیا گیا ہے۔

اطاعت والدین احادیث کی روشنی میں

حدیث (۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں نے پوچھا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کونسا؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کونسا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (صحیح بخاری شریف: ۸۸۲/۲)

حدیث (۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین شخص جنت میں نہ جائیں گے۔ اپنے ماں باپ کو ایذا دینے والا، دیوث اور مردانی وضع بنانے والی عورت۔ (جامع الاحادیث ۱۹۲/۳)

حدیث (۳) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہ ان کا نفل قبول فرماتا ہے نہ فرض (۱) ماں باپ کو ایذا دینے والا (۲) جو صدقہ دیکر فقیر پر احسان جتائے (۳) تقدیر کو جھٹلانے والا۔ (فتاویٰ رضویہ: ۳۹۴/۷)

حدیث (۴) حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں جہاد کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کے لئے حاضر ہوا، حضور نے فرمایا کیا تمہارے ماں باپ ہیں؟ میں نے عرض کی ہاں: ارشاد فرمایا کہ ان کی خدمت

اپنے ذمہ کو لازم کرلو کہ جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے۔

(جامع الاحادیث:۱۹۸/۳)

حدیث (۵) کوئی شخص مرد یا عورت اپنی ماں یا باپ کو نظر شفقت سے ایک بار دیکھے تو اسے حج و عمرہ کا ثواب نصیب ہوگا صحابہ کرام نے عرض کی کہ اگر دن میں ہزار بار دیکھے تو تب بھی حج و عمرہ کا ثواب نصیب ہوگا آپ نے فرمایا اگر چہ لاکھ بار بھی دیکھے تب بھی اسے ایک نگاہ کے بدلے حج و عمرہ کا ثواب نصیب ہوگا۔ (روح البیان:۱۲۱/۸)

حدیث (۶) حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ ایک راہ میں ایسے پتھر ہیں کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا تو کباب ہو جاتا میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیرے پیدا ہونے میں جس قدر جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو۔

(فتاوی رضویہ ۱۹۰/۹)

حدیث (۷) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کا ثواب پائے اور بکثرت ان کی زیارت کرتا ہو تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت آویں۔

(جامع الاحادیث:۳ ۲۱۰)

حدیث (۸) امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے وہاں سورۂ یٰسین پڑھے یٰسین شریف میں جتنے حرف ہے ان سب کی گنتی کے برابر اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرت فرمائے۔ (جامع الاحادیث:۲۱۰/۳)

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ بندہ کو ہر حال میں اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنی چاہئے اور ہر جائز کام میں ان کی اطاعت و فرمانبرداری کو پیش نظر رکھے انہیں راضی رکھنے کی خوب کوشش کرتا رہے اس لئے کہ ان کی رضا میں رب کی رضا اور ان کی ناراضگی میں رب کی ناراضگی ہے۔ جو بندہ جنت کا طالب ہے اسے چاہئے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کر کے جنت حاصل کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو ماں باپ کے قدموں میں رکھا ہے۔ دیکھئے ان احادیث نبویہ میں احترام والدین اور حقوق والدین کا درس کتنے پیارے انداز میں دیا گیا ہے یہی تو اسلام کی ایک نمایاں خوبی ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو ہر دم اطاعت و خدمت والدین کا پیغام دیتا ہے کیونکہ وہ اپنی اولاد کی جانب سے زیادہ سے زیادہ خدمت اور اطاعت کے مستحق ہیں۔

بعد انتقال والدین کے حقوق

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ والدین کے انتقال کے بعد اولاد پر ۱۲ر حقوق ہیں جو ذیل میں نقل کئے جارہے ہیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازے کی تجہیز غسل و کفن و نماز و دفن ہے اور ان کاموں میں سنن و مستحبات کی رعایت جس سے ان کے لئے ہر خوبی و برکت و رحمت و وسعت کی امید ہو۔

(۲) ان کے لئے دعا و استغفار ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ وخیرات واعمال صالحات کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھنا اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب پہنچ جائیگا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پر کوئی قرض کسی کا ہوتو اس کے ادا میں حد درجے کی جلدی وکوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا آپ قدرت نہ ہوتو اور عزیزوں وقریبوں پھر باقی اہل خیر سے اس کی ادا میں امداد لینا۔

(۵) ان پر کوئی قرض رہ گیا تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجالانا حج نہ کیا ہوتو خود ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا تو اسے ادا کرنا نماز یا روزہ باقی ہوتو اس کا کفارہ دینا وعلیٰ ہذاالقیاس ہر طرح ان کی براءت ذمہ میں جدوجہد کرنا۔

(۶) انہوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگر چہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو اگر چہ اپنے پر بار ہو مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

(۷) ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائیگا یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کرے گا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب تو وہ ہیں نہیں ان کی قسم کا کیا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسا ہی پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج مانع شرعی نہ ہو اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائز میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کیلئے جانا وہاں یٰس شریف ایسی آواز سے کہ وہ سنے پڑھنا اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام وفاتحہ نہ گزرنا۔

(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا۔

(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی بنانا ہمیشہ ان کا اعزاز واکرام رکھنا۔

(۱۱) کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہکر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔

(۱۲) سب میں سخت تر وعام تر ومدام تر حق یہ ہے کہ کبھی کوئی گناہ کرکے انہیں قبر میں رنج نہ پہنچانا اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے چمکتا دمکتا رہتا ہے اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ قبر میں بھی انہیں رنج پہنچائیں۔ (فتاوی رضویہ: ۱۹۲/۹)

خدمت والدین کا صلہ

امام جوزی نے اپنی کتاب المنتظم فی تواریخ الامم میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کیا اے اللہ میں جنت میں جو میرا ساتھی بنے گا اس کو دیکھنا چاہتا ہوں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ شہر کے فلاں محلّہ میں جاؤ وہاں ایک قصاب ہے وہ جنت میں آپ کا رفیق ہوگا سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس

قصاب کے پاس پہنچے اس قصاب نے ملاقات پر عرض کیا کہ آپ میرے مہمان بنیں آپ نے قبول فرمایا جب گھر پہنچے تو اس نے کھانا تیار کیا اور اس کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر کھانے لگا وہ خود بھی کھاتا اور ساتھ ہی کپڑے کے نیچے دو نحیف اور بوڑھے اشخاص کو بھی کھلاتا اسی حالت میں کسی نے دروازے پر دستک دی وہ نوجوان اٹھ کر پتہ کرنے گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کپڑے کے نیچے دیکھا تو ایک بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت کو پایا جب انہوں نے آپ کی زیارت کی تو مسکرائے اور آپ پر ایمان لائے اور پھر اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ جب وہ نوجوان واپس آیا تو اس نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں آپ نے فرمایا تجھے یہ کیسے پتہ چلا۔ عرض کیا میرے والدین نے فرمایا۔ وہ کس طرح عرض کیا حضرت میں ہر وقت ان کی خدمت کیا کرتا تھا انہیں کھلائے بغیر نہ کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتے تھے کہ ہمیں مرنے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دیدار عطا فرما اور جب میری خدمت پر والدہ خوش ہوتیں تو یہ دعا دیتیں اے اللہ ہمارے اس بیٹے کو اپنے عظیم نبی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا جنت میں ساتھی بنا دے اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے بندے اللہ نے تیری والدہ کی دعا قبول فرمائی اور تجھے جنت میں میرا ساتھی بنا دیا۔

(اسلام اور احترام والدین۔ص ۲۸،۲۹)

سبحان اللہ خدمت والدین کتنی اچھی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قصاب کو خدمت والدین کے صلہ میں اپنے ایک عظیم پیغمبر اور نبی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا جنت میں ساتھی بنا دیا۔ لہٰذا ہر بندہ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنی والدین کی خدمت کر کے اور ان سے دعائیں لے کر جنت حاصل کر لے۔ اس لئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین اشخاص کی دعاؤں کو رد نہیں فرماتا ہے ان میں سے ایک بوڑھے والدین کی دعا بھی اولاد کے حق میں ہے جسے اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا۔

ماں کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام انطاکیہ سے شام کے سفر کا ارادہ کر کے باہر نکلے چلتے چلتے تھک گئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میرے کلیم اس پہاڑ کی وادی میں اکناف واطراف سے آئے ہوئے لوگ موجود ہیں ان میں میرا ایک خاص بندہ بھی ہے آپ اس سے سواری طلب کریں آپ نے اسے نماز پڑھتے دیکھا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے کہا اے بندہ خدا مجھے سواری چاہئے اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو بادل کا ایک ٹکڑا آتا دکھائی دیا اس نے کہا نیچے آ اور اس انسان کو جہاں جانا چاہے پہنچا دے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اور چل دئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے کلیم تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ مرتبہ اسے کیسے حاصل ہوا میں نے یہ مرتبہ اسے ماں کی خدمت کے صلہ میں دیا اس کی ماں نے بوقت اجل دعا مانگی تھی الٰہی اس نے میری ضروریات کا خیال رکھا اس لئے تیرے حضور میری دعا ہے تجھ سے یہ جو بھی طلب کرے عطا فرمانا اگر یہ مجھ سے آسمان کو زمین پر الٹ دینے کی بھی دعا کرے گا تو منظور کر لوں گا۔

(نزہۃ المجالس اردو:۱/۲۳۵)

ماں کے نافرمان کو موت کے وقت کلمہ نصیب نہ ہوا

طبرانی اور مسند احمد حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک نوجوان کی موت کا وقت آپہنچا ہے اسے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا جارہا ہے لیکن وہ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا فرمایا کیا وہ نماز پڑھتا تھا عرض کیا ہاں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے ہم بھی آپ کے ساتھ ہو گئے آپ اس نوجوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا لا الہ الا اللہ پڑھو اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہیں پڑھ سکتا آپ نے وجہ پوچھی تو پتہ چلا اپنی ماں کا نافرمان ہے آپ نے پوچھا کیا اس کی والدہ زندہ ہے؟ عرض کیا گیا ہاں یارسول اللہ ﷺ زندہ ہے فرمایا اسے بلاؤ وہ خاتون حاضر ہوئی آپ نے پوچھا یہ تیرا بیٹا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بیٹا ہے فرمایا تیری کیا رائے ہے اگر میں آگ جلادوں اگر تو اس کی سفارش کرے تو ہم اسے چھوڑ دیں ورنہ ہم اسے جلادیں گے کیا تو اس کی سفارش کرتی ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ میں اس کی سفارش کروں گی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور مجھے گواہ بنا کر کہہ کہ میں اس سے راضی ہوں۔ اس خاتون نے کہا اے اللہ میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے نوجوان پڑھو لا الٰہ الاّ اللّٰہ وحدہٗ لا شریك لہ و اشھد ان محمداعبدہ و رسولہ اس نوجوان نے یہ کلمات فی الفور اپنی زبان سے ادا کئے اور پھر اس کا انتقال ہو گیا۔

(اسلام واحترام والدین، ص ۶۳، ۶۴)

دیکھا آپ نے والدین کی نافرمانی کس قدر گناہ عظیم ہے کہ مرتے وقت شخص مذکور کو کلمہ نصیب نہ ہو رہا تھا جب والدہ نے معاف کیا تو اسے کلمہ نصیب ہوا اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کی نافرمانی سے بچائے۔ آمین

قبر میں ماں کے نافرمان کی سزا

امام اصبہانی اور دیگر محدثین شیخ ابوالعباس کے حوالے سے حضرت عوام بن حوشب سے بیان کیا میں ایک دن ایک محلّہ میں تھا جہاں قبرستان تھا عصر کی نماز وہاں ادا کی۔ وہاں ایک قبر پھٹی اس سے ایک شخص نکلا اس کا سر گدھے کی طرح تھا اور باقی جسم انسان کی طرح اور تین دفعہ گدھے کی طرح ہینگا پھر وہ قبر بند ہو گئی میں نے وہاں ایک خاتون کو دیکھا جو اون کات رہی تھی۔ مجھے ایک اور خاتون نے بتایا یہ اس قبر والے کی والدہ ہے یہ شخص شرابی تھا جب گھر آتا تو اس کی والدہ اسے اس بدعملی سے منع کرتی اور اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتیں مگر یہ باز آنے کے بجائے اسے کہتا تو گدھے کی طرح ہر روز کیوں ہینگتی ہے۔ یہ شخص عصر کے بعد فوت ہوا ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر پھٹتی ہے اور تین دفعہ گدھے کی طرح ہینگتا ہے اور پھر قبر بند ہو جاتی ہے۔

(اسلام اور احترام والدین ص ۶۸)

اللہ اکبر والدین کی نافرمانی کرنا اور ان کے سامنے اونچی آواز میں بولنا کس قدر برے انجام کا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد مرنے کے اس کو اس کی قبر میں یہ سزا دی کہ اس کی شکل وصورت گدھے کی طرح ہو گئی اور وہ ہر روز قبر میں گدھے کی طرح ہینگتا رہتا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ ہمیں اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کی خدمت کر کے دعائیں حاصل کرنے اور کما حقہ ان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

صدی کا بڑا گستاخِ رسول

از: حضرت مفتی محمد افضال صاحب رضوی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین سوالات ذیل میں کہ

(۱) یہ کہ مشہور بنام اسلامی اسکالر ڈاکٹر ذاکر نائک نے اپنے خطاب میں یہ جملہ کہا کہ ''حضور مر چکے ہیں ان سے مانگنا حرام اور شرک ہے جب ان سے مانگنا حرام ہے تو ان چھوٹے چھوٹے باباؤں (ولیوں) سنتوں کی کیا حیثیت ہے'' ملخصا۔ اسی دوران یہ بھی کہا کہ محمد رسول اللہ کو ماننا بھی حرام ہے۔ (۲) یہ کہ ڈاکٹر ذاکر نائک نے یہ بھی کہا کہ قرآن میں لفظ شفا ۲۵ ربار آیا ہے شفا کا مطلب وسیلہ اور آج کی تاریخ میں حضور کو بھی وسیلہ بنانا حرام ہے البتہ جب میدان محشر میں اللہ تعالیٰ انہیں اختیار دیں گے۔ تب شفاعت کریں گے۔ (۳) یہ کہ ایک کلچرل ہے کہ ہمارے باپ دادا کبھی ہندو رہے ہوں گے وہ مندر میں جاتے تھے اور ہم مزار پہ جا رہے ہیں لیکن مزار پہ جانا حرام ہے وہ مر گئے ہیں ہم ان کے لئے تو دعا کر سکتے ہیں کہ اے اللہ انہیں جنت دیدے رحمت دیدے وغیرہ وغیرہ لیکن ہم ان سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ ہمارے لئے دعا کر دیں کہ ہمارا یہ کام ہو جائے وہ کام ہو جائے۔ (۴) یہ کہ ڈاکٹر ذاکر نائک کا یہ کہنا یزید امیر المومنین تھے حق پر تھے اور یزید کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ اللہ علیہ بھی کہنا۔ اور یہ کہ معرکۂ کربلا کو سیاست و اقتدار کی جنگ قرار دینا کس حد تک درست ہے۔ (۵) یہ کہ دیوبند کے علماء اربعہ مکفرہ مشہورہ کو مسلمان جانتا ہے اور ان کے نام کو تعظیم و توقیر سے لیتا ہے۔ لہٰذا حضور والا سے گذارش یہ ہے کہ سوالات مذکورہ خمسہ کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں براہ کرم مرحمت فرمائیں۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: عبدالقادر تحسینی

صدر: انجمن تحفظ شریعت لکھنؤ

۷۸۶ / الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

(۱) تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام خصوصاً حضور سید عالم ﷺ حیات حقیقی، جسمانی دنیاوی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں، سنتے، دیکھتے، جانتے ہیں۔ سلام کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں۔ مانگنے والوں کو عطا کرتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں حدیث میں ہے: [۱] عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق" حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسموں کا کھانا حرام فرما دیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیتے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ) [۲] عن اوس بن اوس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء" حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے جسموں کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے'' (ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، دارمی وغیرہا)

[۳]عن انس بن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ الانبياء احياء فى قبورهم يصلون" حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: کہ انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔نماز پڑھتے ہیں (خصائص) علامہ علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں "الانبياء فى قبورهم احياء" انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور آگے تحریر فرماتے ہیں انه صلى الله عليه وسلم حى يرزق ويستمد منه المدد المطلق" بے شک حضور باحیات ہیں۔انہیں روزی پیش کی جاتی ہے اور ان سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے (مرقاۃ) شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: پیغمبر خدا زندہ است بحقیقت حیات دنیاوی" خدائے تعالیٰ کے نبی دنیاوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور آگے تحریر فرماتے ہیں: "حیاتِ انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس رادروے خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہدا راست" انبیائے کرام کی حیات متفق علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں انکی زندگی جسمانی حقیقی دنیاوی ہے شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں (اشعۃ اللمعات) علامہ خفاجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: الانبياء عليهم السلام احياء فى قبورهم حياة حقيقة" انبیائے کرام علیہم السلام حقیقی زندگی کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں (نسیم الریاض) علامہ شرنبلالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ومما هو مقرر عند المحققين انه صلى الله عليه وسلم يرزق ممتع بجميع الملاذ والعبادات غير انه حجب عن ابصار القاصرين عن شريف المقامات" یہ بات محققین کے نزدیک ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں آپ کو رزق پیش کیا جاتا ہے اور آپ تمام خواہشات وعبادات سے لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن جوان بلند مقامات تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہیں انکی نگاہوں سے آپ پوشیدہ ہیں (نورالایضاح) اس کے حاشیہ میں نانک جی کے گروہ کے مولوی محمد اعزاز علی دیوبندی رقم طراز ہیں "قوله (حجب) فمثله ﷺ بعد وفاته كمثل شمع فى حجرة اغلق بابها فهو مستور عمن هو خارج الحجرة ولكن نوره كما كان بل ازيد ولهذا حرم نكاح ازواجه بعده صلى الله عليه وسلم ولم يجر احكام الميراث فيما تركه لانهما من احكام الموت.(حاشیہ نور الایضاح) احادیث مبارکہ اور اقوال ائمہ سے واضح ہو گیا کہ انبیائے کرام خصوصاً حضور سید عالم ﷺ اپنی قبروں میں دنیاوی حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں اور یہی عقیدہ حق ہے اس کا خلاف باطل ومردود ہے لہٰذا ذاکر نانک کا قول "حضور مر چکے ہیں" باطل ومردود ہے اور خلاف سلف وخلف ہے۔ ہاں یہ بولی اسماعیل دہلوی کی ہے۔اپنے اس مردود قول کی رو سے ذاکر نانک اور اس کے ہم نواؤں کو اپنا کلمہ بھی بدل لینا چاہئے کلمۂ توحید میں "محمد رسول اللہ" ہے یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں ﷺ جب انکی رسالت باقی ہے تو یقیناً بلاشبہ انکی ذات باقی وموجود ہے کیونکہ رسالت صفت ہے اور صفت کا وجود بغیر موصوف محال ہے۔"لان الصفات لا توجد بدون الموصوف"۔ رہا نبی اکرم ﷺ سے مانگنا تو قرآن مجید میں ہے "واما السائل فلا تنهر" اور منگتا کو نہ جھڑکو حاشیۂ الصاوی علی الجلالین میں ہے "ووجدك عائلا فاغنى والمعنى اغن عبادى واعطهم كما اغنيتك و اعطيتك" اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر

دیا اور مطلب یہ ہے کہ اے محبوب میرے بندوں کو غنی کیجئے اور انکو عطا کیجئے جیسا میں نے تم کو غنی کیا اور عطا کیا۔ اگر رسول اکرم ﷺ سے مانگنا حرام و شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہرگز اس کا حکم نہ فرماتا۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ سے مانگنا ہرگز حرام و شرک نہیں بلکہ عین ایمان ہے اور اس کا یہ کہنا کہ ''محمد رسول اللہ کو ماننا حرام ہے'' کفر ہے اور قائل ذاکر نائک کافر ہے اور یہ بولی بھی اسماعیل دہلوی کی ہے اس نے لکھا ہے ''اللہ کو مان اور کسی کو نہ مان''۔

(۲) الوسیلة هی ماتقرب به الی الغیر جس کے ذریعہ کسی سے قرب حاصل کیا جائے اس کو وسیلہ کہتے ہیں (تعریفات) صحابۂ کرام بلکہ خود سید عالم ﷺ کا یہ عقیدہ ہے کہ مقربین خدا کو وسیلہ بنانا جائز ہے حدیث میں ہے عن عثمان بن حنیف رضی الله عنه ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ادع الله ان یعافینی فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خیرلك قال فادعه قال فامره ان یتوضا فیحسن وضوئه ویصلی رکعتین وید عوبهذا الدعاء اللّٰهم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد ﷺ نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی هذه فیقضیها اللّٰهم شفعه فیّ ففعل الرجل فقام وقد ابصر'' حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی حضور شفیع المذنبین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے آنکھ والا کر دے حضور نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کروں اور چاہو تو صبر کرلو کہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ عرض کیا کہ دعا فرمائیں۔ حضور نے انہیں حکم دیا کہ اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا کرو اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف محمد ﷺ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں جو نبی رحمت ہیں یا رسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں اس حاجت میں تو اے اللہ اسے پوری فرمادے اور میرے بارے میں حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرما تو وہ صحابی جب آپ کے حکم کے مطابق کرکے کھڑے ہوئے تو آنکھ والے ہو گئے تھے۔ (ترمذی، خصائص) اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ کا یہ عقیدہ ہے کہ مجھے اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا جائز اور باعث قبولیت دعا ہے اگر حرام ہوتا تو حضور ﷺ اپنے وسیلہ سے دعا کرنے کیلئے ان نابینا صحابی کو ہرگز حکم نہ فرماتے۔ اور منصب شفاعت حضور شفیع المذنبین ﷺ کو عطا فرمادیا گیا ایسا نہیں کہ قیامت کے دن انہیں اختیار ملے گا تب شفاعت فرمائیں گے حضور ﷺ فرماتے ہیں "اعطیت الشفاعة" اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا "واستغفر لذنبك وللمؤمنین والمؤمنات" اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ تفسیر خازن میں ہے'' واستغفر لذنبك ای لذنوب اهل بیتك وللمؤمنین والمؤمنات یعنی من غیر اهل بیته وهذا اکرام من الله عزوجل لهذه الامة حیث امر نبیه صلی الله علیه وسلم ان یستغفر لذنوبهم والشفیع المجاب فیهم ''شرح عقائد میں ہے'' والشفاعة ثابتة للرسل والاخیار '' مرتبۂ شفاعت حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے جب چاہیں، جس کیلئے چاہیں شفاعت فرمائیں۔ ہاں قیامت کے دن شفاعت کبریٰ حضور کے

خصائص سے ہے جب تک حضورﷺ باب شفاعت وانہیں فرمائیں گے کسی کو مجال شفاعت نہ ہوگی بلکہ حقیقۃً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں وہ حضور کے دربار میں شفاعت لائیں گے اور مخلوقات میں سے صرف حضورﷺ ہی اللہ تعالیٰ کے حضور شفیع ہوں گے، بیشمار احادیث میں شفاعت کا صراحۃً ثبوت ہے ''شفاعتی لاهل الكبائر من امتی'' ''میری امت کے بڑے گنہگاروں کیلئے میری شفاعت ہے۔ہم گنہگاروں کیلئے انکی شفاعت ہے منکر کیلئے نہیں دوسری حدیث میں اس کا صراحۃً ذکر ہے۔ ''شفاعتی یوم القيامة حق فمن لم يومن بها لم يكن من اهلها '' قیامت کے دن میری شفاعت حق ہے جواس کو نہ مانے اس کا اہل نہیں ہوگا۔

(۳) مزارات صالحین وقبور مسلمین پر جانا جائز وسنت نبی خیر الانام ہے حدیث میں ہے ''عن عائشة الصديقة رضى الله تعالىٰ عنها قالت كان رسول الله ﷺ كلما كان ليلتها من رسول الله ﷺ يخرج من آخر الليل الى البقيع '' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جس رات رسول اللہ ﷺ ان کے یہاں قیام فرماتے تو رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر بقیع (مدینہ کا قبرستان) میں تشریف لے جاتے۔(مسلم،مشکوۃ) عن محمد بن نعمان رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زار قبر ابويه او احدهما فى كل جمعة غفر له وكتب برا '' ان احادیث سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے نزدیک قبروں کی زیارت جائز ہے بلکہ جو شخص ہر جمعہ کو والدین کی قبروں کی زیارت کرے اس کیلئے مژدۂ مغفرت ہے۔اگر مزارات پر جانا حرام ہوتا تو نبی کریم ﷺ بقیع شریف تشریف نہ لے جایا کرتے اور نہ ہی قبور والدین پر ہر جمعہ کو جانیوالے بچوں کو مژدۂ مغفرت عطا فرماتے۔

اور اہل مزار کے متعلق نانک جی کا یہ کہنا کہ ''ہم ان سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ ہمارے لئے دعا کردیں کہ ہمارا یہ کام ہوجائے وہ کام ہوجائے'' تو لیجئے نانک جی کے ہم مذہب سید احمد رائے بریلوی کے بھانجے ومرید وخلیفہ سید محمد علی جو شیخ نجدی کے گروہ کے آدمی تھے ان کے اقوال تو شیخ نجدی کے اتباع اور ڈاکٹر نائک پر حجت ہونگے وہ لکھتے ہیں:

دریں منزل قریب نصف شب بوادی سرف کہ مزار فائض الانوار جناب میمونہ علیها و على بعلها الصلاة والسلام من الله الملك العلام. رسیدیم از اتفاقات عجیبہ آنکہ آں روز ہیچ طعام نخوردہ بودیم چوں از خواب آں وقت بیدار شوم از غایت گرسنگی طاقتم طاق و بدردویم درمحاق بود بمطلب نان پیش حرکس دویدم و بمطلب نرسیدم بنا چار برائے زیارت درحجرہ مقدسہ رفتم وپیش تربت شریفہ گدایانہ ندا کردہ گفتم کہ ای جدہ امجدہ من مہمان شماہستم چیزے خوردنی عنایت فرماومرا محروم از الطاف کریمانہ نورمنمار نگاہ سلام کردم و فاتحہ اخلاص خواندہ ثوابش بروح پرفتوحش فرستادم انگاہ نشستہ سربہ قبرش نہادہ بودم از رزاق مطلق و دانائے برحق دوخوشہ انگور تازہ بدستم افتادہ طرفہ تر آنکہ آں ایام سرما بود و ہیچ جا انگور تازہ میسر نبود بحیرت افتادم و یکے ازاں ہر دوخوشہ ہموں جانشستہ تناول نمودہ از حجرہ بیروں شدم و یک یک از ہر یک را تقسیم کردم (مخزن احمدی)

آدھی رات کے قریب ہم وادی سرف میں پہنچے جہاں ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار فائض الانوار ہے اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے شوہر یعنی نبی اکرم ﷺ پر رحمتیں نازل فرمائے۔اتفاقا اس دن ہمارے پاس کھانے پینے

کیلئے کچھ بھی نہ تھا جب میں سو کر اٹھا تو سخت بھوک لگی ہوئی تھی میری طاقت میں اضمحلال آ گیا تھا اور چہرہ کملا گیا تھا۔ روٹی مانگنے کیلئے میں ہر کسی کے پاس گیا لیکن مطلب کو نہ پہنچا آخر بے بس ہو کر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے مزار کی زیارت کیلئے گیا اور باندازِ فقیرانہ صدا لگائی اور عرض گذار ہوا اے میری دادی جان میں آپ کا مہمان ہوں کوئی چیز کھانے کی عنایت فرمائیں اور اپنے در اور لطف و کرم سے محروم نہ فرمائیں۔ پھر میں نے سلام عرض کیا اور فاتحہ پڑھ کر انکی روح مبارک کو ثواب پہنچایا اور آپ کی قبر انور پر سر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جو رازق مطلق ہے اور ہمارے احوال سے واقف ہے اسکی طرف سے مجھ کو انگور کے دو تازہ خوشے ملے اور عجیب تر بات یہ ہے کہ وہ ایام سرما تھے ان دنوں وہاں انگور کا ایک دانہ بھی نہیں ملتا تھا ان خوشوں میں سے کچھ میں نے وہیں کھائے اور باقی حجرہ سے باہر آ کر ایک ایک دانہ ہر ایک کو تقسیم کر دیا۔

غور کریں نائک جی! ان کا کہنا ہے کہ مزار پر جانا حرام اور ہم ان سے نہیں کہہ سکتے کہ آپ ہمارے لئے دعا کر دیں کہ ہمارا یہ کام ہو جائے وہ کام ہو جائے'' جبکہ ان کے گروہ کے پیر ہر طرف سے مایوس ہو گئے اور پیٹ بھرنے کو روٹی کہیں سے نہ ملی تو حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے کھانا مانگ رہے ہیں اور بے موسم انگور پا کر پیٹ بھر رہے ہیں۔

(۴) حدیث میں ہے'' قال رسول الله ﷺ اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال له یزید '' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میری سنت کو سب سے پہلے بدلنے والا بنی امیہ کا ایک شخص یزید ہوگا (تاریخ الخلفاء) قال نوفل بن ابی الفرات کنت عند عمر بن عبد العزیز فذکر رجل یزید فقال قال امیر المؤمنین یزید بن معاویة فقال تقول امیر المؤمنین؟ وامر به فضرب عشرین سوطا. نوفل بن ابی فرات کہتے ہیں کہ میں ایک روز اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ یزید کا ذکر آ گیا ایک شخص نے یزید کو امیر المؤمنین یزید بن معاویہ کہا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے جلال میں کہا تو اسے امیر المؤمنین کہتا ہے پھر آپ نے حکم دیا کہ یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے اس شخص کو ۲۰ رکوڑے لگائے جائیں تو اس کو ۲۰ رکوڑے لگائے گئے۔ شرح عقائد کی شرح نبراس میں ہے:'' وسبه (معاوية) رجل عند خليفة الراشد عمر بن عبد العزيز فجلده وقال اخر امير المؤمنين يزيد فجلده '' ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے سامنے برا بھلا کہا تو آپ نے اس کو کوڑے لگوائے اور دوسرے شخص نے یزید کو امیر المؤمنین کہا تو اس کے بھی کوڑے لگوائے۔ دھیان رہے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ خاندان امیہ کے ایک فرد تھے ان کے فضل و کمال، تقویٰ و طہارت کے بارے میں صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ان کو خلفائے راشدین میں شامل کیا جاتا ہے اور وہ پہلے مجدد تھے انہوں نے یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے کو کوڑے لگوائے اس واقعہ سے نائک جی سبق حاصل کریں اگر ان کے زمانے میں نائک جی ہوتے تو انکو بھی کوڑے کھانے پڑتے۔ یزید پلید اگر حق پر ہوتا تو حضرت عمر بن عبد العزیز اس کو امیر المؤمنین کہنے والے کو کوڑے نہ لگواتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یزید پلید یقیناً فاسق و فاجر ظالم اور جری علی الکبائر تھا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اس کو کافر کہا اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے یزید

پلید کیلئے سکوت اختیار کیا نہ کافر کہا نہ مسلمان۔ لیکن اسکے فسق و فجور، ظلم وزیادتی پر سب کا اتفاق ہے اور اس کے فسق و فجور سے انکار اور اسکی حقانیت کا اقرار اور امام مظلوم پر الزام اہل سنت کے خلاف ہے۔ یزید پلید کو برحق اور اس کے پلید نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ یا رحمۃ اللہ علیہ'' نہیں لگائے گا مگر ناصبی اہلبیت رسالت کا دشمن۔

"رضی اللہ عنہ" کا استعمال ان کے لئے ہے جن کے دلوں میں خشیۃ الٰہی ہو کما قال تعالیٰ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ "اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اس کیلئے ہے جو اس سے ڈرے۔ لہٰذا یہ مبارک جملہ متقین کیلئے ہے نہ کہ یزید پلید جیسے فاسق و فاجر اور خبیث و مردود کیلئے۔ جس نے ظلم کی حد کردی۔ حرمین طیبین وخود خانہ کعبہ وروضۂ مبارکہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد نبوی شریف میں گھوڑے باندھے، ان کی لید و پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن تک مسجد نبوی شریف میں اذان ونماز نہ ہوئی۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ وحجاز مقدس میں ہزاروں صحابۂ کرام وتابعین عظام بے گناہ شہید کیئے۔ خانۂ کعبہ پر پتھر پھینکے۔ غلاف شریف پھاڑا، جلایا۔ مدینہ منورہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر کیلئے حلال کر دیں۔ رسول کریم ﷺ کے جگر پارے کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ہی ذبح کیا۔ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے۔ سرانور بوسہ گاہ نبی ﷺ کاٹ کر نیزے پر چڑھایا۔ حرم محترم قید کی گئیں اور ان کو بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لایا گیا اس سے بڑھ کر ظلم و زیادتی اور کیا ہوگی۔ یہ باتیں جو اوپر مذکور ہیں ان میں اکثر کا ارتکاب ضرور کفر ہے اور امام احمد ابن حنبل کا اسے کافر کہنا اس پر محمول ہے کہ ان کے نزدیک اس کا کفر پایۂ ثبوت کو پہنچا۔ نائک جو طائفۂ وہابیہ کا ایک فرد ہے اور وہابی اپنے آپ کو حنبلی کہتے اور امام احمد کے معتقد بنتے ہیں اس کو اپنے طائفہ کے حنبلی ہونے کے اس دعوے کی لاج تو رکھنا چاہئے تھی اور اگر دیوبندی ہے تو دیوبندی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں افسوس کہ نائک نے کسی کا بھرم نہ رکھا نہ نام کا حنبلی ہوا نہ دیوبندیوں کی طرح نام کا حنفی۔

لہٰذا ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو ملعون اور فسق و فجور نہ جانے اور اس کو حق پر مانے اور اسکے پلید نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ یا رحمۃ اللہ علیہ لکھے اور کہے۔ معرکۂ کربلا سیاست واقتدار کی جنگ نہیں بلکہ حق وباطل کا ہی معرکہ تھا۔

(۵) دیوبند کے علمائے اربعہ قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی بلاشک وشبہ اپنے اقوال کفریہ، ضالہ کے سبب یقیناً کافر ومرتد ہیں۔ جو شخص ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے اور ان کا نام تعظیم وتوقیر سے لے تو وہ انہیں کی طرح کافر ومرتد ہے علمائے حرمین شریفین نے ایسوں کیلئے متفقہ طور پر فرمایا'' من شك فی کفره و عذابه فقد کفر '' هذا من عندی والعلم بالحق عندالله تعالیٰ والله تعالیٰ اعلم.

کتبہ: محمد افضال رضوی

مرکزی دارالافتاء، ۸۲، سوداگران بریلی شریف

۱۹؍ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ/۱۹؍نومبر ۲۰۰۸ء

الاجوبة کلها صحیحة والله تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

☆☆☆

صدرالعلما محدث بریلوی قدیم اسلاف کے حقیقی وارث تھے

از: ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی ممبئی

چراغ ایک سے بڑھ کر ایک بجھتے چلے جا رہے ہیں اور تیرگی پھیلتی جا رہی ہے، یہ وہ چراغ نہیں جو تیل سے جلتے ہیں یا وہ ٹیوب لائٹ نہیں جو الیکٹرک کنکشن کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ وہ چراغ ہیں جو علوم نبوت کے انوار سے روشن ہوتے اور دنیا میں اجالے پھیلاتے ہیں، ان چراغوں کے بجھنے سے تاریکیوں میں دنیا ڈوبنے لگتی ہے۔ صدر العلما حضرت مولانا شاہ تحسین رضا خان، محسن اہل سنت حضرت مولانا شاہ عبدالحکیم شرف قادری اور ماہر رضویات حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہم الرحمہ، ابھی ایک سال بھی نہیں ہوا، علم و عمل کے یہ چراغ بجھ گئے اور ہم اندھیرے میں ڈوبتے چلے گئے۔ خدا ان کے درجات بلند کرے اور ہمیں ان کا بدل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

صدر العلما حضرت مولانا حکیم حسنین رضا خان کے بیٹے تھے اور استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان کے پوتے تھے۔ استاذ زمن امام احمد رضا کے حقیقی بھائی تھے، جن کو حضرت داغ دہلوی سے تلمذ حاصل تھا، حکیم حسنین رضا امام احمد رضا کے بڑے چہیتے تھے، علم و عمل میں اپنے اسلاف کا نمونہ تھے، امام احمد رضا کی سرپرستی میں انہوں نے بڑا علمی کارنامہ انجام دیا۔ مطبع اہل سنت و جماعت کے پلیٹ فارم سے بڑی علمی خدمات انجام دیں، نہایت خوش خط تھے، ان کی ایک بیاض (ڈائری) میری نظر سے گزری ہے، جن سے یہ پتہ چلتا ہے اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کتب و مضامین تحریر فرمانے سے قبل ضروری نوٹس تیار کیا کرتے تھے یا دوران مطالعہ کار آمد باتوں کو نوٹ کر لیا کرتے تھے۔ حکیم حسنین رضا کو یہ موقع ملا کہ وہ امام احمد رضا کے ایام علالت اور وصال کے وقت حاضر بارگاہ رہے، امام احمد رضا نے وصیت لکھوائی اور انہوں نے لکھی، جو 'وصایا شریف' کے عنوان سے مطبوع و معروف ہے۔

صدر العلما بریلی میں پیدا ہوئے، بریلی میں تحصیل علم کی، کچھ دن کے لیے فیصل آباد بھی تشریف لے گیے، بریلی میں مسند تدریس بچھائی، درسگاہ ضرور بدلی، پر شہر نہیں بدلا، یہی حال امام احمد رضا کا تھا، تعلیم لینے، تعلیم دینے اپنی حویلی سے باہر کہیں گئے ہی نہیں۔ پھر بھی حسد کے ماروں نے بے سروپا کی یہ اڑادی کہ وہ اور اشرف علی تھانوی ہم سبق تھے۔ بے سروپا کی یہ بات مجھ سے کئی لوگوں نے پوچھی اور پوچھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی کی کتاب ''کہی ان کہی'' ڈھونڈ کر پڑھیں، تاکہ انہیں حقیقت کا علم ہو، یوں بھی بات عقلاً غلط ہے اور نقلاً بھی۔ یہ ایک جملہ معترضہ ہے۔ صدر العلما نے اولاً مظہر اسلام میں پڑھائی، ثانیاً مظہر اسلام میں پڑھائی، ثالثاً جامعہ نوریہ اور رابعاً و مختصراً مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا میں پڑھائی۔ پڑھتے پڑھاتے بے ریش سے باریش اور سیاہ سے سفید ہو گئے اور وہ بریلی جو مرکز اہل سنت ہے، مرکز العلم بھی ہے، پورے برصغیر کا بغداد العلم بھی ہے۔ یہ تنزلاً

ہے، ورنہ اس میں توسع کا امکان ابھی اور بھی ہے۔ اس بریلی کی چاروں درسگاہوں میں جو شخص شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہا ہوگا، وہ بھی عمر بھر، تو انہوں نے کتنا پڑھایا ہوگا؟ کیا کیا پڑھایا ہوگا اور اطراف ہند سے ٹوٹ کر آنے والوں نے کتنا اور کیا کیا پڑھا ہوگا۔ کیف وکم کا تعین اس بے بضاعت قلم سے بالاتر ہے۔ صدر العلما سے سند علم اور سلسلۂ طریقت رکھنے والے دنیا کے تمام براعظموں میں پھیلے ہوئے ہیں، یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

میری دانست میں ان کی کوئی کتاب نہیں، شاید موقع نہ ملا، یا توجہ نہ دی، وجہ جو بھی رہی ہو، کتاب سے انسان کی قدر و قیمت متعین نہیں ہوتی، وہ خود کتاب تھے، زندگی کتاب تھی، حیات کا ہر حصہ کتاب تھا، کتاب گھر تھے وہ، کتاب گر تھے وہ، چہرہ چہرہ کتاب، ناک نقوش کتاب، چال ڈھال کتاب، رفتار و گفتار کتاب، حیات کتاب، ممات کتاب، حیات و ممات کا ہر حصہ کتاب، ہر لمحہ کتاب، بچپن کتاب، شباب کتاب، ضعیفی کتاب، گھر آنگن کتاب، آل اولاد کتاب، شاگرد کتاب، مرید کتاب، مدرسہ کے طلبہ کتاب، مسجد کے مصلی کتاب، مجلس کے مجلسی افراد کتاب، دور دراز سے آکر صحبت میں بیٹھنے والے کتاب، سفر کتاب، حضر کتاب، جلوت کتاب، خلوت کتاب، سوئے تو کتاب، اٹھے تو کتاب، چلے تو کتاب، بیٹھے تو کتاب، خموشی کتاب، گویائی کتاب، صبح کتاب، شام کتاب، دن کتاب، رات کتاب، تنہا کتاب، مجمع کتاب، گھر کتاب، باہر کتاب، بولتی بات کرتی کتاب، ہنستی مسکراتی کتاب، کھاتی پیتی کتاب، چلتی پھرتی کتاب، ایک یہی کتاب، جس کا ورق ورق کتاب، صفحہ صفحہ کتاب، سطر سطر کتاب، لفظ لفظ، حرف حرف کتاب، ہاں! ان کی حیات کتاب تھی، علم و حکمت کی کتاب، دین و سنت کی کتاب، فکر و دانش کی کتاب، رشد و ہدایت کی کتاب، یقین و ثبات کی کتاب، ایمان و اعتقاد کی کتاب، وہ جہاں رہے، جہاں گئے، کتاب ہی کتاب تصنیف کرتے چلے گئے۔ بس ان کی اک نگاہ پڑ گئی، کتاب تیار ہو گئی۔ کتنے محدثین، کتنے مفسرین، فقہائے زمن، قاضیانِ عدالت، مفتیانِ شریعت، مناظرینِ اہل سنت، پیرانِ طریقت، قلمکارانِ میدانِ سیاست و صحافت، استاذانِ مدارس، امامانِ محراب و منبر، خطیبانِ جہاں، ادیبانِ عصر، شاعرانِ دہر، ثناخوانِ ہزار فخر اور مریدان باصفا کو ان کی نظر کیمیا گر نے تصنیف کر دی ہے کہ ان کا ہر شاگرد ایک کتاب ہے، ہر مرید ایک تصنیف ہے، ہر مرید، ہر شاگرد، ہر اولاد، ہر پڑوسی ان کی تصنیف ہے کہ وقت کی کوئی جدت، جدیدیت، بدعقیدگی، تزلزل، تشکیک، دہریت، صلح کلیت، دیوبندیت، وہابیت اثر انداز ہو ہی نہیں سکتی، رنگ ایسا چوکھا چڑھا دیا گیا ہے۔

جس کو دیکھا، وہ کتاب، جس نے دیکھا، وہ کتاب، جو ان کو پڑھا، وہ کتاب، جو سنا سمجھا، وہ کتاب، بڑے بڑے ادیب، بڑے بڑے خطیب، کتاب لکھتے، خطاب کرتے، نہ کتاب پر عمل، نہ خطاب پر خیال، نہ کتاب کا عامل، نہ خطاب کا قائل، دونوں کی طبیعت زر، زن، زمین کی طرف مائل، صدر العلما نہ ادیب تھے، نہ خطیب، جو کہا، اس پر عمل کیا، جس پر عمل کیا وہی کہا، جو دل میں، وہ زبان پر، جو زبان پر، وہی عمل میں، قرآن، نازل قرآن، حامل قرآن کا یہی ہے مطلوب۔

صدر العلما گھر میں ہوتے، اہل و عیال سے خوش طبعی فرماتے، ہنس مکھ رہتے، موقع ملتا، گھریلو کام میں ہاتھ

بناتے، ٹوپی سی لیتے، کپڑوں میں پیوند لگا لیتے، وقت پر جو ملا، کھالیا، خدا کا شکر بجالایا، ضرورت پڑی، بازار گئے، کبھی پیدل، کبھی سائیکل رکشہ پر، حوائج کی چیزیں خریدتے، خود سے اٹھالاتے، نہ نوکر، نہ چاکر، نہ لاؤ، نہ لشکر، اذان ہوئی، مسجد گئے، باوضو تو رہتے ہی تھے، کبھی وضو کر بھی لیتے، نماز پڑھاتے، دعا کرتے، محلے کے مصلی ومقتدی صف بستہ کھڑے ہو کر دست بوسی کرتے، دعائیں لیتے، وہ دعائیں دیتے، خیر وخبر معلوم کرتے، مسجد کے دروازے پر ہندو مسلم مرد عورت اپنے بیمار بچے لیے کھڑے رہتے، بابا دم کرتے، تیل یا پانی پڑھ دیتے، کبھی تعویذ دے دیتے، گھر لوٹ جاتے، یہ پنجوقتہ معمول تھا، فجر نماز کے بعد درس قرآن دیتے، درس حدیث دیتے، یہ دروس جوانہوں نے پچیس، تیس برس پہلے شروع کیا تھا، اخیر دم تک جاری رکھا، درس ہوا، مکان گئے، ہلکا پھلکا ناشتہ کیا، چائے پی، درسگاہ کی راہ لی، جہاں وہ طالبان علوم نبوت کی تدریس نہیں، دل ودماغ، فکر ونظر تصنیف کرنے بیٹھ جاتے، دوپہر ظہر سے پہلے تک علوم شرعیہ وشرقیہ ان کے کورے اذہان پر چھاپتے رہتے، چھٹی ہوئی، گھر آئے، اذان ہوئی، نماز ظہر پڑھی یا پڑھائی، کھانا کھایا، قیلولہ کیا، کتب بینی کرتے، تعویذ لکھتے، ملاقاتیوں سے ملتے، ان کے دکھڑے سنتے، مداوا کرتے، عصر پڑھتے، بعد عصر بھی یہی کرتے، مغرب بعد بھی قریب یہی معمول رہتا، مطالعہ کرتے، عشا پڑھتے، کھانا کھاتے، ضروری کام نپٹاتے، سوجاتے، رات ڈھلے جاگ جاتے، تہجد پڑھتے، تلاوت کرتے، اوراد ووظائف کرتے، فجر کی اذان ہوتی، مسجد کے لیے نکل پڑتے، پھر معمولات کا کانٹا وہیں پہنچ جاتا، جہاں سے گردش شروع ہوئی تھی۔

صدر العلما بریلی کی گلیوں یا شاہراہ پر چلتے، تو راہ گیر رک جاتے، دکان دار کھڑے ہو جاتے، دکانوں سے نکل آتے، مسلم سلام کرتے، دعائیں لیتے، ہندو، سکھ، عیسائی آداب بجالاتے، آشیرواد لیتے، بچے ہوتے، ادب کرتے، عورتیں ہوتیں، پردہ کرلیتیں، حکام احترام کرتے، پولیس وانتظامیہ تعظیم کرتی، طلبہ، علما، مدرسین، ائمہ، خاندان کے شہزادے، صاحبزادے، نوجوان افراد خاندان، ہمعمر بزرگ حضرات گرامی ان کی راہ میں فرش راہ رہتے، ٹوٹ کر محبت کرتے، عزت واحترام کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے، ملک بھر کے جید علما، مستند فقہا، معتبر مفتیان کرام، تمام سجادہ نشینان خانقاہ ہند، سادات گرامی قدر، غرض کون ہے، کیا ہے، کہاں ہے، جو ان کی قدر نہیں کرتے، سر نیاز خم نہیں کرتے، ان کو بزرگ، برتر، رہبر، راہ نما، حق نما، مفتی اعظم نمانہ جانتے، وہ جہاں رہے، جیسے رہے، بڑے تھے، بڑے رہے، کبھی بڑائی جتائی، نہ بڑائی کا رعب جھاڑا، سادہ تھے، سادہ رہے، سادگی سے گئے، ایسی سادگی کہ عام افراد میں شناخت مشکل، مگر اس سادگی پر ہزار حسن قربان، اپنی بستی، اپنے شہر، اپنے خاندان، اپنے ملک میں، بچپن، جوانی، بڑھاپا، جہاں گزرا ہو، زندگی کا چڑھاؤ اتار، نشیب وفراز اور حیات کا ہر پل جن کے سامنے ہو، وہاں، ان کے نزدیک یہ عزت، یہ بلندی، یہ مقام، اللہ اللہ! سبحان اللہ!!!

صدر العلما کبھی چھپے نہیں، چھپے رہے، مگر جو ہر شناس نظروں نے انہیں پہچان لیا، بریلی کی گلیوں سے اٹھا کر بہار، بنگال، جھارکھنڈ، اترانچل، مدھ پردیش، مہاراشٹرا، آندھرا پردیش، تک لے گئے، ان کے وجود نایاب نے خلق خدا کو سیراب کیا، وہ جہاں پہنچتے، لگے کہ مٹھاس پہنچی ہو، چونٹیاں جمع ہونے لگتیں، شمع جلا ہو، پروانے نثار ہونے لگتے، ایک بھیڑ، ایک خلقت اکٹھی ہو جاتی، ان کا دیدار

کرتی، فیض اٹھاتی، دامن سے وابستہ ہوتی، اپنی قسمت جگاتی، آخرت سنوارتی۔

وہ غریبوں کی دعوت قبول کر لیتے، غربت کدوں میں ٹھہر جاتے، روکھا پھیکا کھا لیتے، کسان، چرواہے، گنوار، دیہاتی قسم کے لوگ عقیدت سے ملنے آتے، وہ جی کھول کر ملتے، نہ کوئی تاخیر، نہ نہ آنے کی تاکید، نہ تنفر، نہ تکدر، جو آتا کھل کر اپنی داستان دکھ سناتا، وہ سنتے، تسلی دیتے، دعا دیتے، امیر، غریب، بچہ، بوڑھا، جو آتا، بھرپور ملتا، خوش خوش واپس جاتا، کوئی ایسا نہیں، جس کی زبان پر کسی قسم کا شکوہ ہو، وہ صدر العلما تھے، محدث بریلوی تھے، نائب نبی، وارث رسول تھے، جانتے تھے، نیابت کا منصب کیا ہے، وراثت کا مطلب کیا ہے، اس کا تقاضا کیا ہے، جبھی تو لوگوں نے جب چاہا، لے گیا، جہاں چاہا، بٹھا دیا، جو چاہا، کھلا دیا، جیسا چاہا، برتاؤ کیا، نہ کرایہ، نہ اے۔سی، نہ کار، نہ ٹیکسی، نہ کھان پان، نہ رہن سہن، نہ تقاضا، نہ نذرانہ، کسی چیز کی نہ فرمائش، نہ طلب، نہ ہوس، جو ملا ٹھیک، نہ ملا ٹھیک، دیالو کو بھی دعا، منگتا کو بھی دعا، سب برادر، سب برابر، نہ سر دیکھ کے سلام، نہ پگڑی دیکھ کر انصاف، یہ تھی ان کی دلربا ادا، پھر کون ہے، جو ان پر جان نہیں چھڑکتا، دل فگار نہیں کرتا۔

میرے گاؤں ہری پور، بائسی، ضلع پورنیہ، بہار وہ بارہا تشریف لے گئے، میری بستی یا آس پاس کی بستیاں، برسات میں جایئے، تو لگے گا کہ یہ بستیاں نہیں، جزائر ہیں، چاروں طرف ہریالیاں، پانی سے گھری ہوئی یا پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی بستیاں، نہایت خوشنما ماحول، پر فضا مقام، ایک دفعہ برسات میں تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری بائسی تشریف لائے، میرے گاؤں کے حضرت مولانا عبدالحیٔ نوری، جو میرے قریبی رشتہ دار ہیں، ہری پور جانے کے لیے تیار کر لیے، بائسی سے فقیر ٹوٹی چوک تک تو ماروتی سے لائے، اب وہاں سے ہری پور جو چند قدم پر ہے، کیسے لے جائیں، بیچ میں نالے پانی سے پر تھے، کرایہ کی جو کشتیاں چلتی تھیں، وہ غائب تھیں، کش مکش کے عالم میں مولانا نوری نے چارپائی منگائی، ازہری میاں کو بٹھایا، چار علما یا علما نما لوگوں نے کاندھوں پر اٹھایا، نالے پانی عبور کر کے بیٹھک تک لائے۔ حضور ازہری میاں جو اندر سے جمال، باہر سے جلال میں بھرے ہوئے تھے، ہچکولے، ہلکورے کھاتے ہوئے فرمایا: یا اللہ! لوگ مرنے کے بعد چار کے کندھوں سے اٹھائی ہوئی کھاٹ پر سوار ہوتے ہیں، آپ لوگوں نے مجھے جیتے جی ہی سوار کر دیا۔ یہ سن کر لوگ قہقہہ میں ڈوب گئے۔ لوگ آتے گئے، سنتے گئے، قہقہے بلند ہوتے گئے، یہاں تک کہ یہ بات تمام اطراف میں پھیل گئی، جو سنتا، ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو جاتا۔ آج بھی لوگ یاد کرتے ہیں، تو زیر لب مسکرا دیتے ہیں۔

بات تھی صدر العلما کی، وہ میری بستی اور اطراف بائسی متعدد بار تشریف لائے، تنظیم المسلمین کے مہتمم حضرت مولانا رحمت حسین کلیمی کا یہ کرم تھا، وہ بریلی کے بزرگوں کو بلاتے، پورے علاقے کو سیراب، فیضیاب ہونے کا موقع دیتے، حضرت کلیمی صاحب اب ہمارے درمیان نہیں رہے، خدا ان کی قبر ٹھنڈی رکھے۔ ہاں! تو صدر العلما تشریف لاتے، ہفتوں ہفتہ، مہینوں مہینہ قیام فرماتے، جلسوں کی صدارت کرتے، دینی تقریبات کی قیادت کرتے، تمام چاہنے والوں کے یہاں جاتے، روحانی تربیت کرتے، سواری کبھی کار، ماروتی، کبھی آٹو رکشہ، کبھی سائکل رکشہ، کبھی بیل گاڑی اور کبھی پیدل بھی

آمد و رفت کرتے۔ ایک دفعہ حضور ازہری میاں نے ان سے کہا: آپ ضعیف ہوگئے ہیں، بہار و بنگال کے دورے نہ کریں، صدر العلما کا جواب تھا: مجھے بہار و بنگال کی بستیوں میں مفتی اعظم ہند چلتے پھرتے نظر آتے ہیں، وہاں ان کی خوشبو محسوس ہوتی ہے، ان کی محبت مجھے وہاں کھینچ لے جاتی ہے۔

مفتی اعظم ہند بائسی پہلی بار ۱۹۶۲ء میں تشریف لے گئے، پھر بار بار تشریف لائے، ۶۲ء میں بائسی سے جنتا ہاٹ تک جواں کا استقبال ہوا، محبت، اخلاص، ایثار، اعزاز کا جو والہانہ انداز تھا، حضور مفتی اعظم ہند نے اسے دیکھ کر فرمایا تھا: یہ پر جوش خیر مقدم، یہ والہانہ اعزاز و استقبال اور یہ محبت و خلوص کی وارفتگی مجھے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھنے ملی ہے۔ پھر مفتی اعظم ہند نے دامن پسار کر بائسی والوں کے لیے دعا کی تھی۔ واضح ہو کہ جنتا ہاٹ کا یہ تاریخی اجلاس امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی خلیفۂ حضور مفتی اعظم اور حضرت مولانا عبدالعزیز رضوی آسجوی کی بریلی سے دستار فضیلت کی خوشی میں منعقد کیا گیا تھا، علاقہ کے تمام علما، خصوصا حضرت ابوصالح مولانا شاہ غلام یٰسین رشیدی کارگزار سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جونپور شریف رئیس کارواں تھے، اور سارے بائسی واطراف کے امرا، رؤسا، زمیندار، پٹنی دار چشم براہ تھے۔ یہی وہ بائسی اور اس کی ذیلی بستیاں ہیں، جن میں صدر العلما کو مفتی اعظم ہند کی چلتی پھرتی تصویریں نظر آتی تھیں۔

حضرت محدث بریلوی کو میں نے دو تین بار دیکھا ہے، پہلی بار تو تب، جب ناپختہ شعور تھا، دوسری بار تب جب میں ایم۔اے کر رہا تھا۔ ہوا یہ کہ عرس رضوی میں بریلی حاضر ہوا، ۲۴ رصفر کی شام تھی، جامعہ نوریہ کا جلسہ ہو رہا تھا، امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی کی معیت میں وہاں پہنچا، مغرب کی نماز ہو چکی تھی، لوگ منتشر ہو چکے تھے، صدر العلما جامعہ کی عقبی طرف کرسی پر جلوہ فرما تھے، داہنا پاؤں، بائیں پاؤں پر تھا، بایاں ہاتھ گود میں اور داہنے ہاتھ کی کہنی دست راست پر اور داہنی ہتھیلی سے ٹھوڑی کو ٹیک لگائے، سمت راست ہی ذرا ڈھلک کر تشریف فرما تھے، چہرہ جھکا ہوا تھا، معمولی سی ٹوپی، معمولی سا کلی دار کرتا، کھلتا پائجامہ، میں نے سلام کیا، دست بوسی کی، چوں کہ وہ کرسی پر تھے، قدم بوسی کا موقع بھی بآسانی ملا۔ نام پوچھا، بتایا، دریافت فرمایا: کیا کرتے ہو؟ عرض کیا، پڑھتا ہوں۔ چوں کہ یونیورسٹی پہنچ کر بھی میری وضع قطع نہیں بدلی تھی، فرمایا: کیا منظر میں، عرض کیا: نہیں، اشرفیہ مبارکپور سے فراغت ہو چکی ہے، اس وقت ایم۔اے کر رہا ہوں، مسکراتے ہوئے لب کشا ہوئے: اچھا، تم تو ہونہار معلوم ہوتے ہو، ایم۔اے کر کے کیا کروگے؟ عرض کیا: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر پی۔ایچ۔ڈی کروں گا۔ پہلو بدلے، کہا: کیا ہی نیک ارادہ ہے، خدا تمہیں علم نافع اور خیر کثیر سے نوازے۔ دعا کی درخواست کی، میرا چہرہ اپنی دونوں ہتھیلیوں میں لے لیا، دعا فرمائی، دم کیا، شفقت کا ہاتھ سر سے سینہ تک پھیرا، میں سلام و دست بوسی کر کے رخصت ہوا، پھر عرس کی گہما گہمی میں کھو گیا۔ یہ تھی میری ان سے ملاقات اور مختصر بات چیت، میں نے اس وقت جو ایمانی حلاوت، بزرگانہ شفقت، عرفانی لذت، ایقانی برودت محسوس کیا تھا، وہ آج بھی محسوس کرتا ہوں، ان کے جملے "خدا تمہیں علم نافع عطا کرے اور خیر کثیر سے نوازے" کی برکات کا مشاہدہ کرتا ہوں۔

تیسری ملاقات یوں ہوئی، جب میں تحقیق کے جاں گسل مراحل سے گزر رہا تھا، بعد مغرب کا وقت تھا، در دولت پہ حاضر ہوا، سلام وآداب بجالایا، پوچھا: کہاں سے آئے ہیں؟ عرض کیا: کیرالا سے آیا ہوں، پوچھا: آپ کیرالا کے ہیں؟ بتایا: نہیں، وہاں مرکز الثقافۃ السنیہ کے شعبہ حنفی میں صدر مدرس ہوں، رہنے والا بائسی پورنیہ کا ہوں۔ بائسی پورنیہ سن کر بہت خوش ہوئے، چہک کر فرمایا: بستی کا نام کیا ہے؟ عرض کیا: ہری پور، فرمایا: یہ بستی میری دیکھی ہوئی ہے، کئی بار گیا ہوں۔ پوچھا: مفتی محمد ہاشم یوسفی صاحب جو دارالافتا منظر اسلام کے صدر مفتی رہے ہیں، آپ کے کون ہیں؟ عرض کیا: حقیقی خالہ زاد بھائی ہیں۔ یہ سن کر حد درجہ مسرور ہوئے، حضرت مفتی صاحب کی بڑی تعریف کی، ذرا موقع ملا، تو میں نے گزارش کی، حضور! میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مکتوب نگاری پر پی۔ایچ۔ڈی کر رہا ہوں، مجھے اعلیٰ حضرت کے خطوط ومکتوبات کی ضرورت ہے، آپ کے پاس ہوں، تو عنایت فرمائیں، معلومات میں ہوں، تو نشاندہی فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: ایسا کوئی مواد میری نظر میں نہیں، تاہم ابا حضور کے کچھ کاغذات ہیں، آپ دیکھ لیں۔ کاغذات کا بستہ اٹھالائے، خود بھی نظر ڈالی، مجھے بھی دیکھنے کا حکم دیا۔ خطوط تو نہ ملے، مگر کئی نوادرات نظروں سے گزرے۔ چائے، بسکٹ سے تواضع کی، میں نے دعا کی درخواست گزاری، فرمایا: آپ تو بانصیب ہیں، کیرالا رہ کر بھی یہ کام کرتے ہیں، بڑی بات ہے۔ خدا آپ کو ہر دو جہاں میں اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے اور صحت وسلامتی سے رکھے۔ سیدھا سادہ انداز، سیدھی سادی گفتگو، نہ تکلف، نہ تصنع، نہ پیچ پیچ، نہ ہیر پھیر، خاکی تھے، مگر ملکوتی صفات کے حامل، جانے کے لیے اٹھا، تو لگا میں کسی مربی سے مل کر جارہا ہوں۔

اکہرا بدن تھا، قد قامت بہت دراز تو نہیں تھی، مگر مائل بہ درازی ضرور تھی، ناک نقوش اتنے تیکھے تھے کہ نور چھن رہا ہو، کہکشاں رقص کر رہی ہو، نرم، ملائم، گداز آواز، پرسوز دھیمہ لہجہ، جھکی جھکی تیز عقابی آنکھیں، تواضع، سادگی انکساری ایسی کہ یہ الفاظ انہی کے لیے وضع ہوئے ہوں، چلتے تو معلوم ہوتا، "لا تمش فی الارض مرحا" کی تفسیری قبا ان کے قامت رعنا پر زیب تن کر دی گئی ہو، بالوں، کھالوں میں ایسی ملاحت، صباحت، لگتا تھا چاندی کے اوراق تہہ در تہہ جما دیے گئے ہوں، ہاتھ، پاؤں، انگلیاں، سب دست قدرت کا تراشا ہوا، ایسی نوری صفات ہستی ہم سے ۲ر اگست ۲۰۰۷ء کو رخصت ہوگئی، خدا اپنے فضل وکرم کی بہاروں سے ان کے مرقد انور کو پر بہار رکھے۔

(............بقیہ ص ۱۴ رکا)

ایسے لوگوں کو تو خدا کا قہر اور اس کی مار ہی سدھار سکتی ہے، ان کا نشہ تو منکر نکیر اور عذاب قبر کے فرشتے ہی اتاریں گے موت کی سختی اور قبر کی تاریکی دولت و بلڈنگ مل و پلانٹ، گاڑیوں اور ماروتیوں نیتا گردیوں اور غنڈہ گردیوں کا بھوت اتار دیگی سچ فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت نے۔

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دل بیکس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے
اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

نــوٹ: زکوٰۃ کے مفصل مسائل دیکھنے اور جاننے کے لئے قانون شریعت حصہ اوّل اور بہار شریعت حصہ پنجم کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

ارکان اسلام کی عظمت و اہمیت

از: حافظ محمد عبد الرشید قادری، گلڑیا، سکولہ، پیلی بھیت شریف

(..................بقیہ گذشتہ شمارہ کا)

اتنی غفلت تو نہ کر مومن خدا کے واسطے
فکر کر کچھ تو بھلا روز جزا کے واسطے

حضرت حق نے تجھے پیدا کیا ہے کس لئے
کھول آنکھیں دیکھ اتنا تو خدا کے واسطے

کام وہ کرلے پیارے جس کے باعث گور میں
باغ رضواں سے کھلے کھڑکی ہوا کے واسطے

کب عمارت کو جہاں کی پائیداری ہے عزیز
عمر کھوتا ہے عبث اس کی بنا کے واسطے

کام دوزخ کے لئے جنت کا ہے امیدوار
قصر جنت تو بنا ہے پارسا کے واسطے

فائدہ: علماء فرماتے ہیں کہ جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں وہ شب معراج جیسی مبارک راتوں میں نفل کے بجائے قضا نمازیں ادا کرے تو نفل پڑھنے سے بہتر ہوگا۔ حضرت مولانا شمس الدین صاحب جونپوری فرماتے ہیں:

''قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھنا ہے انہیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے تاکہ بری الذمہ ہو جائے البتہ تراویح اور سنت مؤکدہ نہ چھوڑے اور جس کے ذمہ برسوں کی قضا ہوئی تو وہ یوں نیت کرکے پڑھے کہ سب سے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی اس کو ادا کرتا ہوں یا سب سے پہلی ظہر عصر جس کی قضا پڑھنا چاہے اس کی نیت کرے اور اسی طرح سب نمازوں کی قضا پڑھ ڈالے یہاں تک کہ یقین ہو جائے کہ سب ادا ہوگئیں''۔

(قانون شریعت)

روزہ

حضرت شیخ سرہندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رمضان شریف کے روزے بھی ارکان اسلام سے ہیں، ان کی ادائیگی میں بھی اہتمام کرنا چاہئے اور بلا عذر شرعی روزہ نہیں چھوڑنا چاہئے۔

حضرت علیہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''روزہ آتش جہنم سے ڈھال ہے''۔ اور اگر کسی عذر شرعی مثلاً مرض وسفر وغیرہ سے چھوٹ جائے تو بعد عذر کے بلا تاخیر ادا کرنا چاہئے سستی و کاہلی نہ کرے۔ (مکتوبات شریف)

نوٹ: شریعت اسلامیہ میں روزہ کے معنٰی ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لیکر سورج ڈوبنے تک کھانے پینے اور جماع سے اپنے کو روکے رہنا، رمضان کا روزہ بھی مثل نماز کے فرض عین ہے اور اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا خارج از اسلام ہے۔ اور بلا عذر شرعی کے چھوڑنے والا سخت گنہ گار نیز سزا کا مستحق ہے۔

روزہ ۲ھ میں فرض ہوا جب کہ سرکار علیہ ﷺ مدینہ شریف میں جلوہ فرما تھے۔ جو بچے چھوٹے ہوں مگر روزہ رکھ سکتے ہیں تو ان سے روزہ رکھایا جائے اور سمجھدار و ہوشیار

لڑکے لڑکیوں کو مار کر رکھا جائے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: بغیر عذر شرعی جس نے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو اس کی فضیلت پانے کے لئے زندگی بھر کے روزے بھی ناکافی ہیں۔

(جامع الاحادیث ج ۲، ص ۲۱۱)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: جو بندہ اللہ کے لئے ایک دن کا روزہ رکھے اللہ اس کے منہ کو دوزخ سے ستر برس کی راہ کے برابر دور فرمادے گا۔ (بخاری شریف)

اور فرماتے ہیں علیہ السلام: ''جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک دروازے کا نام ریان ہے اس دروازے سے وہی جائیں گے جو روزہ رکھتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

(روزہ کے مزید فضائل وفوائد دیکھنے کے لئے بہار شریعت حصہ پنجم کا مطالعہ کریں)

حج بیت اللہ

فرماتے ہیں شیخ سرہندی ''پانچواں رکن بیت اللہ شریف کا حج ہے اور اس کی کچھ شرطیں ہیں جن کو کتب فقہ میں بیان کردیا گیا ہے، شرطیں پوری ہوجانے کے بعد اس کی ادائے گی بھی ضروری ہے سرکار ﷺ نے فرمایا ہے کہ حج اپنے پہلے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔ (مکتوبات شریف)

نوٹ: حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور ایک خاص وقت میں کعبہ شریف کے طواف کرنے کا، حج ۹ھ میں فرض ہوا۔ نماز وزکوٰۃ کی طرح یہ بھی فرض عین ہے اور اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا بھی خارج اسلام ہے۔ حج عمر بھر میں ایک بار فرض ہے مگر حج کرنے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہوگیا اور پھر اسلام لایا تو صاحب استطاعت ہونے پر پھر سے حج کرنا فرض ہے۔

(بہار شریعت)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی مالک ہو زاد راہ کا کہ پہنچادے اس کو مکہ معظمہ تک باوجود اس کے حج نہ کیا، بس فرق نہیں اس پر یہ کہ وہ مرے یہودی یا نصرانی ہوکر۔

(جامع الاحادیث ج ۲، ص ۲۴۹)

محترم حضرات! حج فرض ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں اور جب حج ہونے کی تمام شرطیں پائی جائیں حج فوراً فرض ہوگیا یعنی اسی سال حج کرے تاخیر گناہ اور چند سال تک تاخیر کرنے والا فاسق مردود الشہادہ ہے۔ تفصیل کے لئے بہار شریعت حصہ ششم، آیئے حج کریں۔ حج وزیارت، سفرنامہ حج اور انوار البشارہ وغیرہ کا مطالعہ مناسب رہے گا۔

قارئین کرام! کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے اکثر بھائی حج کے شرائط وفرائض اور سنن ومستحبات سے بھی ناواقف ہی ہوتے ہیں انہیں کھانے کمانے کی تدابیر تو خوب آتی ہیں اور آئے دن ایک سے ایک نئی ترکیب وتدبیر تلاش کرتے ہی رہتے ہیں انہیں غریب دیہاتی سے آٹھ دن کے ادھار گیہوں لیکر آٹھ مہینہ بلکہ کبھی آٹھ آٹھ سال ٹہلانا بھی خوب آتا ہے۔ یہ دوکاندار صاحب ہیں انہیں لوکل چیز اوریجنل ثابت کرنا اور بلاتفریق امیر وغریب کے روپے اینٹھنا بھی خوب آتا ہے مستری صاحب ہیں یہ دودن کا وعدہ کرکے دو، دو مہینہ گاہک کو پریشان کرنے کے ماہر ہیں، مگر ناواقف ونابلد اور بے وقوف ونادان ہیں تو دین کے معاملہ میں انہیں اس کا کوئی علم ہی نہیں کہ ایک مسلمان پر حج کب اور کیسے فرض ہوتا ہے۔ اور اگر خوش قسمتی سے کوئی صاحب چل کھڑے ہوئے تو انہیں حج کے نام پر دعوتیں کھانے اور ایک مہینہ پہلے سے عزیز واقارب اور رشتہ داروں میں مرغے اور بکرے اڑانے کا وقت تو خوب ہوتا ہے، مگر مسائل

حج سیکھنے اور اس موضوع پر لکھی گئی کتابیں پڑھنے کا وقت بالکل نہیں ہوتا ہے۔

شاید انہوں نے صرف فارم بھر کر روپئے جمع کرنے اور مکہ شریف تک جا کر لوٹ آنے کا نام ہی حج سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ حج بھی نماز کی طرح اللہ کی عبادت ہے اور نماز ہی کی طرح اس کے بھی شرائط وفرائض اور واجبات ومستحبات ہیں جن کی صحیح ادائیگی ہی میں حج کی صحت منحصر ہے۔

لہٰذا ان کا جاننا تمام زائرین حج پر لازم ہے۔ (اللہ توفیق دے) آمین

زکوٰۃ

حضرت شیخ سرہندی فرماتے ہیں "زکوٰۃ کی ادائے گی بھی ضروریات دین سے ہے شیطان مردود ایسا بھی کرتا ہے کہ وہ آدمیوں کو فرائض سے روک کر نوافل میں مشغول کرتا ہے۔ اور زکوٰۃ دینے سے روک دیتا ہے حالانکہ ایک دو پیسے زکوٰۃ کے ادا کرنا بطریق نفل پہاڑوں برابر صدقہ کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ (مکتوبات شریف)

حضرت شیخ کے اس فرمان سے ہمارے ان بھائیوں کو عبرت حاصل کرنا چاہئے کہ جو صدقہ وخیرات تو خوب کرتے ہیں ختنہ وعقیقہ اور غوث وخواجہ کی نیاز وفاتحہ کے نام سے تو دیگیں پکاتے اور لنگر لٹاتے ہیں۔ اپنے ماں باپ یا دیگر آباؤ اجداد کی سہ ماہی وششماہی اور برسی کی فکر تو ہر وقت دامن گیر رہتی ہے، مگر زکوٰۃ کے نام سے انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے اور زکوٰۃ کا ان کی زبان پر کبھی نام تک نہیں آتا۔ یہ ادائے گی زکوٰۃ سے نہ صرف بے اعتنائی برتتے بلکہ شیر مادر کی طرح خود ہی ہضم کر جاتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ ہم حق اللہ اور حق العبد دونوں کے مرتکب ہو رہے ہیں، اگر چہ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ثابت ہے کہ نیاز وفاتحہ ختنہ وعقیقہ وغیرہ کی محافل منعقد کرنا بھی کار خیر اور موجب اجر وثواب ہے اور انکار وہابیت ودیوبندیت کی علامت ہے۔

مگر میرے عزیز بھائیو! ان کی باری عشر وزکوٰۃ کے بعد ہے کیوں کہ جس نے فرض پورے ادا نہ کئے ہوں اس کا کوئی نفل قبول نہیں اور ایک مسلمان پر تو اپنے ایمان وعقیدے کی درستی کے بعد سب سے پہلا اور اہم فرض نماز دوسرے رمضان شریف کے روزے اور صاحب نصاب ہے تو زکوٰۃ اور وسعت رکھتا ہو تو حج کرنا ہے ان کی ادائے گی کے بغیر اگر کوئی نیاز وفاتحہ اور عقیقہ کرتا ہے نیز ختنہ کے نام پر دیگیں چڑھاتا اور دعوتیں بانٹتا ہے تو اس کے یہ صدقات نافلہ اس کے منہ پر مار دیئے جائیں گے۔ چنانچہ مجدد الف ثانی سیدنا شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں" ہاں ہاں اگر یہ امور (صدقات نافلہ) فرائض کی رعایت اور ممنوعات شرعیہ کے اجتناب کے ساتھ جمع کر لئے تو عظیم کامیابی حاصل کر لی مگر اس کے بغیر خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے"۔ (مکتوبات شریف)

اب اس مقام پر ان امراؤ رؤسا کو کون سمجھائے جو رات دن دنیا کے نشے میں مست ہیں، نہ نماز کی فکر نہ نیاز کا پتہ نہ روزے سے مطلب نہ عقیقہ سے کام، نہ زکوٰۃ کی یاد نہ حج کا شوق، انہیں اس سے کیا کہ اسلام کا تقاضہ کیا ہے، ان کا حال تو یہ ہو چکا ہے کہ اپنی ضروریات اور بے جا خواہشات میں تو دولت لٹا دیں، بیٹے کی شادی کریں تو آتش بازی، ناش، گانا، فوٹو گرافی اور ویڈیو کیسٹ وغیرہ واہیات وخرافات اور فضول وفالتو رسموں میں تجوریوں کے منہ کھول دیں مگر عشر وزکوٰۃ کی بات ان کے حلق سے نہیں اترتی ہے بلکہ زکوٰۃ نکالنے سے ان کی کمپنی گھاٹے اور خسارے میں آجاتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (بقیہ ص ۳۸ / پر.........)

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

از: مولانا محمد احمد چشتی استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ وصحبہ اجمعین

موت اللہ رب العزت کا ایک ایسا اٹل فیصلہ ہے کہ جس سے کسی بھی مذہب وملت اور کسی بھی مکتبۂ فکر کے حامل شخص کا کوئی اختلاف نہیں ہر شخص یہ جانتا ہے کہ مجھے ایک نہ ایک دن اس دنیائے فانی سے کوچ کرنا ہے۔ دکھ، بیماری اور پھر اس سے صحت کی تدبیریں دل کو بہلانے کا ایک ذریعہ ہے اور جب مقرر وقت آجاتا ہے تو ساری تدبیریں فیل ہو جاتی ہیں سارا علاج ومعالجہ دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے بندہ اپنے بیمار کو صحتیاب کرنے کے لئے لاکھ جتن کر لیتا ہے مگر بندے کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: اینما تکونوا یدرکم الموت و لو کنتم فی بروج مشیدہ عوام ہوں یا خاص، علماء ہوں کہ اولیاء، صلحاء، اغنیاء ہوں یا فقراء انبیاء ہوں یا مرسلین موت ایک ایسا پل ہے کہ جس پر سے ہر ایک کو گزرنا پڑتا ہے۔ اسی قانون خداوندی کے مطابق مورخہ ۲۰ ذوالقعدہ جمعرات کی شب ۱۲ بج کر ۴۵ منٹ پر افتخار اہلسنّت اکبر المشائخ سید المتوکلین امام الکاملین مقتدأ الواصلین عارف باللہ حضرت علامہ شاہ سید محمد اکبر میاں صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے (انا للہ و انا الیہ راجعون) آپ کے وصال پر ملال کی خبر پھیلتے ہی پورا عالم اسلام سوگوار ہو گیا اہلسنّت کے درمیان صف ماتم بچھ گئی پورے علاقہ پر رنج وغم کے بادل چھا گئے اور آستانہ عالیہ صمدیہ کے وابستگان پر تو جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہو طلوع سحر کے ساتھ ہی مریدین، متوسلین اور معتقدین کے قافلے اپنے محسن ومربی اور مرشد وقائد کے آخری دیدار اور دعائے مغفرت میں شرکت کے لئے آستانہ عالیہ پہنچنے لگے جوں جوں صبح کی سپیدی بڑھتی گئی عقیدت مندوں کی ہجوم میں بھی اضافہ ہوتا گیا آنے والا ہر شخص غم واندوہ میں ڈوبا ہوا تھا یتیمی و بے کسی ان کے چہروں سے عیاں تھی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں تھا سب کے سب مجسمۂ حیرت اور پیکر غم وحسرت بنے اپنے مرشد کے آخری دیدار کے لئے بے تاب وبیقرار تھے کہ یکا یک کانوں سے یہ صدا ٹکرائی کہ حضرت کا آخری دیدار بعد نماز ظہر کرایا جائیگا اور جنازہ کی نماز بعد مغرب ادا کی جائیگی پروگرام کے مطابق ٹھیک ۱ بجے ظہر کی اذان اور ۳۰۔۱ پر جماعت ہوئی نماز سے فراغت کے بعد حضرت کے آخری دیدار کا پروگرام تھا عقیدت مندوں کا انبوہ کثیر تھا جو شوق دیدار میں بے چین ہوا جا رہا تھا سبھی کی آنکھیں پرنم تھیں دل دھڑک رہے تھے کہ اپنے مرشد کو اب تک مسند نشیں دیکھتے چلے آرہے تھے اب آج کے بعد وہ ہمیں دیکھنے کو نہ ملیں گے آج ان کا آخری دیدار کر لیں کہ اس کے بعد ہماری نگاہیں ان کے رخ زیبا کو دیکھنے کے لئے ترسا کریں گے جوان وہ پیر، تندرست و کمزور بھی

ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے کہ اسی درمیان حضرت کے شہزادگان عالی مرتبت جنازہ لے کر قصر مصباح سے نکلے پورا ماحول نعرۂ تکبیر اور کلمہ طیبہ کے ورد سے معمور ہو گیا انسانی زنجیروں کے درمیان حضرت کا جنازہ حضور حافظ بخاری قدس سرہٗ کے مواجہ شریف تک پہنچا لوگ گروہ در گروہ حضرت کے دیدار کے لئے بڑھنے لگے آپ کی محبتوں، شفقتوں اور آپ کی عنایات و نوازشات کو یاد کر کے لوگوں کی آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برسنے لگیں نماز مغرب تک زیارت کا سلسلہ جاری رہا پھر بھی عقیدت مندوں کا ایک نہ تھمنے والا سیلاب تھا جو کسی طرح کا ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا تنگی وقت کے سبب زیارت روک دی گئی اور پھر نماز مغرب ادا کی گئی۔

بعد نماز مغرب جنازہ آستانہ عالیہ سے ہزاروں عقیدت مندوں کے جلو میں کلمۂ طیبہ اور درود و سلام کے پر کیف ماحول میں تقریباً ا گھنٹے میں نمائش گراؤنڈ پہنچا جبکہ آستانہ عالیہ سے نمائش گراؤنڈ کا فاصلہ نصف کلومیٹر ہے لیکن ازدھام اتنا زیادہ تھا کہ راستہ چلنا مشکل ہو رہا تھا قصبہ گلی کوچے اور سڑکیں اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ دامانی کا شکوہ کر رہی تھیں قصبہ کے ضعیف العمر لوگوں کا کہنا تھا ہم نے اپنی اس عمر میں اتنا بڑا مجمع آج تک دیکھا ہی نہیں۔ نمائش گراونڈ بھی اتنا طویل وعریض کہ بیک وقت تقریباً ایک لاکھ لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں اور بحمدہٖ تعالیٰ عقیدت مندوں سے پورا میدان کھچا کھچ بھرا ہوا تھا مخدوم گرامی حضرت سید انور میاں صاحب قبلہ نے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ادب و احترام اور سکون کا ماحول بنائے رکھنے کی ہدایت دی لوگ نہایت ادب واحترام سے صفوں میں کھڑے ہو گئے اور پھر حضرت کے حکم سے اور تمام بھائیوں کے باہمی مشورے سے حضرت کے چہیتے مرید و خلیفہ باعمل حضرت مفتی انفاس الحسن صاحب قبلہ چشتی شیخ الحدیث جامعہ صمدیہ نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی بعدہ صلاۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا گیا پھر آپ کا جنازہ نہایت ادب واحترام کے ساتھ آستانہ عالیہ واپس لایا گیا اور سنت محبوب الٰہی کے مطابق آپ کے جنازہ پر غزل پڑھی گئی جس کا ایک شعر ہے۔

اے تماشا گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا می روی

غزل پڑھی جارہی تھا اور لوگوں کی آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برس رہی تھیں حاضرین پر رقت طاری تھی ہر کوئی اپنی زبان سے یہی کہہ رہا تھا ہائے ہمارا قائد، ہمارا مرشد، شریعت وطریقت کا محافظ، دین وملت کا امین و پاسبان ہمیشہ کے لئے ہمارے درمیان سے تشریف لے جارہا ہے پورے علاقے میں بلکہ دور دراز تک سنیت کی بہاریں، دین کی رونقیں شریعت وطریقت کی شعاعیں جن کے دم قدم سے تھیں جن کے نام نامی سے پورا علاقہ دہلتا تھا لوگوں کے دلوں پر ہیبت طاری رہا کرتی تھی جن کی عظمتوں کا سکہ لوگوں کے دلوں پر چلا کرتا تھا جن کی ایک زبان پر ہزاروں لوگ لبیک کہا کرتے تھے ایسا قائد رہنما ہمارے درمیان سے رخصت ہو رہا ہے جن کی بارگاہ ہر دکھ غم کا مداوا تھی حیران و پریشان لوگ، دکھ درد کے مارے لوگ، ، زمانے کے ستائے لوگ، حالات سے عاجز آئے لوگ، جن کی بارگاہ میں پہنچ کر چین وسکون کی ٹھنڈی سانس لیا کرتے تھے۔ جن کی بارگاہ میں لوگ روتے بلکتے آتے تھے اور ہنستے مسکراتے جاتے جن کی دعاؤں سے مصیبتیں ٹلا کرتی تھیں۔ پریشانیاں دور ہوا کرتی تھیں ایسا مستجاب الدعوات شیخ ہمیشہ کے لئے اس شہر خموشاں میں بسنے جارہا ہے۔ جہاں سے آج تک کسی کی

واپسی ہی نہ ہو سکی۔

بہر کیف غزل ختم ہوئی اور پھر آپ اپنی دیرینہ تمنا کے مطابق اپنے شیخ یعنی محبوب رب ذوالمنن حضرت سیدی مصباح الحسن قدس سرہ کے پہلو میں اپنے عقیدت مندوں اور چاہنے والوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر داغ یتیمی و بے کسی دے کر میٹھی نیند سو گئے تقریبا ایک لاکھ لوگ آپ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے مختلف خانقاہوں کے سجادگان بھی شریک ہوئے خصوصا سید عرفان میاں صاحب قبلہ متولی درگاہ حافظیہ خیرآباد شریف، حضرت سید نجیب میاں مارہرہ شریف، حضرت سالم میاں صاحب قبلہ بدایوں شریف، حضرت سید غیاث میاں حب کالپی شریف نیز علمائے کرام میں حضرت مفتی رحمت اللہ صاحب بھدوہی، حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب دہلی حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی صاحب، حضرت علامہ صدرالوریٰ مصباحی و دیگر اساتذہ اشرفیہ مبارکپور، حضرت مولانا انوار احمد صاحب دہلی، حضرت مولانا اقبال صاحب و دیگر اساتذہ کرام دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ، حضرت قاری ذاکر علی صاحب، حضرت قاری محمد احمد بقائی صاحب، و دیگر اساتذہ جامعہ حنفیہ لکھنؤ۔ حضرت مولانا میکائیل صاحب، حضرت مولانا قاسم حبیبی صاحب کانپوران کے علاوہ مختلف مدارس کے سینکڑوں علماء، حفاظ، قراء اور طلبہ شریک ہوئے مختلف پارٹیوں کے سیاسی لیڈران اور ضلع کے اعلیٰ احکام نے بھی آستانہ عالیہ پہنچ کر حضرت کے وصال پر ملال پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا نیز ضلع انتظامیہ نے ٹریفک و دیگر انتظامی امور میں خاص طور سے تعاون کیا۔

حضور صاحب سجادہ کے مختصر حالات

آپ کی ولادت باسعادت مورخہ ۶؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ بروز جمعرات بوقت ۳؍ بجے شب پھپھوند شریف میں ہوئی ''مظفر حسین'' آپ کا تاریخی نام رکھا گیا آپ نے ابتدائی تعلیم آستانہ عالیہ پر اپنے بڑے والد حضرت مولانا اختصاص حسین صاحب اور، حضرت مولانا رفیق الحسن صاحب (تلمیذ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ) رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل فرمائی۔ اور پھر نحو میر اور شرح مائۃ عامل تک امام النحو حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب محمود آبادی سے حاصل کی۔ اور متوسطات تک محبوب رب ذوالمنن حضرت سید مصباح الحسن سے کچھ دن احسن المدارس جدید کانپور میں حضرت مولانا محبوب صاحب اشرفی سے اور پھر احسن المدارس قدیم میں مفتی اعظم کانپور حضرت مفتی رفاقت حسین صاحب علیہ الرحمہ سے علوم ظاہرہ کی تکمیل فرمائی حضور حافظ بخاری قدس سرہ کے عرس مقدس کے موقع پر مورخہ ۱۸؍ جمادی الاخری ۱۳۶۷ھ میں حضرت محبوب رب ذوالمنن سید مصباح الحسن قدس سرہ نے آپ کی دستار فضیلت فرمائی اس اجلاس میں اس وقت کے اکابرین علما نے شرکت فرمائی جن میں سے چند کے اسماء یہ ہیں۔ مخدوم گرامی حضرت سید بشیر میاں صاحب قبلہ خیرآباد شریف، عاشق رسول حضرت مولانا عبد القدیر صاحب بدایونی، حضور مفتی اعظم ہند بریلی شریف، امام النحو حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی، حضرت مولانا قاضی احسان الحق صاحب بہرائچی، علامہ مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے علاوہ بہت سے علماء کرام شریک تھے۔

دستار فضیلت کے ٹھیک ایک سال بعد عرس حضور حافظ بخاری کے موقع پر ہی ۱۷؍ جمادی الآخرہ ۱۳۶۷ھ کو حضرت بندہ نواز قدس سرہ نے آپ کی جانشینی کا اعلان فرمایا اور آپ کی دستار سجادگی فرمائی۔ حضرت بندہ نواز کے بعد آپ مسند

سجادگی پر رونق افروز ہوکر تقریباً ۴۳ رسال تک حضرت بندہ نواز کی اس امانت کی حفاظت فرماتے رہے قوم کی ہدایت اور دین کی نشر و اشاعت فرماتے رہے حضرت بندہ نواز نے آپ کی ولادت کے وقت دعا فرمائی تھی۔

(اے اللہ اس بچے کو عمر دراز عطا فرمانا، نیک پرہیزگار، عالم، صالح، اور اپنے آباء واجداد اور پیران عظام کا سچا جانشین بنانا۔ رسم سجادگی کے وقت ارشاد فرمایا تھا ''اے سید محمد اکبر آج جو بوجھ میں تمہارے اوپر رکھ رہا ہوں وہ ایسا بوجھ ہے جس کو اٹھانے سے آسمان و زمین عاجز رہے۔ ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔ میرے پاس جو امانتیں تھیں وہ اب سید محمد اکبر کے سینے میں ہیں۔ حضور صاحب سجادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ کا جب گہرائی سے مطالعہ کیا جاتا ہے تو حضور بندہ نواز کے ارشادات حرف بحرف صحیح صادق آتے ہیں عمر مبارک بھی دراز ہوئی تقریباً ۸۱ رسال کی عمر پائی، نیکی و پرہیزگاری تقویٰ و تقدس میں بھی اپنے اسلاف کے سچے جانشین تھے۔ قناعت، سادگی، توکل، حلم و بردباری، صبر و شکر، تواضع و انکساری، خلق سے دوری، رؤساء و اغنیاء سے بیزاری، عزلت نشینی، شریعت مطہرہ کا قدم قدم پر خیال، اور وہ تمام محامد ومحاسن جو مشائخ متقدمین کا وتیرہ رہا ہے اور جسے بزرگوں کے ملفوظات میں پڑھا گیا ہے بحمدہ تعالیٰ حضرت صاحب سجادہ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھیں اتنی عظیم بارگاہ کے صاحب سجادہ صدر مجلس علمائے اہل سنت کے بیک واسطہ جانشین اور ہزار ہا ہزار بندگان خدا کے رشد شریعت و طریقت لیکن سادگی ایسی کہ دیکھنے سے کوئی معمولی آدمی ہی نظر آتے تھے پوری زندگی گوشہ نشینی میں گزار دی نام نمود..... شہرت کو کبھی پسند نہ فرمایا ہمیشہ اپنے آپ کو پردۂ خفا میں رکھا لوگ دور دراز سے چل کر آپ کی بارگاہ میں شرف غلامی سے مشرف ہونے کے لئے آتے تو یہی فرماتے یہاں کیوں چلے آئے دنیا میں بہت سے مشائخ ہیں کسی سے بھی جاکر مرید ہو جاؤ احباب سلسلہ حضرت کو بلانے کے لئے پریشان رہتے مگر حضرت کو اپنے کاشانہ چھوڑ کر کہیں بھی جانا پسند نہ تھا خلوت نشینی آپ کا خاص وصف تھا آپ اپنے کاشانہ پر ہی پلاسٹک کی بنی ہوئی معمولی چارپائی پر تشریف فرما رہتے۔ لیکن آپ کی ذات ستودہ صفات سے پورے علاقہ میں دین، وسنیت کا بول بالا تھا مجال نہ تھی کہ کوئی بد مذہب و بدعقیدہ اس پورے علاقہ میں قدم رکھ جاتا صدیق ہتھوری اور طاہر گیاوی جیسے وہابیہ کے سورما ہزار جتن کرنے کے باوجود چند گھنٹے کا اپنا ایک بھی نہ کر سکے اور ناکام و نامراد بلکہ ذلیل و رسوا ہوکر واپس جانا پڑا ایسی بے مثال روایت شاید ہی کہیں اور وقوع پزیر ہوئی ہو بلاشبہ یہ ان کی نظر کرم کی برکت تھی۔

آستانہ عالیہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں کوئی جائداد نہیں صرف خدا کی ذات پر بھروسہ تھا اور ایسا کامل بھروسہ تھا کہ اس بے سروسامانی کے باوجود بڑے سے بڑا کام شاہانہ انداز سے ہوا کرتے تھے۔ آپ کے مصاحبین کہا کرتے تھے کہ حضور! ہم آپ کے پاس آمد تو دیکھتے نہیں اور اخراجات اتنے لمبے فرماتے ہیں آخر یہ کہاں سے ہوتا ہے تو ارشاد فرمایا میرا بھروسہ تو صرف خدا کی ذات پر ہے اور وہی اخراجات کو پورا فرماتا ہے اور جب کوئی مصیبت و پریشان آتی ہے تو میں اپنے شیخ کو یاد کر لیتا ہوں وہ مجھ سے فرما گئے تھے کہ میرے بعد تم پر پریشانیاں بہت آئیں گی مگر جب یاد کروگے تو مجھے اپنے پاس پاؤگے پریشانی آتی ہے انہیں یاد کرتا ہوں ٹل جاتی ہے۔ ہوتا ہے تو خرچ کرتا ہوں نہیں ہوتا ہے تو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑتا نہیں ہوں سبحان اللہ! حضور صاحب

سجادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات اور طرز عمل سے رسول اللہ کے گھرانے کی یاد تازہ ہو جاتی ہے رسول اللہ کے گھر والے بھی ایسے ہی تھے۔ ہوتا تھا تو کھاتے نہیں ہوتا تو فاقے پہ فاقے کرتے اور رب کا شکر ادا کرتے چوں کہ آپ بھی گلشن فاطمی کے ایک شگفتہ پھول تھے ہاشمی خون آپ کی رگوں میں موجزن تھا یہی وجہ ہے کہ اس کے اثرات بھی نسلا بعد نسل آپ کے اندر موجود تھے۔ کیا توکل وقناعت کی اس دور میں اس سے بڑھ کر کوئی اور مثال مل سکتی ہے؟ تقویٰ و تقدس کا یہ عالم کہ شبہات سے بھی اپنے آپ کو ہمیشہ بچائے رکھا خشیت الٰہی اور عشق رسالت پناہی آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا آپ کی علالت جب شدید ہوئی تو شہزادگان عالی مرتبت اور اپنے چہیتے مرید وخلیفہ حضرت مفتی انفاس الحسن صاحب قبلہ کے اصرار پر بمشکل تمام کانپور جانے کے لئے تیار ہوئے ڈاکٹروں نے دیکھا تو سب سے پہلے خون چڑھانے کو ضروری بتایا حضرت سے بتایا گیا کہ حضرت خون چڑھنا ہے فرمایا میں خون نہیں چڑھواؤں گا مفتی صاحب قبلہ نے عرض کیا حضور مجلس شرعی میں بر بنائے ضرورت جواز کا فتویٰ دیا جا چکا ہے فرمایا ٹھیک ہے مگر میری طبیعت خون چڑھوانے کو گوارا نہیں کر رہی ہے خون چڑھایا جا سکتا ہے یہ فتویٰ ہے آپ نے نہیں چڑھوایا یہ آپ کا تقویٰ ہے اصحاب عزیمت کی یہی شان ہوا کرتی ہے۔

ادھر اخیر وقت میں جب کہ علالت دن بدن بڑھتی رہی چہرے سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کو سخت تکلیف ہے مگر جب حال پوچھا جاتا تو زبان پر کوئی حرف شکوہ نہ آتا بلکہ یہی فرماتے الحمد اللہ رب کا شکر ہے وہ جس حال میں چاہے رکھے۔ ضعف وناتوانی کا اتنا زیادہ غلبہ کہ دو لوگ اٹھاتے بٹھاتے خود سے کروٹ بھی نہیں بدل پاتے تھے بولنا، چالنا، کھانا پینا سب کچھ بند ہو چکا تھا مگر اس عالم میں بھی ایک وقت کی نماز قضا نہ ہونے دی زبان سے اگر بولتے تھے تو صرف نماز کا وقت پوچھا کرتے تھے اور وقت ہو جانے پر نماز ادا فرماتے تھے ان کا یہ طرز عمل اور شریعت مطہرہ کی سختی سے پابندی ہم سب کے لئے نمونہ عمل ہے علم دین سے بھی آپ گہرا شغف رکھتے تھے عمر کے آخری ایام میں بھی کتب بینی کا مشغلہ جاری رہا حضرت بندہ نواز کے وصال کے بعد تقریبا بیس سال تک فتویٰ نویسی کی خدمت بھی انجام دیتے رہے لیکن افسوس ان فتاویٰ کی نقل محفوظ نہ رہ سکی ورنہ آپ کے فتاویٰ فقہ وافتاء کے ذخیرے میں ایک عظیم اضافہ ہوتے آپ علمائے دین سے بیحد محبت فرمایا کرتے تھے انتہائی خندہ پیشانی سے ان سے پیش آیا کرتے تھے جو بھی آپ کی بارگاہ میں ایک بار آجاتا آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ پاتا۔

حضور حافظ بخاری کے جشن صد سالہ کے موقع پر ہندوستان کے مقتدر علمائے کرام تشریف لائے تھے حضرت نے اپنی جیب خاص سے ان کے عصرانہ کا انتظام فرمایا تھا حضرت نے بذات خود چل پھر کر علماء ومشائخ کی ضیافت فرمائی تھی علماء نوازی کی بس یہی ایک مثال کافی ہے علماء نواز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ علم پرور بھی تھے اہل سنت کی عظیم دینی درسگاہ ''جامعہ صمدیہ'' آپ کے علم پرور کی منہ بولتی تصویر ہے جامعہ کی پر شکوہ اور دیدہ زیب عمارت علماء وحفاظ اور طالبان علوم نبویہ کا قافلہ قرآن وحدیث اور فقہ کی ہماہمی، قال اللہ وقال الرسول کی صدائے دلنواز آپ ہی کی دعاء سحر گاہی کا نتیجہ اور نظر کرم کی برکتیں ہیں۔ تنہا آپ کی ذات سے علم وفضل کا ایک شہر آباد تھا، دین وسنیت کی ایک انجمن آباد تھی، ارباب حل وعقد کی ایک محفل آباد تھی اصحاب زہد وتقویٰ کی ایک بزم آباد تھی (بقیہ ص ۱۵ پر.........)

مراسلات و جہاں نما

تأثر: ماثر الکرام

از: معمار ملت شیخ طریقت حضرت علامہ شبیہ القادری صاحب خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند
بانی: غوث الوریٰ عربک کالج سیوان

حافظ حدیث عشق تو از بس کہ دل کش ست
نہ شنید کس کہ از سر رغبت زبر نہ کرد

سرمایۂ اکابر و اعاظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد یونس رضا مونس مدیر اعلیٰ ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف یوپی

السلام علیک و علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

کتنا سعادت مند اور فرخ فال وہ ایک عظیم عرفانی جھونکا ہوگا جس نے سرچشمۂ عین الیقین حضرت علامہ شاہ میر سید غلام علی آزاد بلگرامی رضی اللہ عنہ کی فارسی میں تالیف کردہ گنج تواریخ علماء، فضلا، صوفیا اور اولیائے ہند یعنی مسمات ''مآثر الکرام تاریخ بلگرام'' کا اردو میں ترجمہ کرنے کا آپ کے ذہن میں وارد اور القا کیا ہوگا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کی اس معراج سعادت کے عروج کو کیا کہئے کہ رفاہ عام کیلئے اس تراجم کا آغاز فرمایا رئیس المتقین حضرت علامہ شاہ سید مولانا اویس مصطفیٰ صاحب واسطی قادری مدظلہ العالی نے اور ان کے دست فیض بخش کی فیاضی نے تراجم کے تکمیل کی سرفرازی آپ کو عطا کردی۔ اے سبحان اللہ

کسی سرمایۂ تحریر کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا کتنا مشکل امر ہے جس کا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جو اس بحر بیکراں میں ہمیشہ غوطہ زن رہتے ہیں۔

کنارے سے کبھی اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا

میں ''الف'' سے ''ی'' تک پڑھ کر یہ فیصلہ کر رہا ہوں کہ اب خال خال ہی ایسی شخصیتیں ہوں گی جو زبان کی منتقلی کے ساتھ ساتھ مکمل پورا پورا تراجم کے معنی و مفہوم کو اپنے تراجم میں سمیٹ دے آپ کے تراجم میں زبان کی لذت بھی ہے اور ادب کے چٹخارے بھی ہیں۔ اس جہان آب و گل میں ہر قسم کے انسان بستے ہیں۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ اس کے پڑھنے والوں کو نہ شبنم کی نمی کا احساس ہوگا اور نہ دوپہر کی گرمی کا کچھ اثر ہوگا بلکہ پڑھتا ہوا چلا جائے گا۔ عنوان میں جو حافظ کا شعر منقول ہے اس کے مطابق چاہے گا کہ اس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس عشق وفا کی رسم کو بھی از بر کرتا جائے اور کتاب کے آخر صفحہ پر پہونچ کر تتمۂ حروف کے آخر میں ہی پڑھنے سے دم لے گا یہ ضرور نہیں کہ آپ کے تراجم کے کر وفر پر ہر قاری تحسین و مرحبا کہے بلکہ آپ پر بھی واجب ہوتا ہے کہ خوگر حمد سے قدرے گلہ بھی سن لیا جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو عمر خضری اور بخت سکندری عطا کرے آمین۔

خانوادۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ہر ملاقاتی سے پیکر ادب بنکر سلام علیکم پیش فرمادیں بالخصوص تاج الشریعہ حضور ازہری میاں قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت علامہ مولانا محمد عسجد رضا مدظلہ العالی سے۔

عرس حشمتی کی ضیا باریاں

ہر سال کی طرح امسال بھی عرس حشمتی، مشاہدی ۲۱/۲۲/۲۳ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ کو حشمت نگر پیلی بھیت شریف

میں منایا جائے گا۔عرس میں قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین حضور مفتی اعظم ہند،فقیہ اسلام تاج الشریعہ مدظلہ العالی اور شہزادۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ محمد عسجد رضا رضا خاں قادری مدظلہ شرکت فرمائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) بریلی شریف

کرناٹک کے مختلف شہروں میں کنز الایمان کانفرنس کی اہم میٹنگ

پیر طریقت ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت حضور محمد لیاقت رضا نوری، خلیفۂ سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے دورۂ کرناٹک کے موقع پر اراکین انجمن پیغامِ رضا بھدراوتی کرناٹک کو ساتھ لے کر کنز الایمان کانفرنس کے لئے شیموگہ، بھدراوتی، ترکیرہ بانا وار، ہولے نرسیپور، میسور، بنگلور، و دیگر شہروں کے علمائے کرام و عمائدین اہلسنت کی میٹنگ کی۔ حضور پیر طریقت نے فرمایا کہ سیدنا اعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے ۱۳۳۰ھ میں قرآن پاک کا اردو ترجمہ فرمایا جس کو ۱۴۳۰ھ میں سو سال ہو رہے ہیں، اس سنہری موقع پر سیدنا اعلیٰ حضرت کا ترجمۂ قرآن مجید کنز الایمان ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر مناسب ہدیہ میں عوام اہلسنت تک پہنچانے کی تحریک چلانا ہے، لہٰذا ''انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی'' نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہم خدمتِ قرآن کریں گے اور اس موقع پر سرزمین بھدراوتی میں ''کل ہند کنز الایمان کانفرنس'' کا انعقاد کیا جائے گا۔

ان مقاصدِ حسنہ کو سن کر تمامی حضرات نے اپنے تعاون کا یقین دلایا، اسی موقع پر شیموگہ میں ہمارے پیر بھائیوں کی تنظیم ''انجمن فیضانِ رضا'' شیموگہ کی جانب سے عظیم الشان ''جشن خواجہ'' منایا گیا جس میں پیر و مرشد کے علاوہ مفتی محمد علی صاحب نوری بنگلور، مفتی مقصود عالم رضوی صاحب کے علاوہ بہت سارے مقامی علمائے کرام نے شرکت فرمائی، اس موقع پر ہمارے پیر بھائی جناب عبد الرحمن صاحب رضوی لیاقتی نے خانقاہِ رضویہ، لیاقتیہ اور رضا لائبریری اور مدرسہ فیضان رضا کے لئے اپنی قیمتی جگہ وقف کر دی، اس کا سنگِ بنیاد بھی حضور پیر و مرشد کے مبارک ہاتھوں سے رکھا گیا۔

خادم نوری
محمد امین رضوی لیاقتی
انجمن پیغام رضا و رضا ٹرسٹ
بھدراوتی ضلع شیموگہ، کرناٹک

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

توجہ دیں

مضمون نگار حضرات ماہنامہ سنی دنیا کے لئے اپنے مضامین ہمارے ان ای میل ایڈریس پر میل کر سکتے ہیں۔

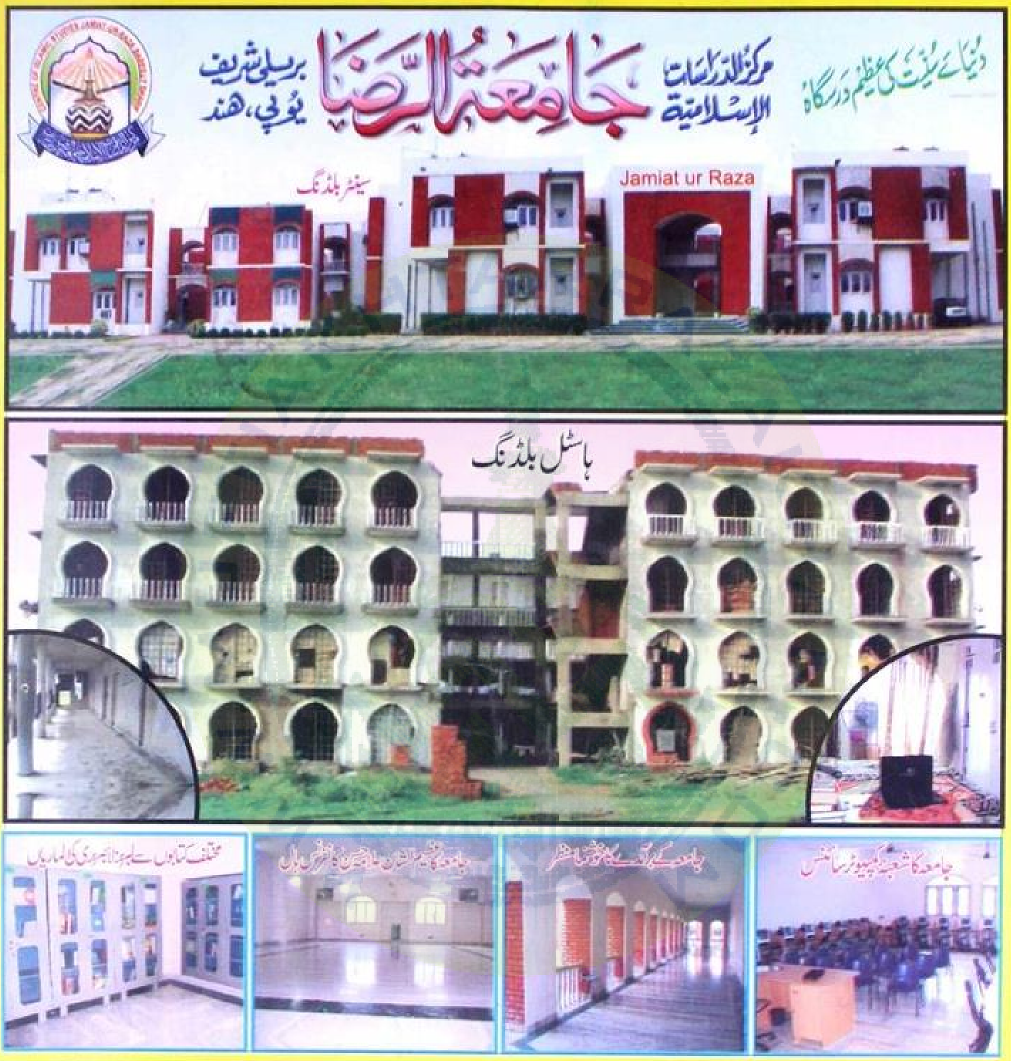
akhtarrazakhan@yahoo.com
atiq_shujamalik@yahoo.com

گزارش

جن حضرات کی ماہنامہ سنی دنیا کی ممبری فیس ختم ہو چکی ہو وہ برائے مہربانی تجدید کرالیں تاکہ آپ کو رسالہ پابندی کے ساتھ ملتا رہے۔

اور مستفتی حضرات سے گزارش ہے کہ مرکزی دارالافتاء میں سوالات کے ساتھ جوابی لفافہ ضرور ارسال فرمائیں تاکہ آپ کو جواب ملنے میں کوئی دشواری نہ ہوں۔ (ادارہ)

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY
Regd. No. 17(82) Vol-2 Annual Subscription
Rs.(150) Per Copy (15) Regd. PO. No. BR/211/2008

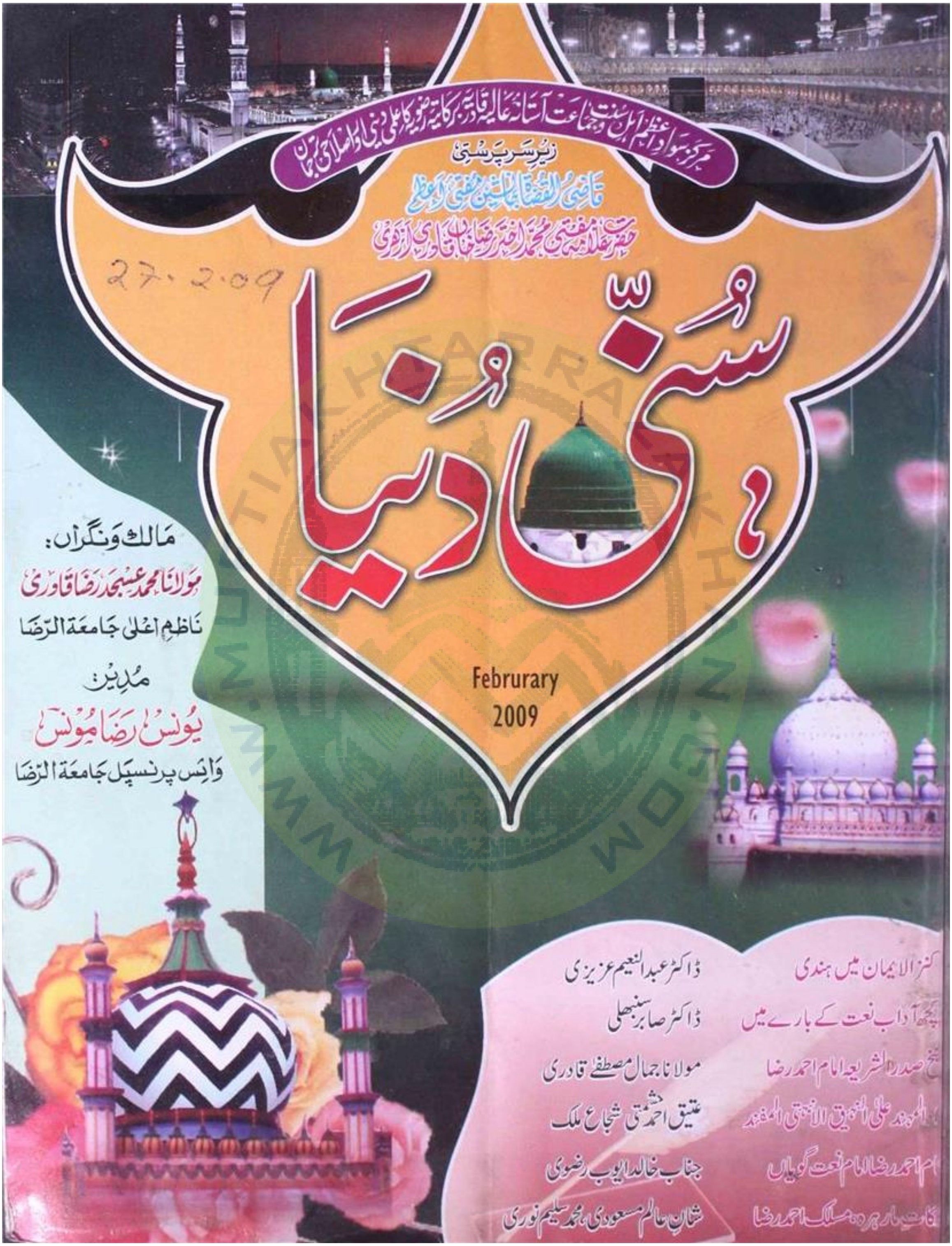


Under Management

باہتمام

IMAM AHMAD RAZA TRUST
82, Saudagaran,
Bareilly Shareef (U.P.)

امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران، بریلی شریف (یوپی)


مرکز سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان
زیر سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری
سنی دنیا
Februrary
2009
مالک ونگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا
مدیر:
یونس رضا مونس
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا
کنز الایمان میں ہندی
ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی
آداب نعت کے بارے میں
ڈاکٹر صابر سنبھلی
صدر الشریعہ امام احمد رضا
مولانا جمال مصطفٰے قادری
عتیق احمد چشتی شجاع ملک
احمد رضا امام نعت گویاں
جناب خالد ایوب رضوی
مارہرہ مسلک احمد رضا
شانِ عالم مسعودی، محمد سلیم نوری

27.2.09

جلد: ۲۹ | فروری ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۲

مرکز سواد اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

بیادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خاں بریلوی
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی
مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں نوری
مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی

زیر سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک ونگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے ۞ زر سالانہ: ۱۵۰ روپے ۞ بیرونی ممالک: ۵۰۰ روپے ۞ لائف ممبری: ۳۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)
فون: 0581-3291453, 2472166
فیکس: 0581-2458543

Visit us: www.hazrat.org E-mail: akhtarrazakhan@yahoo.com, atiq_shujamalik@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دار الافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

☆ کمپوزنگ: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) 09719918868☆

اشاریات

آفتاب آمد دلیل آفتاب

اداریہ .... یونس رضا مونس اویسی رضوی

محدث بریلوی کا بنیادی کام

آج دنیائے سنیت انوار رضا کی نوری کرن سے منور و روشن ہے، علما خصوصا، عوام عموما امام احمد رضا (۱۸۵۶ء/۱۹۲۱ء) کے دستر خوان علم سے سیرابی حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے علمی اشجار سے سایہ حاصل کر کے ایمان و اسلام کو زمانے کے رنگا، رنگ رنگینوں سے محفوظ و مامون رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا علمی شاہکار آج حفاظت آبروئے مسلمان و ایمان ہے۔ اور کیوں نہ ہو، مجدد اعظم امام احمد رضا نے اپنی ذات عشق رسول مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا میں فنا کر دنیا و آخرت کے فلسفہ کا غائر مطالعہ فرمایا اور ان جواہر غالیہ کو سلک تحریر میں پرو کر ہمارے سامنے پیش فرمادیا۔ اور ایسا بنیادی کام کیا کہ جن سے امت مسلمہ دو چار ہوگی ان کے لئے کوئی میدان بغیر رہنما کے نہ چھوڑا۔ ہر میدان کیلئے مسلم معتمد رہنما چھوڑے خواہ وہ سیاسی ہو یا سماجی دینی ہو یا دنیاوی کسی میدان کو تشنہ نہ چھوڑا۔ ایمان و اسلام کے مضبوطی کیلئے ہزار ہا کتب و رسائل تحریر فرمائے ان کی اشاعت کیلئے تلامذہ و خلفاء کو کامل و اکمل بنایا، انہیں حقیقت ایمان سے روشناس کرا کر سرکار مصطفیٰ علیہ السلام کا دیوانہ بنایا۔ خود ہر دم چوکس و چوکنا رہے۔ امام احمد رضا کی بلند فکر و نظر پر ان کا متعدد علوم و فنون پر دسترس حاصل کرنا اور ان علوم و فنون پر رسائل و کتب تصنیف کرنا ہے چنانچہ آپ مندرجہ ذیل علوم و فنون پر مہارت رکھتے تھے۔

(۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) اصول حدیث (۴) فقہ (۵) اصول فقہ (۶) جدل (۷) تفسیر (۸) عقائد (۹) کلام (۱۰) نحو (۱۱) صرف (۱۲) معانی (۱۳) بیان (۱۴) بدیع (۱۵) منطق (۱۶) مناظرہ (۱۷) فلسفہ (۱۸) تکسیر (۱۹) ہیئت (۲۰) حساب (۲۱) ہندسہ (۲۲) قرأۃ (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف (۲۵) سلوک (۲۶) اخلاق (۲۷) اسماء الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تاریخ (۳۰) لغت (۳۱) ادب (۳۲) ارثماطیقی (۳۳) جبر و مقابلہ (۳۴) حساب سینی (۳۵) لوگارثمات (۳۶) توقیت (۳۷) مناظرہ و مرایا (۳۸) اکر (۳۹) زیجات (۴۰) مثلث کروی (۴۱) مثلث مسطح (۴۲) ہیأۃ جدیدہ (۴۳) مربعات (۴۴) جفر (۴۵) زائرجہ۔

مندرجہ بالا علوم کے علاوہ علم الفرائض، عروض و قوافی، نجوم، اوفاق، فن تاریخ (اعداد) نظم و نثر فارسی، نثر و نظم ہندی، خط نسخ، اور خط نستعلیق وغیرہ میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ اس طرح مجدد اعظم نے جن علوم و فنون پر دسترس حاصل کی ان کی تعداد ۵۴ ر سے متجاوز ہو جاتی ہے۔

آپ نے ان علوم و فنون کی حقیقت سے روشناس کرانے، عوام مسلمین تک پہنچانے کیلئے خلفا و تلامذہ کو خصوصی تربیت دے کر انہیں مانجا اور چودہویں کے چاند کی طرح چمکایا۔ جن کے اسماء اور کارنامے محتاج تعارف نہیں ہیں۔ خود امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ المولیٰ عنہ نے ان کی خوب خوب ستائش فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی اور گراں قدر القاب و آداب سے نوازا جوان حضرات کے حق میں دعائے مستجاب ثابت ہوئی اور ان القاب و آداب سے ایسے چمکے گویا وہ لقب ان کے لئے علم ثانی ہو۔

مشاہیر کے اسماء ملاحظہ فرمائیں

جو ہندو پاک وحرمین شریفین میں پھیلے ہوئے ہیں۔

شیخ محمد عبد الحئ ابن الشیخ الکبیر السید الکتانی الحسنی، شیخ اسماعیل خلیل، شیخ مصطفیٰ خلیل، شیخ مامون، شیخ اسعد الدہان، شیخ عبد الرحمٰن، عابد بن حسین مفتی مالکیہ، شیخ علی بن حسین، شیخ جمال بن محمد الامیر، شیخ عبد اللہ بن ابی الخیر، شیخ عبد اللہ دحلان، شیخ بکر رفیع، شیخ ابی حسین مرزوقی، شیخ حسن عجمی، شیخ الدلائل سید محمد سعید، شیخ عمر محروسی، شیخ عمر بن ہمدان شیخ احمد خضراوی، شیخ ابوالحسن محمد مرزوقی، شیخ حسین مالکی، شیخ محمد جمال، شیخ صالح کمال، شیخ عبد اللہ میر داد، شیخ احمد ابوالخیر میرداد، سید سالم بن عیدروس، سید علوی بن حسن، سید ابوبکر بن سالم، شیخ محمد بن عثمان، شیخ محمد یوسف، شیخ عبد القادر کردی، شیخ محمد بن سید ابی بکر رشیدی۔

شیخ حامد رضا، شیخ مصطفیٰ رضا، شیخ محمد ظفر الدین، شیخ سید دیدار علی شاہ، شیخ امجد علی اعظمی، شیخ سید محمد نعیم الدین، شیخ حشمت علی لکھنوی، شیخ احمد اشرف اشرفی جیلانی، شیخ احمد مختار صدیقی، شیخ عبد الاحد قادری، شیخ عبد العلیم صدیقی، شیخ محمد رحیم بخش، شیخ لعل محمد خاں، شیخ عمر بن ابوبکر، شیخ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی، شیخ محمد شفیع، شیخ محمد حسنین رضا، شیخ محمد شریف، شیخ امام الدین کوٹلی، شیخ غلام جان ہزاروی، شیخ احمد حسین، شیخ عبد السلام، شیخ عبد الباقی، شیخ برہان الحق، شیخ سید فتح علی، شیخ ابوالبرکات سید احمد قادری، شیخ عمر الدین ہزاروی، شیخ محمد حبیب اللہ قادری، شیخ سلطان احمد، شیخ امیر احمد، شیخ یقین الدین، شیخ عبد الکریم، شیخ سید نور احمد چاٹ گامی، شیخ منور حسین، شیخ واعظ الدین، شیخ عبد الرشید، شیخ غلام محمد بہاری، شیخ عزیز غوث، شیخ نواب مرزا، وغیرہ

مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کے علمی وعملی کارناموں اور آپ کے تلامذہ و خلفا کی خدمات دینی نے دنیائے سنیت کو ایسا منور ومجلی فرمادیا ہے کہ جب تک قوم مسلم ان کے انوار کی روشنی سے خود کو منور رکھے گی انشاء اللہ العزیز ان کا ایمان وعقیدہ محفوظ رہے گا۔ اور جب ان کے سائبان سے ہٹے گا راہ راست سے کوسوں دور جا گرے گا کہ انہوں نے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین ومذہب کا وہ امتیازی خط کھینچا ہے جو ہمیشہ ما انا علیہ واصحابی کے مصداق رہے ہیں۔ چنانچہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے کارنامے کی تصویر شیخنا واستاذنا حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا دام ظلہ نے ادوار صحابہ وتابعین کے کارنامے کا ترجمان بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کر دیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کر دیں

عالم اسلام کا عظیم مدبر

امام احمد رضا محدث بریلوی عالم اسلام کے عظیم مدبر ومفکر تھے، آپ نے قوم مسلم کی ہر موڑ پر بچی رہنمائی فرمائی ہے۔ آپ کے تدبر وتفکر کا اندازہ آپ کی تصنیف لطیف "تدبیر فلاح ونجات و اصلاح" سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ کلکتہ سے الحاج منشی لعل خاں صاحب نے سوالات ارسال کئے تھے۔ سوال تھا۔

(۱) مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔

(۲) ترکوں کی امداد کا کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

سرکار بریلی نے بڑا مدبرانہ ومفکرانہ جواب عنایت فرمایا، یہ مقالہ قابل مطالعہ ہے متعدد مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ امت مسلمہ کیلئے آپ کتنی گہری فکر رکھتے تھے۔

کنز الایمان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی تصانیف تو ہزار سے زائد ہیں تقریباً نصف منظر عام پر آچکی ہیں۔ آپ کی ہر کتاب سمندر کی حیثیت رکھتی ہے۔ محققین، مفکرین، مدققین نے مطالعہ کیا اور خوب خوب داد وتحسین سے نوازا۔ جتنی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں ان سبھی کتابوں پر قلمکاروں کے قلم نے داد وتحسین

دیئے ہیں،ان پر گرانقدر تأثرات دے کر امام کی قابلیت کا اظہار کیا ہے انہیں سراہا ہے۔آپ کی چھوٹی سے چھوٹی بڑی سے بڑی، ہر کتاب میں اتنا وافر مقدار میں مواد ہے کہ اسے اگر پھیلایا جائے تو ہزارہا صفحات مزین ہوتے نظر آئیں گے۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں کہ ان پر کچھ لکھا جائے۔الختصر امام اہل سنت کے تحقیقی کارناموں کا مقصد ایمان کی حفاظت اور شریعت محمدیہ کا تحفظ تھا اور بس، چنانچہ اکثر کتابیں آپ کی دوررس نگاہ اور دور اندیشی،دور بنی پر محمول ہیں چنانچہ آپ نے ہر موضوع کو اتنے دلائل و براہین سے سنوارے کہ ان میں انگلی رکھنے کی گنجائش نہ چھوڑی۔آپ کی دور اندیشی کی زندہ وجاوید مثال قرآن مقدس کا ترجمہ ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن'' ہے۔جس نے ہزاروں کو بھٹکنے سے بچالیا۔

اسلام کی بنیاد قرآن ھے

اعتقاد و اعمال کے مسائل سب اسی سے ماخوذ ہیں زندگی کے ہر شعبے اسی مرکز سے ہدایات حاصل کرتے ہیں۔قرآن مقدس کا فیضان ملک،سماج،معاشرہ،زمان ومکان ہر ایک کیلئے یکساں مفید ومعاون ہے عربی داں پر واضح ہے کہ قرآن مقدس کی عربی وہ عربی ہے کہ عرب فصیح اللسان بھی کسی آیت کا عربی میں مطلب بیان کرے تو وہ چاشنی،وہ کیفیت باقی نہیں رہتی۔تو دوسری زبان میں اسکے مطالب ومفاہم کی گرہیں صرف ترجمہ سے کھولنا اور اسکے صحیح مطالب بیان کرنا کتنا مشکل امر ہے۔

جب ہندوستان میں عربی کا رواج خال خال ہوگیا،علماء میں خواص ہی اسکے مفاہم ومطالب پر آگاہ، ہو پاتے باقی علما کا طبقہ اسکے معانی ومطالب سے ناواقف رہتا۔ جب ایسا ماحول پیدا ہوگیا تو مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قرآن عظیم کا فارسی میں ترجمہ کیا جبکہ ہندوستان کے دیگر علماء اس ترجمہ قرآن کے خلاف تھے۔مگر انہوں نے دور اندیشی سے کام لیا اور قرآن کے معانی و مطالب سمجھنے کا موقع فراہم کیا۔پھر فارسی داں طبقہ نے اردو رواج پا جانے کے سبب اس سے عدم دل چسپی کا مظاہرہ کیا تو شاہ ولی اللہ صاحب کے بیٹوں نے قرآن کا اردو میں ترجمہ کیا۔چنانچہ مولانا شاہ رفیع صاحب نے قرآن کا لفظی ترجمہ کیا اور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بامحاورہ ترجمہ کیا۔''تقویۃ الایمان'' سے متاثر طبقے نے ان ترجموں میں کہیں کہیں تصرف کر کے اپنے دل کی پیاس بجھائی ہے،اور پھر وہ دور اور آج کا دور اس دور کے زبان و بیان کی قدامت کے سبب اردو داں طبقہ کے لئے اس سے استفادہ ممکن نہیں تھا۔

ان کے بعد نیچری خیال سے ہم آہنگ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نے قرآن کا ترجمہ کیا اور اکثر مقامات پر مطالب سے بھٹک گیا گو اس نے اردو داں طبقہ کیلئے بھٹکنے کا راستہ پیدا کر دیا۔ایسے پرسوز ماحول میں جبکہ ان کا ترجمہ قرآن گمراہی کا راستہ بن گیا ہو قرآن کا اردو میں صحیح ترجمہ کرنا کتنا ضروری ہو جاتا ہے جب اہل سنت و جماعت کے علماء کو اس کی فکر دامن گیر ہوئی اور شدت سے اس کا احساس کیا تو اس اہم ضرورت کو بھی صدر الشریعہ علامہ شاہ امجد علی علیہ الرحمہ کے اصرار پر امام اہل سنت نے پورا کیا۔اس مجدد برحق ،عالم فاضل پر قرآن کا اردو میں ترجمہ کرنا کتنا سہل اور آسان تھا آپ مندرجہ ذیل تحریر سے اندازہ کر سکتے ہیں،یہیں سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کتنے قلیل وقت میں کتنا اہم اور حفاظت ایمان کا سرمایہ مجدد برحق نے ہمیں عنایت کیا ہے۔حضرت مولانا بدرالدین احمد رضوی علیہ الرحمہ سوانح اعلیٰ حضرت میں ''کنز الایمان'' کے تعلق سے لکھتے ہیں:

صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی۔آپ نے وعدہ فرمالیا۔لیکن دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا چونکہ میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس

لئے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ ایک دن کاغذ، قلم، اور دوات لے کر اعلیٰحضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہو گیا۔

ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر آیاتِ کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ اس کو لکھتے رہتے۔ لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر ولغت کو ملاحظہ فرماتے بعدہ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوتِ حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف روانی سے پڑھتا جاتا ہے۔

پھر جب حضرت صدر الشریعہ اور دیگر علمائے حاضرین اعلیٰ حضرت کے ترجمے کا کتب تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل مطابق ہے۔

الغرض اسی قلیل وقت میں ترجمہ کا کام ہوتا رہا۔ پھر وہ مبارک ساعت بھی آگئی کہ حضرت صدر الشریعہ نے اعلیٰ حضرت سے قرآن مجید کا مکمل ترجمہ کرالیا۔ اور آپ کی کوشش بلیغ کی بدولت دنیائے سنیت کو کنز الایمان کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی''۔

اعلیٰ حضرت نے ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں قرآن کا ترجمہ بنام ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' املا کروایا۔ محمود الحسن نے ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں قرآن کا ترجمہ لکھا جو ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء میں منظر عام پر آیا۔ اشرف علی تھانوی، ابو الکلام آزاد، عبد الماجد دریا بادی، ابو الاعلیٰ مودودی وغیرہم کے تراجم کنز الایمان کے بہت بعد منظر عام پر آئے۔ ان گمراہ کن ترجموں نے نہ جانے کتنے سادہ لوح مسلمان کے سینہ سے ایمان کے نور کو چھین لیا۔ اب اس تناظر میں جبکہ یہ گمراہ کن ترجمے گمراہوں کے معرض وجود میں آئے، دیکھئے اور سوچئے کہ اگر اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ہمارے سامنے نہ ہوتا تو ہم ایمان وعقیدے کے مسائل کا تحفظ کیسے کرتے۔ اعلیٰ حضرت کی دور رس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ ضرور قرآن کے ترجمے سے اغیار امت مسلمہ کو دھوکہ دیں گے، جبھی عدیم الفرصت ہونے کے باوجود ترجمہ قرآن کا املا کروایا جو واقعی اسم با مسمی ''کنز ایمان'' ہے۔

آج (۱۴۳۰ھ) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کو پورے سو سال ہو گئے ان سو سالوں میں کنز الایمان کی خصوصیات، محاسن، آداب پر نہ جانے کتنے مضامین نگار نے مضامین قلمبند فرمائے۔ کتنوں نے اپنے ایمان کو بچایا، واقعی یہ ترجمہ ایمان کا خزانہ ہے۔ اللہ عزوجل نے اس نام کو اتنی شہرت بخشی کہ صدہا مدارس، مکاتب، تنظیمیں، ادارے، ماہنامے، رسائل، جرائد اس نام سے موسوم ہیں۔ اور مسلک حق کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں۔ اس کے سو سال پورے ہونے پر مسلمانان اہل سنت نے نہ جانے کتنی جگہوں پر جشن منائے، قرآن کے نسخے چھپوائے، تقسیم کروائے، رسائل کے خصوصی شمارے نکالے، یہ کنز الایمان کا عند اللہ والرسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقبول ہونے کی دلیل ہے۔

شرپسند طبقے نے اس کی بڑھتی مقبولیت کو دیکھ کر کچھ اعتراضات کئے، تو علمائے اہل سنت نے ان کے مسکت اور محقق و مدقق جوابات دے دیئے۔

چنانچہ آپ کنز الایمان کے محاسن، خصوصیات، اغیار کے اعتراض بیجا کے پوسٹ مارٹم کا مشاہدہ سیدنا واستاذنا قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری قادری کی تصنیف لطیف ''دفاع کنز الایمان'' میں کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ترجمہ سے مزید استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆

تجلیاتِ نعت

آقائے نعمت دریائے رحمت مجدّدِ دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

سرتا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
اس غنچۂ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول

تنکا بھی ہمارے توہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا دہن پھول

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں رضی اللہ عنہ

سیر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

سرگزشتہ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار ہا آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

کون کہتا ہے دل بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں ان کی تمنا چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمار غم قرب مسیحا چھوڑ کر

کس تمنا پر جئیں یارب اسیران قفس
آچکی بادِ صبا باغ مدینہ چھوڑ کر

حشر میں ایک ایک کا مونھ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

تمہیں جس نے بھی دیکھا کہہ اٹھا احمد رضا تم ہو
جمال حضرت احمد رضا کا آئینہ تم ہو

نہیں حامد رضا ہم میں مگر وجہ شکیبائی
خدا رکھے تمہیں زندہ مرے حامد نما تم ہو

تمہارے نام میں تم کو بزرگی کی سند حاصل
رضا وجہ بزرگی ہے رضائے مصطفیٰ تم ہو

تمہارے نام میں یوں ہیں رضا و مصطفیٰ دو جز
رضا والے یقیناً مصطفیٰ کے مصطفیٰ تم ہو

حیات وموت وابستہ تمہارے دم سے ہیں دونوں
ہماری زندگی ہو اور دشمن کی قضا تم ہو

یہ نوری چہرہ یہ نوری ادائیں سب یہ کہتے ہیں
شبیہ غوث ہو نوری میاں ہو اور رضا تم ہو

رضا جویان رب تھامے ہوئے ہیں اسلئے دامن
رضا سے کام پڑتا ہے رضائے کبریا تم ہو

جناب مفتی اعظم کے فیضان تجلی سے
شبستان رضا میں خیر سے اختر رضا تم ہو

ضیائے قرآن

(کنزالایمان) اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی | اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا | آیت نمبر ۵۸/۵۷

اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا ﴿۹۲﴾ اور تم پر من اور سلویٰ اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں ﴿۹۳﴾ اور انہوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں اپنی ہی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے (۵۷) اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ ﴿۹۴﴾ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو ﴿۹۵﴾ اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں (۵۸)

(خزائن العرفان) صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

﴿۹۲﴾ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فارغ ہو کر لشکر بنی اسرائیل میں پہنچے اور آپ نے انہیں حکم الٰہی سنایا ملک شام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا مدفن ہے اسی میں بیت المقدس ہے، اس کو عمالقہ سے آزاد کرانے کے لئے جہاد کرو اور مصر چھوڑ کر وہیں وطن بناؤ مصر کا چھوڑنا بنی اسرائیل پر نہایت شاق تھا اول تو انہوں نے اسی میں پس و پیش کیا اور جب بجبر و اکراہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کی رکاب سعادت میں روانہ ہوئے تو راہ میں جو کوئی سختی و دشواری پیش آتی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایتیں کرتے جب اس صحرا میں پہنچے جہاں نہ سبزہ تھا نہ سایہ نہ غلہ ہمراہ تھا وہاں دھوپ کی گرمی اور بھوک کی شکایت کی اللہ تعالیٰ نے بدعائے حضرت موسیٰ علیہ السلام ابر سفید کو ان کا سایہ بنایا جو رات و دن ان کے ساتھ چلتا شب کو ان کے لئے نوری ستون اترتا جس کی روشنی میں کام کرتے ان کے کپڑے میلے اور پرانے نہ ہوتے ناخن اور بال نہ بڑھتے اس سفر میں جو لڑکا پیدا ہوتا اس کا لباس اس کے ساتھ پیدا ہوتا جتنا وہ بڑھتا وہ لباس بھی بڑھتا۔ ﴿۹۳﴾ من ترنجبین کی طرح ایک شیریں چیز تھی روزانہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہر شخص کے لئے ایک صاع کی قدر آسمان سے نازل ہوتی لوگ اس کو چادروں میں لیکر دن بھر کھاتے رہتے سلویٰ ایک چھوٹا پرند ہوتا ہے اس کو ہوا لاتی یہ شکار کر کے کھاتے دونوں چیزیں شنبہ کو تو مطلق نہ آتیں باقی ہر روز پہنچتیں جمعہ کو اور دنوں سے دوئی آتیں حکم یہ تھا کہ جمعہ کو شنبہ کے لئے بھی حسب ضرورت جمع کر لو مگر ایک دن سے زیادہ کا جمع نہ کرو بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کی ناشکری کی ذخیرے جمع کئے وہ سڑ گئے اور ان کی آمد بند کر دی گئی یہ انہوں نے اپنا ہی نقصان کیا کہ دنیا میں نعمت سے محروم اور آخرت میں سزاوار عذاب کے ہوئے۔ ﴿۹۴﴾ اس بستی سے بیت المقدس مراد ہے یا اریحا جو بیت المقدس کے قریب ہے جس میں عمالقہ آباد تھے اور اس کو خالی کر گئے وہاں میوے بکثرت تھے ﴿۹۵﴾ یہ دروازہ ان کے لئے بمنزلہ کعبہ کے تھا کہ اس میں داخل ہونا اور اس کی طرف سجدہ کرنا سبب کفارہ ذنوب قرار دیا گیا۔

بہار حدیث

فرامین رسالت کی تشریحات

پیشکش: شہزادۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری بریلی شریف

واستر سال بآراء واوہام وایشاں نمودہ اند ومشائخ صوفیہ از متقدمین و محققین ایشاں کہ اسناد آں طریقت و زہاد وعباد مرتاض ومتورع ومتقی ومتوجہ بجناب حق ومتبری از حول وقوت نفس بودہ اند ہمہ بریں مذہب بودہ اند (مگر آنانکہ دریں زمان از تصوف ہم منکر شدہ اند) چنانکہ از کتب معتمدہ ایشاں معلوم می شود ودر تصرف کہ معتمد ترین کتابہائے ایں قوم است وشیخ شہاب الدین سہروردی درشان او گفتہ است لولا التصرف ما عرفنا التوصف عقائد صوفیہ کہ اجماع دارند برآں، آوردہ کہ ہمہ عقائد صوفیہ مطابق اہل سنت و جماعت است بے زیادت ونقصان ومصداق ایں سخن کے گفتیم آنست کتابہائے حدیث وتفسیر وکلام وفقہ وتصوف وسیر وتواریخ معتبرہ کہ در دیار مشرق ومغرب مشہور مذکورہ اند جمع کنند وتفحص کنند ومخالفان (وہابی دیوبندی مودودی رافضی معتزلی بہائی وہابی قادیانی منکران حدیث خذلهم الله تعالىٰ جميعا دائما) نیز کتابہا بیارند تا ظاہر شود کہ حقیقت حال چیست و بالجملہ سواد اعظم در دین اسلام مذہب اہل سنت و جماعت (اہل بریلی) است عرف ذلك من اتصف با لانصاف۔

اور دلیل حقانیت مذہب اہل سنت و جماعت کی یہ ہے کہ یہ دین نقل سے آیا ہے اور مجرد عقل اس کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور اخبار متواترہ سے معلوم ہوا۔ اور احادیث وآثار کے تحقیق وتجسس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین صحابہ وتابعین (سے آج تک) اس اعتقاد پر ہیں (جب یہ چیز نقل سے متعلق ہے تو اس میں عقل کا کیا دخل ہے اہل بدعت سلف وصالحین کے اقوال کو خلاف قرآن بتا کر رد کرتے ہیں حتی کہ بعض احادیث کو بھی یعنی فرمان رسول کو بھی خلاف قرآن بتاتے ہیں تو یہ ان کی عقل کا قصور ہے مدار نقل پر ہے نہ عقل پر خصوصا ان کی عقل پر جنکے متعلق قرآن نے فرمایا اکثرهم لا يعقلون اکثر اہل نجد بے عقل ہیں۔ دیکھئے (الدرر السنيه) اور یہ بدع وہوا نداہب اقوال میں بعد صدر اول کے حادث ہوئے۔ خصوصا مذہب وہابیت دیوبندیت کہ ان کا بانی محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی ۱۱۱۱ھ کو پیدا ہوا اور اس زمانہ میں بھی اکثر عمر رسیدہ بتاتے ہیں کہ پچاس برس پیشتر اس عقیدہ کا کوئی شخص موجود نہ تھا، اور صحابہ وسلف سے کوئی شخص اس نئی چیز پر نہ تھا اور یہ اس سے بری وبیزار ہیں اور ان مذاہب جدیدہ بدعت وزیغ کے پیدا ہونے پر صحبت ومحبت اس قوم سے رکھنے پر ان مذاہب کی اشاعت ہوئی (ورنہ نہوتی) تمام محدثین وصحاح ستہ وغیرہ مصنفین کتب مشہورہ معتمدہ کہ بنیاد مدار احکام واسلام کی ان کتابوں پر ہے اور ائمہ اربعہ اور فقہاء مذاہب اربعہ وغیرہم سب اسی مذہب پر تھے۔ (تو غیر مقلد جو تقلید کو حرام اور شرک بتاتا ہے انہی مقلدین سے احادیث ودین کو حاصل کرتا ہے

حالانکہ مبتدع سے کوئی چیز مقبول نہیں جب ان کو مبتداع کہتا ہے۔تو امام بخاری۔امام مسلم وغیرہ بھی تو مقلد ہی تھے ان سے کس طرح اخذ کرسکتا ہے) اور اشاعرہ اور ماترید یہ کہ ائمہ اصول کلام ہیں تائید مذہب سلف کی کرتے ہیں اور جو کچھ سنت رسول اور اجماع سلف تھا اس کی تائید وتاکید کرتے ہیں اسی لئے ان کا نام اہل سنت و جماعت ہوا اگر چہ یہ نام حادث و بدعت ہے (کہ زمانہ حضور میں اور صحابہ میں یہ نام نہ تھا) تو بدعت حسنہ کے منکر ہیں۔اس نام کو نہ اپنائیں اور اسے ترک کردیں ان کے لئے جن کا یہ حقیقۃ نام ہے اور اس طرح تلبیس واشتباہ جو پیدا کرتے ہیں کہ اہل سنت وہ ہیں صاف ہو سکے گا کہ یہ نام درحقیقت ان کا نہیں وہ بری ہیں اس سے اور از راہ دجل وفریب اس نام کو اختیار کئے ہوئے ہیں،لیکن مذہب و اعتقاد ان کا قدیم ہے اور طریقہ ان کا اتباع احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اقتدا آثار سلف (جس کے منکر ہیں اس زمانہ میں وہ جو بہادر ہیں اپنی وہابیت میں یعنی مودودی۔اور چھپاتے ہیں اس انکار کو۔دیوبندی جو بزدل ونامرد ہیں اپنی نجدیت و وہابیت میں اور نیم دروں نیم بروں کے مصداق ہیں آیت کریمہ کے مذبذبین بین ذلك لا الی هؤلاء ولا الی هؤلاء۔مذبذب ہیں نہ ادھر ہی کے ہیں نہ ادھر ہی کے ہیں)

اور نصوص قرآنی کو ظاہر پر حمل کرتے ہے مگر عند الضرورۃ۔اور اعتماد نہیں کرتے ہیں اپنے قول اور اپنی رائے پر اور اپنی ہوا پر برخلاف دوسروں کے جیسے معتزلہ شیعہ (وہابی دیو بندی چکڑالوی۔مودودی قادیانی بہائی وغیرہم خذلھم اللہ تعالیٰ ابدا)اور وہ جو اعتقادات میں ان جیسے طریقوں پر نہیں (سلف کو سب وشتم کرنا اپنے رائے وعقل وہوا کو ترجیح دینا جماعت کا خلاف کرنا وغیرہ وغیرہ) فلسفہ ورائے واوہام پر چلتے ہیں۔اور مشائخ صوفیہ متقدمین ومحققین سب اسی مذہب پر تھے جیسا کہ ان کی کتب سے ظاہر ہے اور کتاب تصرف جس کے متعلق حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا کہ اگر تصرف نہ ہوتی تو ہم تصوف کو نہ جانتے تمام صوفی جس پر اجماع رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی عقائد اہل سنت ہیں بے کم وکاست اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ تمام کتابیں احادیث وتفاسیر وکلام وفقہ وتصوف وسیر وتواریخ معتبرہ جو مشرق ومغرب کے شہروں میں مشہور ہیں۔جمع کریں اور تحقیق وتفتیش کریں (کہ ان کے عقائد کیا ہیں در بارہ علم غیب نبوی۔و نداء یا رسول اللہ۔وتوسل۔وزیارت روضہ رسول اللہ اور نام رکھنا عبد الرسول۔وعبد النبی۔اور فاتحہ۔ایصال ثواب و زیارت قبور وعرس وغیرہ وغیرہ۔)اور مخالفین بھی کتابیں لائیں تو ظاہر ہوجائیگا کہ حقیقت حال کیا ہے مختصر یہ کہ سواد اعظم دین اسلام میں مذہب اہل سنت و جماعت ہے اسے وہ پہچانیگا جو انصاف کرے گا۔حضرت شیخ کا کلام پورا ہوا۔یہی وہ کتابیں ہیں سلف و ثقات کی جس کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے کہ یہ معیار وکسوٹی ہیں حقانیت کی۔یہ ہیں سنت جاریہ یہی وہ چیز ہے جس کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے مسلم شریف سے :اذا ما عرضت روایتہ بروایتھم (وکذا قولھم ورأیھم و اعتقادھم برایھم و قولھم و اعتقادھم) لم تکد توافقھا۔جب انکی روایت کو ان کی روایت سے ملائیں (ایسے ہی ان کی رائے کو ان کی رائے سے ان کے قول کو ان کی قول سے ان کے اعتقاد کو ان کی اعتقاد سے) موافقت کے قریب بھی نہ ہو۔بلکہ مخالف ہوا یہی ہے بدعت،نو پیدا چیز یہی ہے۔ضلالت، یہی وہ چیز ہے جو حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مقدمہ اشعۃ اللمعات میں تحریر فرمائی۔

(جاری ہے.........)

☆☆☆ مصدّقہ ☆☆☆

حضور مفتی اعظم ہند

علیہ الرحمۃ والرضوان

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء

حضرت علامہ مفتی قاضی **محمد عبدالرحیم** صاحب بستوی مدظلہ، صدر مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

مسئلہ مسئولہ محمد صغیر احمد صاحب دار العلوم نعیمیہ چھپرہ بہار

اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر و ناظر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت حاضر و ناظر ہوسکتی ہے یا نہیں۔ مثلاً یہ کہا جائے اللہ حاضر و ناظر ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس حدیث کا کیا جواب ہوگا جس میں نظر کا صیغہ آیا ہے اور اس کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے اور اسی کا اسم فاعل ناظر ہے حاضر و ناظر کی تعریف کتابوں کے حوالہ سے کی جائے۔ حاضر و ناظر اور سمیع و بصیر کا فرق بیان کیا جائے و مزید برآں اس بارے میں اگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی تحقیق ہو تو تحریر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

سرکار کو علوم خمسہ

۲- جو لوگ اپنے آپ کو سنی صحیح العقیدہ کہتے ہیں اور وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علوم خمسہ کے قائل نہیں یہ لوگ دلیل میں سورہ لقمان شریف کی آخری آیتوں کو پیش کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ علمائے متقدمین میں بہت سے حضرات علوم خمسہ کے قائل نہیں ہیں۔ کیا ان لوگوں کا کہنا صحیح ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کا کیا جواب ہوگا، کیا ان کے پیچھے نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ فقط

۹۲/۷۸۶- الجواب بعون الملک الوهاب: اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ارشاد سے یہ ضرور ثابت ہے کہ حاضر و ناظر کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر صحیح نہیں ہے۔ الملفوظ میں لفظ میاں کے بارے میں فرمایا: زبان اردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک و منزہ ہے اور ایک کا اطلاق ہوسکتا ہے تو جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا، (ص ۱۳۶)۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن الفاظ کا اطلاق ذات باری پر شرع میں وارد نہ ہو اور وہ چند معنوں میں

مشترک ہوتو اگر اس کا ایک معنی بھی ایسا ہو جس سے ذات باری کی تنزیہ لازم ہو اس کا اطلاق جائز نہیں۔ (آیۃ کریمہ: یایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا نظرنا سے بھی یہی مستفاد ہے)۔ حاضر وناظر کا اطلاق ذات باری پر شرع میں وارد نہیں اور یہ دونوں لفظ اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے مشترک ہیں اور ان کے ایسے معنی بھی ہیں جن سے شان الوہیت منزہ ہے۔ تشریح یہ ہے کہ حاضر کے معنی شہری بڑا قبیلہ اور موجود عند الحواس کے ہیں۔ (مجمع بحار الانوار، ج۱ص۴۷۵)

الحاضر المقیم فی المدن والقری۔ منجد میں ہے: الحاضه ایضا الحی العظیم الحاضر ساکن الحضر خلاف البادی۔ صراح میں ہے: حضور حاضر شدن نقیض الغیبة۔ مختار الصحاح میں ہے: الحضور ضد الغیبیة غیبت کے معنی حواس سے چھپنے کے ہیں۔ مفردات امام راغب میں ہے: الغیب مصدر غابت الشمس وغیرھا اذا استترت عن العین یقال غاب علی کذا قال اللہ تعالیٰ ام کان من الغائبین واستعمل فی کل غائبة عن الحاسة جب غائب کے معنی حواس سے پوشیدہ رہنے والے کے ہیں اور حاضر غائب کی نقیض ہے تو حاضر کے معنی موجود عند الحواس ہوا حاضر کے یہ تین معنی ہوئے ان میں سے ایک کا بھی اطلاق ذات باری پر صحیح نہیں ہاں ایک معنی ضرور ایسا ہے جو عرف میں شائع وذائع ہے وہ ضرور ذات باری پر صادق ہے وہ بمعنی عالم۔ درمختار میں ہے: ویا حاضر و ناظر لیس بکفر اور اللہ تعالیٰ کو یا حاضر ویا ناظر کہنا کفر نہیں ہے۔ علامہ شامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: فان الحضور بمعنی العلم شائع مایکون من نجوی ثلاثة الا وھو رابعھم مگر جب یہ لفظ ایسا ہے کہ شرع شریف میں وارد نہیں اور نالائق ولائق معنی میں مشترک ہے تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا۔ اور یہی حال ناظر کا بھی ہے ناظر کے معنی آنکھ کی پتلی کے ہیں اور آنکھ سے دیکھنے والا کے ہیں۔ مختار الصحاح میں ہے: الناظر فی المقلة السواد الاصفر الذی منه انسان العین وقد یقال الناظرة مفردات امام راغب میں ہے: النظر تقلیب البصر والبصیرة لادراك شئی ورویته وقدیراد به التامل والفحص وقد یرادبه المعرفة الی صلة بعد الفحص وھو الرویة۔ منجد میں ہے: النظر والنظران بفتحتین تامل الشرع بالعین نظر الیه أبصره وتامله بعینه نظر فیه تدبره وتفکرفیه بقدرة ویقیسه۔ ان عبارتوں پر غور کیجئے نظر کے یہ معنی ہوئے آنکھ سے دیکھنا، غور کرنا، اندازہ لگانا، جانچنا ان میں کوئی معنی ایسا ہے جس کا مصدق ذات باری پر ہو سکے ہاں نظر بمعنی رائی بھی آیا ہے یہ ضرور شان الوہیت کے لائق ہے۔ مگر جب یہ لفظ چند معنوں میں مشترک ٹھہرا بعض سے ذات باری کی تنزیہ واجب اور شرع میں وارد نہیں اس لئے اس کا اطلاق ممنوع ٹھہرا بعض احادیث میں نظر کی اسناد ذات باری کی طرف ضرور وارد ہے مگر وہ ضرور واجب التاویل ہے۔ لاجرم حدیث لاینظر اللہ الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم التی فی الصدور کی تاویل مجمع بحار الانوار ۳/۳۶۹ میں یہ فرمائی النظر ھھنا الاختیار والرحمة والعطف نظر اللہ مجازاته ومحاسبته۔ تفسیر خازن میں آیہ کریمہ ولاینظر الیھم کی تفسیر میں فرمایا لایرحمھم ولا یحسن الیھم ولدینا

لھم خیرا۔ محض اسناد مادہ سے اطلاق مشتق لازم نہیں ورنہ لازم آئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خالق کہنا درست ہو کہ وہ فرماتے ہیں: انی اخلق لکم من کھیئۃ الطیر خود ایسے بہت سے افعال ہیں۔ جن کی اسناد ذات باری کی طرف ہے مگر اس کے مشتق کے اطلاق سے علماء نے منع فرمایا ہے مثلاً معلم اللہ تعالیٰ کو کہنا جائز نہیں حالانکہ خود ارشاد فرماتا ہے: علم الانسان مالم یعلم اور فرماتا ہے: یعلمکم مالم تکونوا تعلمون علامہ باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ ۲/۳۵۴ میں فرماتے ہیں: وان التعلیم یصح اسنادہ الی اللہ تعالیٰ وانہ لم یصح اطلاق المعلم علیہ لاختصاصہ بمن یحترف بہ اس لئے اس وجہ سے کہ صیغہ نظر کی اسناد حدیث یا قرآن میں باری تعالیٰ کی طرف ہے ناظر کے اطلاق کی اجازت نہ ہوگی اور حاضر میں کوئی اسناد اب تک میری نظر سے نہیں گزری ذات باری تعالیٰ کے اسماء کے اطلاق میں علماء اس قدر محتاط ہیں کہ اس کے باوجود کہ وہ ہر شئی کو محیط ہے علما بھی اور قدرۃ بھی۔ مگر حدیقہ ندیہ ۱/۳۰۲ میں فرمایا: قال رجل علم خدا در ہمہ مکانی ہست خطأ لان فیہ ایھام حلول العلم الالٰھی فی المکان اسی طرح فوق اور تحت کی نسبت سے منع فرمایا: رجل وصف اللہ تعالیٰ بالفوق اوبالتحت بان قال لہ تعالیٰ فوق بالنسبۃ الیہ اوتحت فھذا تشبیہ لہ تعالیٰ بالاجسام التی لھا فوق و تحت فھو تجسیم اللہ تعالیٰ والتجسیم کفر حالانکہ خود فرماتا ہے: فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ حدیث میں ہے ایک اعرابی ہلال رمضان کی خبر لیکر آیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا این اللہ اس نے عرض کیا فی السماء لیکن بددین اور بے دین انہیں بول کر اپنے عقائد فاسدہ کے مطابق معنی مراد لیتے ہیں جس سے مفاسد کثیرہ کا اندیشہ قویہ ہے اس لئے اس قسم کے تمام الفاظ جو نالائق معنی بھی رکھتے ہوں یا ان کا وہم پیدا کرنے والے سب کے استعمال سے علماے نے منع فرمایا اسی طرح یہ دونوں کلمے بھی ہیں کہ جب کہ نظر کے معنی تامل الشئی بالعین کے ہیں اور حاضر کے معنی موجود عندالحواس تو اگر چہ اس کے کوئی معنی صحیح بھی ہوں مگر اس کے اطلاق سے بچنا چاہئے بخلاف سمیع و بصیر کے یہ وارد ہیں جو اسماء شرع میں وارد ہیں اگر ان میں کوئی معنی برے کا بھی ہو تو وہ معنی مراد نہیں لیا جائے گا جیسے لفظ مولیٰ کہ مولیٰ کے ایک معنی غلام کے بھی ہیں مگر چونکہ قرآن میں وارد ہے نعم المولیٰ ونعم البصیر۔ اسلئے ان کے اطلاق میں کلام نہیں۔

۲-اگر واقعی کوئی سنی صحیح العقیدہ ہو وہابیہ کی تکفیر کرتا ہو عقائد کفریہ باطلہ کو باطل جانتا ہو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب مانتا ہو اگر نظر بہ ظواہر بعض نصوص علوم خمسہ نہ مانتا ہو تو وہ بھی سنی ہی ہے اس کے پیچھے نماز میں کوئی وجہ نہیں اگر چہ حق ہی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم علوم خمسہ پر بھی مطلع ہوئے علامہ صاوی اپنی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں: قال العلماء الحق انہ لم یخرج نبینا من الدنیا حتی اطلعہ علی تلک الخمس ولکنہ امر بکتمھا واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

الجواب صحیح: فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

کنز الایمان کی تکمیل اور اشاعت اوّل

از:- ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی بریلی شریف

مجدد اسلام، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر قرآن کریم کے ترجمہ کا کام شروع کیا تھا۔ اس ترجمہ قرآن کا طریقہ یہ تھا کہ امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ بغیر کسی دوسری کتاب کی مدد کے آیات کریمہ کا ترجمہ فی البدیہہ ارشاد فرماتے جاتے اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اس کو قلم بند کر لیتے۔ (حوالہ کے لئے مولانا بدر الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''سوانح اعلیٰ حضرت'' ملاحظہ کر سکتے ہیں)

حضرت صدر الشریعہ کے مخطوطہ کی فوٹو کاپی کے حوالے سے پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (کراچی) لکھتے ہیں کہ:-''اصل مخطوطہ ۳۲۵ بڑے صفحات پر مشتمل ہے، مولانا امجد علی نے اکثرت صفحات پر تاریخ بھی تحریر کر دی ہے لیکن شروع کے چھ صفحات حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ابتدائی تاریخ اور دن کا تعین نہیں ہو سکا۔ سب سے پہلی تاریخ صفحہ ۳۱ پر درج ہے جو اس طرح لکھی ہے ''شب بست ونہم قبل عشاء با ختام جمادی الاول'' اسی طرح کئی صفحات پر جگہ جگہ تاریخ مذکورہ ہے۔ تمام تاریخوں میں لفظ شب ہی مذکور ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ترجمہ کا کام صرف مغرب وعشا کے درمیان کیا جاتا ہے کیونکہ ہر جگہ ''شب قبل عشا'' ہی تحریر ہے۔

آخری صفحہ پر سورۃ الناس کے ترجمہ کے بعد مولانا امجد علی نے اپنا نام لکھ کر دستخط بھی کئے ہیں اس کی عبارت اس طرح ہے۔ ''شب ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۳۰ھ کتابت فقیر ابو العلا امجد علی اعظمی غفرلہ''۔

اگر چہ آغاز ترجمہ کی تاریخ مذکور نہیں مگر بقیہ تاریخوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کام وقفہ وقفہ سے برابر جاری رہا اور بعض دفعہ کئی کئی ہفتے ترجمہ کا موقع نہیں مل سکا مگر لگ بھگ ۱۳ ؍ ماہ کی جدوجہد کے بعد اردو کا یہ ترجمہ قرآن مکمل ہو سکا۔

(کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن ص ۳۲۱-۳۲۲)

چونکہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا نے اپنی اکثر تصانیف کا نام تاریخی ہی رکھا ہے اور اس ترجمہ قرآن ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' تاریخی ہے یعنی ۱۳۳۰ھ میں یہ ترجمہ مکمل ہوا۔

لہٰذا ظاہر ہوا کہ ترجمہ کا کام جمادی الاول ۱۳۲۹ھ کی کسی تاریخ میں شروع ہوا اور ۲۸ ؍ جمادی الآخر کو مکمل ہوا۔

کنز الایمان کی اشاعت اوّل

رسالہ ''الفقیہ''، امرتسر کے ۱۹۲۶ء کے ایک شمارے میں شائع اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ترجمہ کی پہلی اشاعت مراد آباد سے ہوئی تھی۔

''عنوان اشتہار- قرآن پاک کا سب سے نفیس ترجمہ''۔

ترجمہ کی خوبی حضرت مترجم اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت مولانا قادری شاہ محمد احمد (بقیہ ص ۱۸ ؍ پر......)

کنزالایمان میں ہندی اور علاقائی بولیوں کا استعمال

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی بریلی شریف

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ العزیز (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) سے قبل بھی متعدد مترجمین نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے اور ان کے بعد بھی۔ ان میں بیشتر مترجمین مسلک اہلسنّت و جماعت سے متعلق نہیں ہیں اور انہوں نے بڑی بے باکی کے ساتھ شانِ الوہیت و شان نبوت پر ضرب کاری لگائی ہے نیز ادبی، لسانی اور علمی اعتبار سے بھی ان میں بڑی خامیاں اور بے اعتدالیاں ہیں اور وہ فصاحت و بلاغت، جامعیت، معنویت اور مقصدیت سے عاری اور منشائے قرآن کے خلاف ہیں۔ ان ترجموں سے مسلمانوں ہی کے اذہان میں اسلام کے خلاف شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں اور ایسے ہی تراجم کی وجہ سے مستشرقین اور دوسرے غیر مسلمین کو قرآن پر انگلی اٹھانے کا موقع دیا ہے۔ لیکن امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' معروف بہ ''کنز الایمان'' ادبی، لسانی، علمی اور اعتقادی ہر اعتبار سے شاہکار ترجمہ ہے اور ہر ہر آیت کا ترجمہ قرآنی منشا و مفہوم کو اجاگر کرتا ہے۔ اسے کوئی بھی پڑھے مسلمان یا غیر مسلم ذہنوں میں اسلام کے خلاف کسی بھی طرح کا شک و شبہ نہیں پیدا ہوتا ہے نہ ہی کسی کو قرآن پر حرف گیری کا کوئی موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ ترجمہ لاریب ! ''خزانۂ علم و ادب و ایمان ہے''۔

امام احمد رضا نے حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی استدعا پر ترجمہ کا کام شروع کیا تھا۔ اسکے ابتداء کی تاریخ کا پتہ نہیں چلتا البتہ یہ محقق ہے کہ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ کی کسی تاریخ سے ترجمہ کا آغاز ہوا تھا اور لگ بھگ ۱۳/ ماہ بعد ۲۸/ جمادی الآخر ۱۳۳۰ء کو ترجمہ مکمل ہوا۔ البتہ ترجمہ کا یہ کام پابندی کے ساتھ روزانہ نہیں ہوتا تھا، کبھی کبھی کئی یوم تک کام رکا پڑا رہتا اور اسی طرح ۴-۵ ماہ ہی میں ترجمہ کا پورا کام ہوا۔

راقم اور زیادہ کچھ نہ عرض کر کے کنز الایمان میں ہندی اور علاقائی بولیوں کے استعمال پر ایک جائزہ پیش کر رہا ہے۔

۱- لفظ پوجا کا استعمال :- ایاك نعبد و ایاك نستعین (سورۂ فاتحہ) کا ترجمہ امام احمد رضا نے اس طرح کیا ہے: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں'' اور سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۳ میں ''اعبدوا'' کا ترجمہ امام احمد رضا نے پوجو کیا ہے۔ عام طور سے مترجمین اردو نے ایاك نعبد کے ترجمہ میں عبادت یا بندگی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ''اعبدوا'' کا ترجمہ مولوی محمود الحسن نے اس طرح کیا ہے۔ ''بندگی کرو''۔

کچھ لوگوں نے امام احمد رضا کے لفظ پوجا کے استعمال پر اعتراض کیا ہے کہ یہ تو مشرکین اپنی عبادت کو کہتے ہیں لیکن وہ اس لفظ کی معنویت کو نہیں سمجھ سکے۔

جہاں تک لفظ بندگی کا تعلق ہے تو اس لفظ سے عبادت کا پورا مفہوم ادا نہیں ہوتا۔ بندگی اللہ کے سوا دوسرے

کی بھی ہوسکتی ہے۔''بندگی'' سے مراد''غلامی'' بھی ہے اور غیر مسلمین کا سلام بھی جیسا کہ وہ بولتے ہیں''بندگی یا بندگی ہو''۔اب رہی بات''پوجا'' کی تو یہ عام ہندوستانی لفظ ہے، ہندی بھاشا میں استعمال ہوتا ہے اور اس کا ماخذ سنسکرت ہے۔پوجا سے مراد ویسے تو خاص عبادت ہی ہے لیکن اس کے دوسرے صیغوں سے جیسے پوجیہ یا پوجنئے سے تعظیم وتکریم اور احترام وغیرہ کے معانی بنتے ہیں۔مثلاً:-

(۱) پوجیہ گروجی -یعنی قابل تعظیم استاد-(۲) پوجیہ پتاجی-یعنی قابل تعظیم یا واجب الاحترام والد صاحب (۳) پوجنئے ماتاجی-مادرِ محترم وغیرہ!

لیکن جب مشرکین عبادت کرتے ہیں تو اسے پوجا کہتے ہیں وہ جسے بھی پوجتے ہیں، اسکے ساتھ پوری وفاداری اور خود سپردگی کا اظہار کرتے ہیں اور اسی کو معبود حقیقی سمجھ کر پوجتے ہیں لیکن امام احمد رضا نے یہ کہہ کر کہ''ہم تجھی کو پوجیں'' شرک کی جڑ کاٹ دی اور بتادیا کہ وہ جو سارے جہان کا رب ہے، رحمٰن ورحیم ہے اور مالک یوم الدین ہے، ہم اسی کو پوجتے ہیں اور اسے وحدہ لاشریک اور معبود حقیقی سمجھ کر اور مان کر پوجتے ہیں اس لئے ہماری اور تمہاری پوجا میں فرق ہے۔تمہاری پوجا شرک ہے، عبادت نہیں ہے بلکہ اکارت ہے۔

۲-**لفظ ٹینٹ کا استعمال**:-امام احمد رضا نے ایک آیت کریمہ کے ترجمہ میں لفظ''ٹینٹ'' کا استعمال کیا ہے۔آیت کریمہ ہے:-ومنهم من يستمع اليك وجعلنا علىٰ قلوبهم اكنة ان يفقهوه وفى اٰذانهم وقرا ط(الانعام:۲۵)

ترجمہ:-اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کردئے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں، ان کے کان میں ٹینٹ۔(کنز الایمان)

''کان لگانا'' محاورہ ہے۔اس کے معانی ہیں۔(۱) دھیان لگا کر سننا (۲) چھپ کر سننا۔

اس آیت کی رو سے یہاں''کان لگانا'' سے مراد ہے چھپ کر سننا۔لیکن چھپ کر سننے کے باوجود وہ کچھ نہیں سن سکتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کان میں ٹینٹ کردیا ہے۔ٹینٹ کا لغوی معنی ہے''کپاس کا ڈوڈا'' یا''روئی کا پھول''۔صوبۂ اتر پردیش کے پوربی علاقوں میں ٹینٹ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی شخص سے کوئی بات کہی جائے اور وہ سنے ہی نہیں، ایسے موقع پر وہاں کہا جاتا ہے کہ کیا''کان ٹینٹا لیا ہے''یعنی کان میں کوئی چیز یا روئی ٹھونس لی ہے کہ سن نہیں رہا ہے۔امام احمد رضا نے اس لفظ''ٹینٹ'' سے ترجمہ کو جامعیت اور بلاغت کا نمونہ بنادیا ہے اور قرآنی مفہوم واضح فرمادیا ہے۔

۳-**لفظ بیر کا استعمال**:-امام احمد رضا نے ''بغضاء'' اور''اعداء'' کے لئے دشمن یا''اذکنتم اعدآء'' یا ''بغضاء'' کے لئے''جب تم باہم دشمن تھے'' یا''تم میں باہم دشمنی تھی''، نہ لکھ کر لکھا ہے:''جب تم میں بیر تھا''، یعنی دشمنی تھی۔

۴-**لفظ کرنی کا استعمال**:-لفظ کرنی عام ہندوستانی لفظ ہے جو اچھے اور برے کام دونوں کے لئے موقع محل کی مناسبت سے بولا جاتا ہے۔اب امام احمد رضا کا ترجمہ دیکھیں کہ انہوں نے اسے کس طرح دونوں معانی میں استعمال کرکے قرآنی مفہوم کو واضح کردیا ہے۔

آیت کریمہ ہے:-''ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم ونحن له مخلصون''(سورۂ بقرہ:۱۳۹)

ترجمہ:- ہماری کرنی ہمارے ساتھ اور تمہاری کرنی تمہارے ساتھ اور ہم نرے اسی کے ہیں۔(کنز الایمان)

ہماری کرنی یعنی ہمارے اعمال گویا کہ اچھے اعمال اور تمہاری کرنی گویا ''تمہارے برے اعمال'' اس طرح کرنی کے دونوں معانی کے مفاہیم واضح کردئے ہیں۔لفظ نرے بھی قابل غور ہے اور اس سے بارگاہ ربوبیت میں خود سپردگی ظاہر کردی ہے۔

۵-لفظ- کوتکوں اور کرتوتوں کا استعمال :-وما اللّٰہ بغافل عما تعملون. (آل عمران: ۹۹) اور اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں۔ (کنزالایمان)

امام احمد رضا نے "تعملون" کے لئے ''کرتوتوں'' ''کوتکوں'' بھی۔ عام طور سے کرتوت کا استعمال برے کاموں ہی کے لئے کیا جاتا ہے جیسے ''کالے کرتوت'' ۔''کوتک'' سے مراد کام بھی ہے اور ایک معنی اس کا ''فریب'' اور ''ناشائستہ حرکت'' بھی ہے۔لہٰذا ان لفظوں میں بڑی معنویت اور جامعیت ہے اور امام احمد رضا نے یہاں بھی منشائے قرآن کا خاص خیال رکھا ہے اور یہ ترجمہ بھی اسلوب قرآن سے قریب تر ہے۔

۶- کتاب والوں اور کتابیو کا استعمال :- امام احمد رضا نے ''اوتوا الکتاب'' اور ''اہل الکتاب'' (النساء، آل عمران) کا ترجمہ کہیں ''کتاب والوں'' لکھا ہے، کہیں ''کتابیو'' لکھا ہے۔دونوں عام فہم الفاظ ہیں اور مطلب ہے ''اہل کتاب''، یعنی جنہیں کتاب دی گئی لیکن ''کتاب والو'' یا ''کتابیو'' لکھنے میں حکمت یہ ہے کہ جن قوموں کو کتابیں یعنی توریت، زبور اور انجیل دی گئیں، ان قوموں نے ان کتابوں کی بھی تکذیب کی، ان پر عمل نہ کیا اور رسولوں کی بھی تکذیب کی لہٰذا وہ کتاب کے اہل نہ رہ سکے اور دین حق سے پھر کر نصرانی، یہودی ہو گئے البتہ وہ کتاب والے یعنی کتاب والی قوم کے ضرور تھے۔

۷- لفظ نیگ اور کامیوں کا استعمال :- آیت نمبرا:-''ان الذین اٰمنوا و عملوا الصلحت واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ لھم اجرھم'' آیت (البقرہ:۲۷۷)

بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ ان کے اپنے رب کے پاس ہے۔(کنزالایمان)

آیت:۲-خلدون فیھا ونعم اجرالعاملین (عمران:۱۳۶)

ترجمہ:-ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں کا کیا اچھا نیگ ہے۔(کنزالایمان)

امام احمد رضا نے (۱) میں اجر کے لئے، جدت، ثواب، اجر وغیرہ نہ لکھ کر ''نیگ'' لکھا ہے اور (۲) میں عاملین کے لئے عمل کرنے والے یا کام کرنے والے یا نیک کام کرنے والے کے بجائے ''کامیوں'' لکھا ہے۔آجر یا مزدور یا کام کرنے والا اجرت یا محنتانہ کے لئے کام کرتا ہے اور ایک مقررہ وقت اور مقررہ اجرت پر کام کرتا ہے نہ کہ مالک کی خوشی کے لئے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ لگن اور محنت سے کام کرے اور کچھ زائد کام کردے لیکن کامی اسے کہتے ہیں جو اجر کی لالچ میں نہیں بلکہ مالک کی خوشنودی کے لئے محنت اور لگن سے کام کرتا ہے اور اسے یہ امید بھی رہتی ہے کہ مالک اسے نوازے گا ضرور۔ نیگ مزدوری یا حق محنتانہ نہیں ہے بلکہ مالک کی طرف سے خوشی کا بخشش یا انعام ہے۔شادی بیاہ کے موقع پر یا خوشی کی تقریب میں رشتہ داروں کو ''نیگ'' دیا جاتا ہے۔یہ ایک ہندوستانی رسم ہے۔نیگ یعنی خوشی کا انعام واکرام اور بخشش وغیرہ۔یہاں

امام احمد رضا نے منشائے قرآن اور اللہ کی شان کے لائق ترجمہ کیا ہے۔ یہ اللہ کا فضل واحسان ہے وہ عاملین کو نوازتا ہے، انہیں ان کے اچھے کاموں کا بدلہ دیتا ہے گویا ''نیگ'' دیتا ہے اور عاملین بہت کام کرنے والے، نیکی کرنے والے ہوتے ہیں صرف اپنے اللہ کی رضا کے لئے لہٰذا یہاں کامیوں کہا گیا۔ بریلی اور پورے علاقۂ روہیل کھنڈ میں کامی اور کامیوں بولنے کا رواج ہے اور محنت ولگن سے کام کرنے والے کو کامی اور کام کرنے والوں کو کامیوں بولا جاتا ہے۔ بس امام احمد رضا نے نیگ اور کامیوں کے استعمال سے ترجمہ کو معنویت سے پُر کردیا ہے۔

امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' خزانۂ ایمان تو ہے ہی، خزانۂ علم وادب وزبان بھی ہے۔ آپ کا ہر لفظ معنویت سے پر اور مفہوم قرآنی کا غماز ہے اور بہت سے الفاظ تو ایسے ہیں جو بذات خود تفسیر کا کام دیتے ہیں۔

☆☆☆

(......بقیہ ص ١٤ر کا) رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جلالت سے ظاہر ہے۔ یہ ترجمہ قرآن پاک کے بین السطور تحت الالفاظ ٢٢x٢٦ تقطیع رف کاغذ پر ٨٨٤ صفحات میں طبع ہوا ہے جواب تک ٣ر روپے فی جلد کے حساب سے ہدیہ ہوتا رہا۔ بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ ١٤ر فروری ١٩٢٦ء تک کے لئے اس کا ہدیہ بجائے ٣ر روپے کے دو روپے کر دیا گیا ہے۔ رعایت کے دن اور قرآن پاک کی جلدیں دونوں کم رہ گئی ہیں۔ شائقین جلد طلب فرمالیں ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔

پتہ: مینجر نعیمی پریس مرادآباد چوکی حسن خاں، حوالہ (معارف رضا، کراچی شمارہ ١٩٩٥ء/١٣٤٤ھ) کچھ زبانی روایت کے مطابق یہ ترجمہ حیات اعلیٰ حضرت ہی میں شائع ہوا تھا۔

(......بقیہ ص ٢٢ر کا) کے لئے کہتے ہیں۔ اور یہ بھی سنا ہوگا کہ اگر نعت کا ایک مصرع بھی قبول ہو جائے تو بخشش کے لئے کافی ہے۔

لاریب دونوں باتیں بالکل درست ہیں بلک نعت پاک کا سننا بھی اعلیٰ درجے کا ثواب ہے، مگر خلوص قلب کی شرط ہر جگہ ہے اگر ہمارے نعت گو حضرات خلوص قلب کے ساتھ نعت کہتے ہیں اور ان کا مقصد خوشنودی سرکار دوعالم کے سوا کچھ نہیں یعنی اس میں کوئی لوث شامل نہیں تو وہ نعت میں اپنا تخلص کیوں شامل کرتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ خوشنودی سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو محض برائے گفتن ہے اصل مقصد شہرت کی خواہش اور داد کی تمنا ہے۔ اگر کوئی بغیر تخلص شامل کئے نعت پاک کہے تو یہ مانا جائے گا کہ اس نے خوشنودی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خلوص دل سے نعت پاک کے اشعار کہے ہیں۔ یہ بات آج کل کے دنیا دار شاعروں کے لئے ہیں، اہل اللہ پر اس رائے کا نفاذ نہیں ہوتا۔

یہ آخری بات اگرچہ آداب نعت کا حصہ نہیں ہے، مگر نعت گوئی کا خاص جز ہے اس لئے اس کو مضمون میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(......بقیہ ص ٣٤ر کا) اور یہی وہ ترجمہ ہے جو امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز نے املا کرایا اور اختیارات نبویہ کو ثابت کیا بتانا یہی مقصود ہے کہ کئی مترجمین قرآن نے ایسے تراجم کئے جن سے اختیار وتصرف کا عقیدہ کمزور ہو رہا تھا مگر امام موصوف نے قرآنی تعلیمات سے آشنا کرانے کے لئے ایسی خوبیوں والا ترجمہ کنز الایمان دیا جن میں عظمت و رفعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے چرچے ہیں۔

کچھ آداب نعت کے بارے میں

از: ڈاکٹر صابر سنبھلی صاحب سنبھل مراد آباد

اردو شاعری میں نعت موضوعی صنف ہے اور اس کی کوئی ہیئت مقرر نہیں اس کے باوجود اکثریت سے غزل کی ہیئت میں کہی جاتی ہے۔ اسی لئے اس کے قواعد وضوابط الگ سے منضبط نہیں ہوئے، بلکہ جو غزل کے اصول تھے وہی نعت پر بھی منطبق کئے جاتے رہے یاد نہیں پڑتا کہ ان اصولوں میں کسی نے آداب نعت کو بھی شامل کیا ہو۔ میری ناقص معلومات کے مطابق آداب نعت پر سب سے پہلے گفتگو امام احمد رضا فاضل بریلوی نے فرمائی جو عام طور سے مشہور ہے اور شعراء سے لے کر نقادوں تک کو معلوم ہے جیسے

نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے

بیت الخلا میں فکر نعت نہیں کرنی چاہئے

وغیرہ

نعت پر پاکستان میں بہت کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ میرا اپنا خیال یہ ہے (جو بعض شعرائے ہند کو ناگوار بھی ہو سکتا ہے) کہ پاکستان کی نعتیہ شاعری بھارت سے موضوعات اور طرز اظہار دونوں حیثیتوں سے کم سے کم پچاس برس آگے ہے۔ پاکستان میں ہی نعت کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے ''نعت رنگ اور سفیر نعت'' جیسے مجلّے بھی جاری ہوئے ان میں سے نعت رنگ تو اپنی ضخامت اور موضوعات کے تنوع کے لحاظ سے مجلّہ نقوش لاہور کی یاد دلاتا ہے۔ اس مجلّے نے صنف نعت کی بڑی خدمت کی ہے اور نعت گوئی کے مختلف حضرات کے منتشر خیالات کو سمیٹ سمیٹ کر یکجا کیا ہے ان خیالات میں آداب نعت گوئی کے بارے میں بھی بہت کچھ ملتا ہے ہمیں اس کے لئے بانی و مدیر نعت رنگ کا ممنون ہونا چاہئے۔

لیکن اس کے باوجود آداب نعت گوئی کا ایک اہم نکتہ جو پاکستان کے نعت گو شعرا اور ماہرین فن کو نہیں سوجھا اس پر انڈیا سے اظہار خیال کیا گیا۔ اگرچہ اردو نعت میں یہ کمی مجھ فقیر حقیر کو بھی کھٹکتی تھی، مگر نعت گوئی سے سیدھا تعلق نہ ہونے کے باعث میں اس معاملے میں پیچھے رہ گیا اور مہاراشٹر کے شہر مالیگاؤں کے خوش گو اور خوش فکر شاعر ڈاکٹر اشفاق انجم صاحب سبقت لے گئے۔ ظاہر ہے کہ اب اس بات پر افسوس کرنے اور اپنی ناکامی کو دوہرانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اب تو ڈاکٹر اشفاق انجم صاحب کی ترجمانی کا حق بھی ادا ہو جائے تو بڑا اور اہم کام ہوگا۔

میں نے باقاعدہ اور پابندی کے ساتھ نعت گوئی جولائی ۲۰۰۵ء سے شروع کی۔ اس سے پہلے ۲۰۰۱ء کے آخر میں ڈاکٹر اشفاق انجم کی نعتوں کا مجموعہ ''صلوا علیہ وآلہ'' موصول ہوا تھا جس کو کہیں کہیں سے اچٹتی نظر سے دیکھا تھا پھر کچھ اہم کاموں میں الجھ گیا تو مجموعہ اٹھا کر رکھ دیا اور کچھ ایسا سنبھال کر رکھا کہ وقت ضرورت ڈھونڈھنے پر بھی دستیاب نہیں ہوا اور اس مجموعے کی اسی غیبت میں اپنی نعتوں کے مجموعے کے دیباچے میں محض یاد داشت سے ڈاکٹر اشفاق انجم صاحب کی اس پہل کا نہ صرف ذکر کیا، بلکہ اس

کی بھر پور تائید بھی کردی۔(یہ مجموعہ تادم تحریر شائع نہیں ہوا ہے) پھر ایک روز الماری میں کوئی دوسری کتاب تلاش کرتے ہوئے بلا کوشش یہ مجموعہ دستیاب ہوگیا خیال آیا کہ اب کچھ ڈاکٹر اشفاق انجم صاحب کے حوالے سے اور کچھ اپنی طرف سے آداب نعت کے موضوع پر خامہ فرسائی کردوں۔

اپنے پیش لفظ ''یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' میں ڈاکٹر اشفاق انجم صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ آج بھی اکثر شعراء سید الثقلین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو سے مخاطب کرتے ہیں۔ میری نظر میں یہ گستاخی کی اشیا ہے جس ذات پاک کو اللہ ان کے اسم مبارک کی بجائے یٰسین، طٰہٰ، مدثر، ومزمل جیسے القاب وخطابات سے یاد فرماتا ہے، ہم اس ذات کے لئے ''تو، تیرا، تیرے'' جیسے الفاظ استعمال کریں تو اس سے بڑی گستاخی اور کیا ہوگی؟ غور فرمائیے کہ جب ہم اپنے باپ دادا کے لئے ''تو استعمال نہیں کرتے تو محبوب خدا فخر موجودات، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ طرز تخاطب کہاں تک جائز ہے؟ (صفحہ ۱۱)

بات بہت واضح اور دوٹوک انداز میں کہی گئی ہے، لیکن ڈاکٹر اشفاق انجم صاحب نے اس احتجاج میں ایسی بدعت بلکہ گستاخی کو بڑھا دیا ہے جو اردو نعت گوئی میں ابھی تک نظر سے نہیں گزری تھی۔

حضور سرور انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو مخلوقات میں سب سے افضل ہیں کو نام سے ندا کرنا یوں تو نعت گویوں کے یہاں عام ہے، مگر اس کو غفلت کے سوا اور کیا کہا جائے کہ اس طرز تخاطب کو ہمارے شعرا گستاخی نہیں سمجھتے۔ ضمیر تو اور تیرا کا استعمال افضل المخلوقات کے لئے ڈاکٹر اشفاق انجم صاحب کے اس فارمولے کے مطابق بھی گستاخی ہے کہ ہم اپنے باپ اور دادا کے لئے تو اور تیرا کا استعمال نہیں کرتے تو ان کو نام لے کر پکارنا بھی کب جائز ہو سکتا ہے رسول کو یا رسول اللہ کہئے، یا حبیب خدا کہہ کر پکاریئے، یا دافع البلا کہہ کر ندا دیجئے اس طرز تکلم میں گستاخی کا شائبہ تک نہیں ہے۔ مگر جب سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک بچے کی طرح نام لے کر پکارا جائے تو یقین کیجئے میرا دل خوف سے کانپ جاتا ہے۔ خود ڈاکٹر اشفاق انجم صاحب کا یہ جملہ بھی درج ذیل اقتباس میں شامل ہے۔ جس ذات پاک کو اللہ ان کے اسم مبارک کے بجائے مدثر ومزمل جیسے القاب و خطابات سے یاد فرماتا ہے ہم اس ذات اقدس کے لئے ''تو، تیر، اتیرے'' جیسے الفاظ استعمال کریں تو اس سے بڑی گستاخی کیا ہوگی۔

انجانے میں ہی سہی مگر یہ طرز تخاطب نہ جانے کب سے جاری ہے اور اب بھی عام ہے مگر کسی نے اس کو اپنے مضمون کا عنوان بنایا ہو فقیر کے علم میں نہیں ہے۔ اس بدعت کا آغاز شاید ڈاکٹر اشفاق انجم کے قلم سے ہی ہوتا ہے۔ خدا کرے اس کو رواج عام نصیب نہ ہو۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر اشفاق انجم صاحب نے آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فعل ''کردو'' کا استعمال بھی کیا ہے اس کی ضمیر تم ہے (جو شعر میں مقدر ہے) یہ بھی گستاخی ہے۔ ڈاکٹر انجم فرماتے ہیں۔

یہ التجا ہے میرا قلب آئینہ <u>کردو</u>
ہر ایک زمانے کے اخبار دیکھنے ہے مجھے

اگلا شعر یہ ہے۔

مرض یہ جن کے مسیحا کو رشک آتا ہے
<u>تمہارے</u> عشق کے بیمار دیکھنے ہے مجھے

(صفحہ ۶۰)

دوسرے شعر میں صاف طور سے تمہارے آیا ہے، جو تیرے سے کچھ ہی بہتر ہے۔

اس موقع پر یہ عرض کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے نعت گو شعراء سچے معنوں میں عاشق رسول بلکہ فنا فی عشق الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہوئے ہیں۔ نہ تو ان کے ذہنوں میں گستاخی رسول کا خیال آ سکتا تھا اور نہ ہی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلیٰ ترین مقام و مرتبے اور نعت گوئی کے آداب سے غافل ہوتے تھے۔ اگر ایسوں کے کلام میں یہ طرز تخاطب پایا جاتا ہے تو اس کو اعتراض کا ہدف بنانا درست نہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو عشق کی دنیا کی زینت تھے۔ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق میں ایسے وارفتہ تھے کہ باوجود ہزار احتیاط کے نعت شریف کہتے وقت ان کی حیثیت ایک مجذوب کی ہو جاتی تھی۔ اس لئے ان حضرات کو آج کل کے نعت گویوں پر قیاس نہیں کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر اشفاق انجم نے اس ناپسندیدہ طرز تخاطب کی وجہ بھی تحریر فرمادی ہے، جو حسب ذیل ہے۔

وہ ایک زمانہ تھا جب فارسی زبان وادب کے اثرات اردو پر اس قدر حاوی تھے کہ شعراء ہر اعتبار سے اس کا تتبع اور تقلید کرتے تھے۔ فارسی میں صیغۂ واحد مخاطب (حاضر) ''تو'' ہے بچے سے لے کر بوڑھے تک، عام آدمی سے لے کر سلاطین تک ''تو'' سے مخاطب کئے جاتے ہیں اور یہ معیوب بھی نہیں۔ کیونکہ فارسی میں ''آپ'' کا صیغہ ہی نہیں ہے، لیکن اردو میں ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے۔ اس لئے خصوصی طور پر اس کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

اس تعلق سے بعض حضرات قدما کے اشعار بطور مثال پیش کر سکتے ہیں۔ جیسے حامی ....حالی .... نے کہا ہے۔

اے خاصہ خاصان خدا وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

تو میں کہوں گا کہ وہ فارسی کے اثرات کا نتیجہ تھا۔ آج کی اردو شاعری فارسی کی گرفت سے آزاد ہو چکی ہے۔ اس لئے ہمیں طرز تخاطب سے بچنا چاہئے اور اگر کوئی مجھ سے متفق نہ ہو تو میں یہی کہوں گا کہ وہ اپنے باپ دادا کو بھی ''تو'' سے مخاطب کیا کرے''۔ (ص ۱۱۔۱۲)

بات اگرچہ درست ہے مگر میں اس میں اتنا اضافہ اور کرنا چاہتا ہوں کہ یہ فارسی کا اثر ہی نہیں ہے بلکہ ممکن ہے کہ کچھ اثر عربی کا بھی ہو۔ عربی میں آج بھی السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلما، یا نبی سلام علیک، وعلی آلك و اصحابك کا چلن عام ہے۔ بات وہی ہے؟ جو ''تو اور تیرا'' میں ہے اس کے علاوہ اردو میں واحد حاضر کی ضمیر فارسی و عربی کے مقابلے میں زیادہ سخت ہے۔ اس لئے کہ عرب اور ایران میں اپنے سے بڑوں کے لئے اس کا استعمال عام ہے مگر ہند و پاک میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔

دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ عاشقان جمال حبیب خدا ﷺ جو فنا فی العشق ہیں کے قلم سے اگر یہ ضمیریں نکلتی ہیں تو دوسری بات ہے مگر اب پندرہویں صدی ہجری میں حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایسی ضمیریں اور وہ بھی خالص دنیا دار شاعروں کے قلم سے کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتیں۔ زمانہ بدل گیا قدریں بدل گئیں، مزاج تبدیل ہو گئے، ذہنی رویوں میں فرق آ گیا۔

لہٰذا بہتر بلکہ ضروری ہے کہ حتی الامکان اس طرز تخاطب سے بچا جائے۔ ضمیر میں ہی نہیں فعل میں بھی اور غائب کی ضمیریں و فعل میں بھی یہ خیال رکھا جائے کہ اس میں

سوئے ادب پہلو نہ نکلے۔ جیسے ع

چلا جب ہمارا نبی سوئے طیبہ

یا۔ ع

وہ آرہا ہے مژدۂ بخشش لئے ہوئے

وغیرہما

آداب نعت میں ایک یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ بعض نعت گو شعراء حضرت فخر الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے الفاظ بھی استعمال کر جاتے ہیں جن سے ان کی مدح کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ یہ درست ہے کہ ان میں توہین کا شائبہ بھی نہیں ہوتا لیکن نعت پاک تو حضرت محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح کے لئے ہوتی ہے، اگر مدح کا پہلو نہ ہو تو ایسے الفاظ کو ''حشو'' کہا جائے گا۔

بہت واضح اور صاف مثال دینا مناسب نہیں سمجھتا، لیکن ایک اشارے سے اپنی بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔ تصور کیجئے کہ آپ کسی محترم شخص کو مخاطب کرنا چاہتے ہیں اور وہ یا تو آپ سے کچھ فاصلے پر ہے یا اس کے اردگرد بھیڑ لگی ہے، ادب اور احترام کی وجہ سے آپ اس کا نام بھی نہیں لینا چاہتے اور س کو اس طرح آواز دیتے ہیں اے سفید ٹوپی والے صوفی صاحب ادھر متوجہ ہوں تو ہو سکتا ہے کہ آپ کے اس انداز تخاطب سے بہت سے لوگوں کو ہنسی آ جائے اور آپ کا مخاطب بھی اس طرز تخاطب کا برا مانے۔ اس لئے اس قسم کے الفاظ سے حتی الامکان پرہیز کیا جائے تو انسب ہے۔ سبھی نے سنا ہوگا ع نیلی ٹوپی والے ذرا نام تو بتا۔

نعت گوئی بلا شبہ کار ثواب ہے مگر بعض حضرات اس کا کچھ غلط مطلب بھی نکال لیتے ہیں۔ آپ نے بھی بعض نعت گو شاعروں کو کہتے سنا ہوگا کہ وہ نعت حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی (بقیہ ص ۱۸ ر پر......)

(......بقیہ ص ۲۵ ر کا) مدینہ منورہ مقیم ہوں ہندوستان سے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں ان میں علماء، صلحا وفقہا اتقیاء سب ہی ہوتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ شہر کے گلی کوچوں مارے مارے پھرتے ہیں اور کوئی بھی ان کو مڑ کر نہیں دیکھتا لیکن اعلیٰ حضرت مجدد اعظم کی شان عجیب ہے یہاں کے علماء و بزرگ سب ہی ان کی طرف جوق در جوق چلے آرہے ہیں اور ان کی تعظیم میں بصد تعجیل کوشاں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے''۔ مدینہ منورہ میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے بہت سے علماء نے اجازت حاصل کی بہتوں کو زبانی اجازت مرحمت فرمائی اور بعض سے وعدہ فرمایا کہ وطن عزیز واپسی کے بعد سندات ارسال کر دی جائیں گی مثلاً شیخ عمر بن حمان المحرسی، سید مامون البری، شیخ الدلائل شیخ محمد سعید وغیرہم۔

الغرض! اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی علمیت وفقاہت اور روحانی عظمت سے عرب و عجم کے بیشتر علماء متاثر تھے۔ چنانچہ علمائے مدینہ منورہ اعلیٰ حضرت کی معجز کلامی کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھے'' کان صاحب المشاهدة وصاحب مقام الفنافی الرسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

وصال شریف: اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ۲۵ ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء یوم جمعۃ المبارک دوپہر دو بجکر ۳۸ ر منٹ پر بریلی شریف میں وصال پایا۔ (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون) شہر بریلی شریف محلہ سوداگران میں دار العلوم منظر اسلام کے شمالی جانب ایک پرشکوہ عمارت میں آپ کا مزار پاک ہے۔ آپ کا عرس ہر سال ۲۵ ر صفر المظفر کو ہوتا ہے۔ اور اکناف ہند و غیر ممالک کے علماء و مشائخ اس میں شریک ہوتے ہیں اور فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

☆☆☆

شیخ صدر الشریعہ، امام احمد رضا علیہما الرحمہ کا سوانحی خاکہ

از: مولانا جمال مصطفیٰ قادری پرنسپل جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، منو

ولادت باسعادت: ۱۰؍شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴؍جون ۱۸۵۶ء کو بریلی شریف میں ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی ''محمد'' رکھا گیا اور تاریخی نام ''المختار'' (۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء) لیکن جد امجد حضرت مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ نے ''احمد رضا'' تجویز فرمایا۔

نسب نامہ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن حضرت مولانا نقی علی خان بن مولانا رضا علی خان بن حافظ کاظم علی خان بن مولانا شاہ محمد اعظم خان بن حضرت محمد سعادت یار خان بن حضرت محمد سعید اللہ خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

فراغت: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اپنی فطری ذکاوت کی بنا پر ۱۳؍سال ۱۰؍مہینے اور ۵؍دن میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی۔

ایک جگہ خود آپ تحریر فرماتے ہیں: وسط شعبان (۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء) میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور اس وقت میں ۱۳؍سال ۱۰؍ماہ اور ۵؍دن کا ایک نوعمر لڑکا تھا اور اسی تاریخ کو مجھ پر نماز فرض ہوئی اور احکام شرعی میری طرف متوجہ ہوئے۔ (مترجم الاجازۃ الرضویۃ)

تدریس و افتا: اعلیٰ حضرت کو علوم درسیہ سے فراغت کے بعد ہی آپ کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ نے افتاء کی ذمہ داریاں بھی آپ کو تفویض کر دیں اور اپنی کم عمری میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا۔ چنانچہ ۱۴؍شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳؍برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا۔

علمی لیاقت: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت نے علوم درسیہ کے علاوہ دیگر علوم وفنون کی تحصیل کی اور بعض علوم وفنون میں تو خود آپ کی طبع سلیم نے رہنمائی کی۔ ایسے تمام علوم و فنون کی تعداد ۴۵؍ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) اصول حدیث (۴) فقہ (۵) اصول فقہ (۶) جدل (۷) تفسیر (۸) عقائد (۹) کلام (۱۰) نحو (۱۱) صرف (۱۲) معانی (۱۳) بیان (۱۴) بدیع (۱۵) منطق (۱۶) مناظرہ (۱۷) فلسفہ (۱۸) تکسیر (۱۹) ہیئت (۲۰) حساب (۲۱) ہندسہ (۲۲) قراءۃ (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف (۲۵) سلوک (۲۶) اخلاق (۲۷) اسماء الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تاریخ (۳۰) نعت (۳۱) ادب (۳۲) ارثماطیقی (۳۳) جبر و مقابلہ (۳۴) حساب سینی (۳۵) لوگارثمات (۳۶) توقیت (۳۷) مناظرہ و مرایا (۳۸) اکر (۳۹) زیجات (۴۰) مثلث کروی (۴۱) مثلث مسطح (۴۲) ہیأۃ جدیدہ (۴۳) مربعات (۴۴) جفر (۴۵) زائرجہ۔

مندرجہ بالا علوم کے علاوہ علم الفرائض، عروض وقوافی، نجوم، اوفاق، فن تاریخ (اعداد) نظم ونثر فارسی، نثر ونظم ہندی، خط نسخ، اور خط نستعلیق وغیرہ میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ اس طرح مجدد اعظم نے جن علوم وفنون پر دسترس

حاصل کی ان کی تعداد ۵۴/ سے متجاوز ہو جاتی ہے۔

ان تمام علوم کے حاصل ہو جانے کے باوجود آپ کو صرف تین اہم کاموں میں ہی دلچسپی رہی جیسا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت خود ارشاد فرماتے ہیں: (۱) سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین کی حمایت کرنا، کیوں کہ ہر ذلیل وہابی آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین آمیز کلام سے زبان درازی کر رہا ہے میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا رب اسے قبول فرمائے گا اور رب کی رحمت کے بارے میرا یہی ظن ہے۔ (۲) ان کے علاوہ دیگر بدعتیوں کی بیخ کنی جو دین کے دعویدار ہیں حالانکہ وہ مفسد محض ہیں۔ (۳) حسب استطاعت مذہب حنفی کے مطابق فتویٰ نویسی۔ (الاجازۃ الرضویہ)

رد مذاہب باطلہ: آپ نے ہنود کے رد میں کئی کتابیں تحریر فرمائیں۔ ان میں سے ''انفس الفکر فی قربان البقر'' اس کے علاوہ آریہ سماج، نصاریٰ اور انگریزوں کے رد میں سات کتابیں تصنیف فرمائیں اور ان کے تمام خطرناک سازشوں کو کچل کر رکھ دیا۔ جب انگریزوں کے خیر خواہ وہابیہ نے ششِ مثل کا فتنہ برپا کرتے ہوئے اعلان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابراہیم، حضرت نوح وغیرہ انبیاء علیہم السلام کی مثل زمین کے باقی طبقوں میں اور بھی محمد، آدم، ابراہیم وغیرہ نبی ہیں تو اعلیٰ حضرت نے ان کے رد میں ''تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال'' جو ابہائے ترکی بہ ترکی ۱۲۹۲ھ میں تصنیف فرما کر شائع کیا جس سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے راہی ملک عدم ہو گیا۔

نیز جب انگریزوں کے دلی خیر خواہ وہابی، دیوبندی مولوی نے مسئلہ ختم نبوت کا انکار کیا۔ اللہ سبوح وقدوس کے جھوٹ بولنے کو درست کہا۔ سید ابرار واخیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر میلاد مقدس کو کنہیا کا جنم قرار دیا، سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، چوپایوں، جانوروں کے علم کی طرح ٹھہرایا اور غیر مقلد وہابیوں نے امام اعظم ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ اسلام کی تقلید و اتباع کو شرک و کفر کہا تو اعلیٰ حضرت نے ان وہابیوں و غیر مقلدوں کے رد میں دو سو سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔

ایسے ہی جب فرقہ تفضیلیہ نے شور و غل مچایا اور اکٹھا ہو کر بریلی شریف آئے اور مناظرہ چھیڑا تو اعلیٰ حضرت کے سوالات قاہرہ کی پہلی قسط دیکھتے ہی بریلی شریف سے بھاگ کھڑے ہوئے جس کا مفصل بیان ''فتح خیر و تزک مرتضوی'' میں چھپ چکا ہے۔ اسی طرح جب روافض نواصب کے فتنوں نے سر اٹھایا تو اعلیٰ حضرت نے وہیں سر کوبی فرمائی۔ اور ان کے رد میں بھی کتابیں تصنیف فرمائیں۔

یوں ہی سائنس دانوں نے ''زمین سورج کے گرد گھوم رہی ہے اور آسمان کوئی چیز نہیں'' کا نظریہ پیش کیا یہ بھی دین و مذہب کی بنیاد پر ایک ضرب کاری ہے کیونکہ جب آسمان کوئی چیز ہی نہیں ہے تو، توریت، زبور، انجیل، قرآن مجید و دیگر صحائف انبیاء کا آسمان سے نازل ہونا بھی ثابت نہ ہوگا۔ تو پھر سائنس دانوں کا یہ نظریہ تسلیم کر لینے کا معنیٰ یہی ہوگا کہ دین و مذہب کوئی چیز نہیں اور قرآن مجید آسمانی کتاب نہیں۔ نیز اسلام آسمانی دین نہیں، حالانکہ قرآن مجید آسمانی کتاب اور مذہب اسلام آسمانی دین ہے ان حالات میں ضرورت تھی کہ سائنس جدید کے اس باطل نظریے کی بھی بیخ کنی کر دی جائے چنانچہ اعلیٰ حضرت نے اپنے شمشیر خارشگاف سے فلسفہ یوروپ کی اس مصنوعی تحقیق کو تار عنکبوت ثابت اتار دیا اور اپنی تصنیف ''فوز مبین در رد حرکت زمین'' نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان میں سائنس دانوں کے خیالات

کی دھجیاں اڑا دیں اور آج بھی اس میں سوالات کے جواب سے سائنسی دنیا کے افراد عاجز درماندہ ہیں۔

اجمالی فہرست: (۱) تفسیر۔ ۷ عدد (۲) حدیث۔ ۵ عدد (۳) عقائد و کلام۔ ۲۲ عدد (۴) فقہ، تجوید ۷ عدد (۵) تصوف، اذکار، اوفاق، تعبیر ۹ عدد (۶) تاریخ، سیر، مناقب ۱۱ عدد (۷) ادب، نحو، لغت، عروض ۶ عدد (۸) علم زیجات ۷ عدد (۹) (۱۰) جبر و مقابلہ ۴ عدد (۱۱) علم مثلث، ارثما طیقی، لوگارثم ۶ عدد (۱۲) توقیت، نجوم حساب ۱۶ عدد (۱۳) ہیئت ہندسہ، ریاضی ۲۸/عدد (۱۴) منطق، فلسفہ ۶ عدد۔

یوں تو اعلیٰ حضرت نے تقریباً پچاس، پچپن علوم وفنون میں تصنیفات فرمائیں جن کی تعداد ہزار سے زائد ہیں۔ سب میں مقبول و مشہور یگانۂ روزگار فقہی انسائیکلوپیڈیا ''العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ'' جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے واقعتاً یہ وہ نادر و نایاب ہے کہ جس کے بارے میں بڑے بڑے علما، اکابر و دانشوروں نے اور خاص کر بمبئی ہائی کورٹ کے جسٹس جج مسٹر ایف ملاں نے کہا۔ ''فقہ حنفی میں برصغیر میں دو ہی کتاب لکھی گئیں جن میں ایک فتاویٰ عالمگیری اور دوسری فتاویٰ رضویہ۔

اور کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ہے جو آج اردو کے موجودہ تراجم میں کوئی ترجمہ بھی کسی حیثیت سے اس کا ہم پلہ نہیں چنانچہ کنز الایمان وفتاویٰ رضویہ کی اہمیت و برتری کو اپنوں کے علاوہ بیگانوں نے بھی تسلیم کیا ہے۔

عشقِ رسول: عشق رسول آپ کے رگ و پے میں رچ بس گیا تھا اور یہی آپ کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو ہے جو آپ کی تحریر کی سطر سطر سے ہویدا ہے رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جذبۂ عشق ومحبت نے آپ سے دین و ملت کی بے شمار خدمات لیں۔ ساری دنیا میں مشہور آپ کا نعتیہ مجموعۂ کلام ''حدائق بخشش'' اس سلسلے میں آپ کی عظیم یادگار ہے۔

سفر حج: ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں کی معیت میں زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے۔ اس مبارک سفر میں علما حجاز نے آپ کی بڑی قدر ومنزلت کی جس کا بخوبی اندازہ ''حسام الحرمین'' ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء اور کفل الفقیہ الفاہم (۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء) وغیرہ کے مطالعہ سے ظاہر وباہر ہے۔

علمائے حرمین شریفین اور امام احمد رضا: مکہ معظمہ میں حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی جو قدر و منزلت ہوئی اس کا دیکھا حال شیخ اسمٰعیل علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے انہوں نے لکھا ہے ''کہ اہل مکہ جوق در جوق آپ کے گرد جمع ہو گئے بہت حضرات نے آپ سے التجا کی کہ ان کو سند اجازت مرحمت تحریر فرمائی جائے چنانچہ ان کے اصرار کی وجہ سے ایسا ہی کیا گیا۔ وہ مقدس بزرگان مکہ معظمہ یہ ہیں حضرت مولانا شیخ عبد الحئی مکی، مولانا شیخ صالح کمال، اور مولانا شیخ اسمٰعیل خلیل اور ان کے برادر مولانا سید مصطفیٰ خلیل، شیخ احمد خضراوی، شیخ عبد القادر کروی، ان کے صاحبزادے شیخ فرید وسید محمد عمر۔ ان کے علاوہ اور بہت سے اکابر مکہ معظمہ کو اجازت سے مشرف فرمایا اور بعض حضرات رہ گئے تو ان سے وعدہ فرمایا کہ وطن عزیز واپسی کے بعد سند ارسال کر دی جائے گی۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت دیار حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے یہاں بھی جس اکرام و اعزاز سے نوازا گیا اس کا آنکھوں دیکھا حال شیخ محمد عبد الحق الہٰ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی سنئے وہ اپنی ذاتی تأثرات اظہار یوں فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''میں کئی سال سے (بقیہ ص ۲۲/ پر ......)

راد المھند علیٰ النھیق الانبہتی المفند

پیشکش:- عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) پیلی بھیت شریف (یوپی)

> حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کی ذات ان کی خدمات سے کون متعارف نہیں۔ آپ نے اغیار کے باطل عقائد کو جس طرح اجاگر فرمایا وہ آپ کا حصہ ہے چنانچہ اس سلسلہ میں آپ کا مبارک فتویٰ بنام ''حسام الحرمین'' معرض وجود میں آیا تو اکابر دیابنہ بالخصوص انبیٹھی جی میاں خلیل احمد نے ''المھند'' ترتیب دے کر دھوکہ دیا اور اپنی عیاری، مکاری سے اپنی جماعت کے عقائد پر لیپا پوتی کرلی۔ تو حقیقت کا پردہ فاش کرنے کے لئے شیر رضا، سلطان المناظرین شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی رضوی قادری قدس سرہٗ نے اس کا رد بنام تاریخی ''راد المھند علی النھیق الا نبہتھی المفند (۱۳۴۵ھ)'' تحریر فرما کر عقائد حقہ اجاگر کئے، اوران کے کفری عقائد سے آگاہ فرمایا۔ قسط وار ملاحظہ فرمائیے۔ (مدیر)

الحمد لله الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا: والصلوة والسلام الاتمان الاکملان الأفضلان الأشرفان علی رسوله الحبیب الذی اصطفاه ربه فجاء بفضل ربه فریداً وحیداً قامع الکفر والشرك والارتداد والطغیان ومؤسس دین الحق الذی رضیه الملك المنان نصره ربه اذ یمکر به الذین کفروا باغواء الشیخ النجدی الشیطان فلم یحصل لهم الاالخیبة والخسران، وما رما هم اذ رماهم ولٰکنّ الله رمیٰ فاذا هم عمیان ان الذین یبایعونه انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم اذ یبایعونه تحت شجرة الرضوان، الذی محبته هی اصل الایمان، لایؤمن احد حتیٰ یکون احبّ الیه من نفسهٖ ووالدهٖ والناس اجمعین والاموال والولدان، فمن لایحبّه لایکون فیه مثقال ذرةٍ من الایمان. قد سعرت لاعدائه الذین یؤذونه وینقصونه النیران، وازلفت لخدا مه واحبائهٖ الفردوس والجنان، ورب العرش

العظیم لم یوذه من أذاه الاوقد اذی الملك القدوس الجبار الدیان، فعلیٰ من عابه اواهانه اونقصه لعنة الله والملك والانس والجن والقرآن، فصلی الله تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمدٍ سید الانس والجان، وعلیٰ اخوانه من الانبیاء والمرسلین سادات المقربین عند الله الرحمٰن، وعلیٰ اٰله الکاملین الواصلین الیٰ اقصی غایات العرفان، وصحبه المکرمین المعظمین الفائزین، باعلیٰ درجات الایمان والایقان، وعلیٰ ازواجه الطاهرات امّهات المؤمنین بالاذعان، وعلیٰ اولیاء امته وعلماء ملّته الذین هم خدامه وعبیده وهم له الغلمان، وعلینا بهم ولهم وفیهم ومعهم یا الله یا رحمٰن یا حنّان یا منّان، امّا بعد فاشهد ان لااٰله الاالله وحده لاشریك له الٰها واحداً احداً صمداً فرداً وتراً حیّاً قیوماً ملکاً جبّارا المذنوب غفار اوالعیوب ستار انتقی بها ان شاء الله تعالیٰ من النیران، واشهد انّ سیدنا ومولانا محمداً عبدهٗ ورسوله ارسله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیداً شهادة ندخل بها ان شاء الله تعالیٰ مع الرحیل الاوّل دار الجنان صلی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ اٰله وصحبه وابنه وحزبه وامّته بارك وسلم۔

میرے پیارے سنی مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ناولیں تو بہت دیکھیں ڈرامے بہت ملاحظہ فرمائے، افسانے بہت سنے، جھوٹے قصے بہت دیکھے، ایک ذرا ادھر کان لگائیے۔ دیکھئے آپ کا رب العزت جل جلالہٗ فرمارہا ہے: ففرّوا الی الله۔ ارے اللہ کی طرف بھاگو۔ آپ کے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: هلمّوا الیّ عن النّار ارے دوزخ سے بچ کر میری طرف آؤ۔

اب تھوڑی دیر ایں وآں چنیں وچناں سے نظر قطع کر کے کلام خدا سنو، ارشاد ہوتا ہے: یریدون لیطفؤا نورالله بافواههم والله متمّ نوره ولوکره الکفرون۔ کفار اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو پورا ہی فرمانے والا ہے۔ اگرچہ کفار کو ناگوار ہو۔

میرے سنی مسلمان بھائیو! اللہ کا وعدہٗ صادقہ ہے کہ اپنے نور کو کامل ہی کردے گا اگرچہ کفار اس کے بجھانے میں جان توڑ کوششیں کریں سعی کرتے تھک جائیں، مرجائیں مٹ جائیں فنا ہوجائیں سڑ جائیں گل جائیں یہاں تک کہ جہنم میں چلے جائیں لیکن اللہ کا نور تو کامل ہی ہوکر رہے گا۔ جو اس کے بجھانے کا ارادہ کریں انہیں مردودوں کے مونہہ اور داڑھیاں جھلس جائیں گی۔ مشہور ہے کہ جو پاگل چاند پر خاک ڈالے گا، چاند کا کچھ نہ ہوگا وہ خاک الٹی اسی کی آنکھوں میں جاکر اس کو اندھا بنادے گی میرے بھائیوں کی نگاہوں میں ہجرت مقدسہ کا مبارک واقعہ بسا ہوا ہے کہ شیخ نجدی کے چیلے دارالندوہ میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اس بہی خواہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدخواہیاں ہو رہی ہیں اندر سے دروازہ بند کرلیا ہے اس خیال سے کہ کوئی غیر ہماری ان کارروائیوں پر مطلع نہ ہو۔ اتنے میں دروازہ پر کسی کے پکارنے کی آواز آتی ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہاں کے رہنے والے ہو، آواز نجد کا (آپس میں گفتگو ہوتی ہے) ایک مکہ کا تو ہے

نہیں کہ کسی سے کہہ دے گا نجد کا، ایک نو وارد ہے اندر بلانے میں کیا حرج ہے۔ دوسرا ہاں کیا حرج ہے بلکہ بہت ممکن ہے کہ ہم سے بڑھ کر اس کی رائے ہو (رائے متفق ہو کر آواز دی جاتی ہے) آ جاؤ، دروازہ سے ایک نہایت موٹا پرانا بڈھا ڈیڑھ ہاتھ کی داڑھی سر گھٹا ہوا، پیشانی پر کالا گھٹا مقطع صورت ٹخنوں تک کرتہ، ایک ہاتھ داڑھی پر اور ایک زیر ناف داخل ہوتا ہے، تمام کفار مکہ اہلاً وسہلاً کا شور مچا دیتے ہیں۔ اب حضور اقدس ﷺ کو تکلیفیں پہنچانے پر رائے زنی ہوتی ہے۔ ایک کافر میری رائے ہے کہ محمد ﷺ کے دشمنوں کو (معاذ اللہ) قید کیا جائے، یہاں تک کہ ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دیں۔ شیخ نجدی ایں جانب علیہ اللعنۃ کی رائے اس کے خلاف ہے اگر اجازت ہو تو گذارش کروں۔ تمام کفار (ایک زبان ہو کر) جلد فرمایئے تکلیف کو رخصت کیجئے۔ شیخ نجدی، اس صورت میں بنی ہاشم سارے قبائل عرب کو جمع کر کے ان کو چھڑا لیں گے۔

تمام کفار بیشک بجا ہے دوسرا کافر میری رائے ہے کہ محمد ﷺ کے دشمنوں کو مکہ سے کہیں باہر بھیج دیا جائے۔ شیخ نجدی میں اس کے بھی مخالف ہوں۔ تمام کفار جلد فرمائیں، شیخ نجدی یہ تو معلوم ہے کہ ان کی زبان میں کیا تاثیر ہے جو ان کی باتیں سن لیتا ہے یا ان کی صورت دیکھ لیتا ہے انہیں کا ہو جاتا ہے اس صورت میں اگر لوگوں کو مسخر کر کے مکہ پر قبضہ کر لیں تو بہت ممکن ہے تمام کفار یا حکیم الامۃ الکفر یہ ہم تو آپ کو معمولی شخص سمجھے تھے لیکن فی الواقع ہماری امت کے لئے حکیم ہی نکلے، بالکل درست فرمایا اب ہم لوگ تو رائے پیش کر نہیں سکتے۔ آپ ہی کوئی رائے تجویز فرمائیں، شیخ نجدی (دل ہی دل میں) لوگ میرے اصلی لقب کو جو خدا کی طرف سے عطا ہوئے ہیں یعنی لئیم الامۃ الابلیسیہ اور رجیم الامۃ النبویہ وہ تو چھوڑ ہی گئے خیر (کفار سے مخاطب ہو کر) ہاں صاحبو! میں رائے دینے کے قابل نہیں۔ آپ حضرات کے اصرار سے ایک رائے پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر ہر قبیلہ سے مسلح جوان جمع ہو کر رات کے وقت ان کے دشمنوں کو قتل کریں یوں ہر قبیلہ پر الزام عائد ہوگا بنی ہاشم تمام قبائل سے لڑ نہیں سکیں گے ناچار خوں بہا پر راضی ہو جائیں گے اور تم سب مل کر ادا کر دینا، یوں کچھ کسی پر بار بھی نہ ہوگا۔ تمام کفار، واہ واہ شیخ نجدی صاحب خوب رائے بتائی۔ دار الندوہ کی مجلس ختم ہوتی ہے۔ شیخ نجدی غائب ہو جاتا ہے اس کی رائے پر تعمیل شروع ہو جاتی ہے۔ بعثت اقدس کو تیرہواں سال ہے صفر کی اٹھائیسویں تاریخ ہے شب کے وقت کفار حرم سرائے نبوت کے گرد جمع ہیں اور بے ادبی پر مستعد ہیں مکہ میں کسی کی رفتار کی آہٹ سنائی نہیں دیتی اور لوگوں کے خراٹوں کی صدائیں آ رہی ہیں اتنے میں اللہ جس کا مبارک وعدہ ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون اللہ تو اپنے نور کو پورا ہی کرنے والا ہے اگر چہ کفار اپنے غصہ میں مر جائیں وہ اپنے حبیب نور منیر ﷺ کی حمایت کے لئے اپنا پیام بذریعہ جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام بھیجتا ہے کہ بعد سلام کے آپ کا حافظ رب العزۃ جل جلالہ فرماتا ہے کہ اپنی چادر علی کو اوڑھا کر آپ ابوبکر کو ہمراہ لے کر مدینہ منورہ کو مشرف فرمایئے۔ حضور اقدس ﷺ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو بلا کر فرماتے ہیں آج کی شب تم میری چادر اوڑھ کر میرے بستر اقدس پر سو رہو۔ کفار تمہارا کچھ نہ کر سکیں گے یہاں کیا عذر تھا بلکہ مقام شکر ہے کہ حبیب خدا ﷺ کے اس بستر پر جس پر بارہا وحی نازل ہوئی ہو سونا نصیب ہوتا ہے حضور اقدس ﷺ باہر تشریف لے جاتے ہیں۔

(جاری ہے ……)

اٹھائیسواں عرس نوری

ادارہ

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، کنز کرامت، جبل استقامت، حضرت علامہ شاہ آل رحمٰن محمد مصطفیٰ رضا قدس سرہ معروف ''مفتی اعظم عالم'' کا اٹھائیسواں عرس نوری بروز اتوار ازہری گیسٹ ہاؤس درگاہ اعلیٰ حضرت میں جانشین مفتی اعظم، تاج الشریعہ، بدرالطریقہ شاہ امام محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی کی سرپرستی میں تزک واحتشام کے ساتھ منایا گیا۔ جس میں ملک، بیرون ملک کے ہزاروں افراد نے شرکت کر کے عرس نوری کے انعامات سے حدصہ وافر حاصل کیا۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کے جملہ طلباء اور جملہ اساتذہ نے شرکت کی اور جامعہ کے ہونہار طلبہ نے حمد وثنا نعت ومنقبت نورانی بیانات پیش کئے۔

اساتذۂ جامعہ نے بھی نورانی بیانات کے انوار سے مجمع کو منور کیا، شہزادۂ صدرالشریعہ علامہ بہاءالمصطفیٰ قادری صاحب، حضرت مولانا تطہیر احمد صاحب، شہزادۂ امین شریعت مولانا سلمان رضا صاحب، مولانا معین احمد صاحب نے جامع ومانع بیانات سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا صاحب نے خوصوصی خطاب فرمایا ان کی تقریر کا عنوان تھا ''یا یھا الذین آمنوا اتقوا للّٰہ و کونوا مع الصدقین''۔ آپ نے اپنی تقریر سے مجمع کو مضبوطی سے باندھ لیا تھا۔

مقرر موصوف نے مذکورہ مقررین کی بہت تعریف کی، و کونوا مع الصدقین کے متعدد نکات پر روشنی ڈالی اور اس روشنی میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ، مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اجمالی مگر جامع تقریر فرمائی ا ر ۴۰ رمنٹ پر مفتی اعظم قدس سرہ کا قل شریف ہوا۔ سید الفقہاء، سند العلماء، تاج الشریعہ فقیہ اعظم علامہ اختر رضا قادری ازہری جانشین مفتی اعظم نے قل شریف کے اختتام پر دعا فرمائی اور پھر لوگوں کو داخلہ سلسلہ فرمایا۔ پھر دور دراز سے آئے زائرین عرس نوری کی برکتیں لئے اپنے اپنے ٹھکانوں کے طرف رواں دواں ہو گئے سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم ہند کی شخصیت پر کام ہو رہا ہے، مگر ہم اسے ان کی شخصیت کے لحاظ سے کام نہیں کام کی کوشش کہہ سکتے ہیں۔

عام طور پر محررین، مقررین سطحی تحریریں، بیانات لکھتے دیتے ہیں انہیں چاہئے کہ سرکار مفتی اعظم کے عظیم کارنامے، علمی شاہکار، ان کی سیرت کے نئے گوشے کو اجاگر کریں تاکہ ان کی زندگی سے کامل طور پر لوگ فائدہ حاصل کر سکیں۔ ہم لوگوں کے لئے یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ آج اٹھائیس سال گزر جانے کے باوجود ہم ان کے تمام فتاوے بھی یکجا کر کے منظر عام پر نہ لا سکے علماء سے مطلقاً نوری علماء سے خصوصاً یہ درخواست ہے کہ اس طرف توجہ دیں۔

☆☆☆

ترجمہ قرآں کا لکھا "کنز ایماں" کر دیا

☆☆از: مولانا غلام مصطفیٰ قادری رضوی باسنی ناگور، راجستھان☆☆

امام احمد رضا نے اپنے خدا داد علم و بصیرت کو عظمت و رفعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں صرف کیا جس کے نتیجے میں انہیں خوب خوب کامیابی ملی، وہ زندگی بھر ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے زبان و قلم کا استعمال کرتے رہے کبھی انا نیت نہ آنے دی، اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ دین متین مصطفیٰ کے فروغ میں لگے رہے، پڑھنے والے حیران ہیں ایک شخص اتنے سارے کام کیسے کر گیا، علوم و معارف کے اتنے جلوے سیکڑوں کتابوں میں کیسے نظر آرہے ہیں اور وہ بھی تنہا ایک شخص کی کاوشیں! یہ فضل ربی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" امام احمد رضا کی عظیم کاوشات علمیہ میں سے ہے قرآن کریم کا اتنا خوبصورت اور مقدس ترجمہ اس کے سوا اور نظر نہیں آیا۔ اپنے رب کی عطاؤں کے سائے میں نہ جانے کون سی مقبول اور متبرک گھڑی میں اس اہم کام کا آغاز کیا گیا تھا کہ جب تکمیل کو پہنچا تو یہ شان تھی کہ تمام تراجم قرآنی میں علم وادب، محبت و عقیدت، احتیاط وحزم اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے فوقیت و برتری حاصل کر گیا، اور پھر مطالعہ کرنے والے جھوم جھوم اٹھے اور برملا کہہ اٹھے کہ یہ صرف ترجمہ ہی نہیں بلکہ قرآن کی ترجمانی ہے، کسی نے مسرور ہو کر اعتراف کیا اور کسی نے مجبور ہو کر داد دی، علامہ غلام رسول سعیدی نے کنز الایمان کے حوالے سے بڑے اچھے جملے کہے ہیں وہ لکھتے ہیں۔

"اس ترجمہ (کنز الایمان) میں اردو، عربی کے اسلوب میں رنگی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور فصاحت و بیان کے آئینہ میں اعجاز قرآن کا عکس نظر آتا ہے اس ترجمہ میں علم کلام کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا کر عبارت کے سلیس فقروں میں رکھ دی گئی ہیں۔

ذات و صفات، جبر و قدر اور نبوت ورسالت کے نازک مسائل کو جس عمدگی اور اختصار کے ساتھ ترجمہ کی سحر کاری سے سہل کیا ہے، امام رازی اگر اسے دیکھ پاتے تو بے اختیار آفرین کہتے، ابن عطاو جبائی کے سامنے یہ ترجمہ ہوتا تو شاید اعتزال سے توبہ کر لیتے، خامۂ تصوف سے جس طرح اعلیٰ حضرت نے آیات کے بطن کو ترجمہ میں ڈھالا ہے غزالی ہوتے تو دیکھ کر وجد کرتے ابن عربی شاد کام ہوتے اور سہروردی دعائیں دیتے ترجمے کے ضمن میں جو فقہی نگینے لائے ہیں اگر امام اعظم پر پیش کئے جاتے تو یقیناً مرحبا کہتے اور اگر ابن عابدین اور سید طحطاوی کے سامنے یہ فقہی آبگینے ہوتے تو اعلیٰ حضرت سے تلمیذ کی آرزو کرتے"۔

(محاسن کنز الایمان ص ۹، مطبوعہ الہ آباد)

عظمت توحید اور عظمت رسالت کے اظہار و بیان میں امام احمد رضا مخلص تھے اسی لئے آیات قرآنیہ کا ترجمہ کرتے وقت محبت بھرے فصاحت و بلاغت بھرے جملے ان کے

سامنے شاید با ادب کھڑے ہوتے جاتے جس کا اندازہ متعدد آیات قرآنیہ کے ترجمے سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے اور بقول پروفیسر محمد سعید احمد مظہری قدس سرہ العزیز'' وہ ایک باخبر، ہوش مند اور با ادب مترجم تھے ان کے ترجمے کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے آنکھیں بند کر کے ترجمہ نہیں کیا بلکہ وہ جب کسی آیت کا ترجمہ کرتے تھے تو پورا قرآن، مضامین قرآن اور متعلقاتِ قرآن ان کے سامنے ہوتے تھے۔''

کنز الایمان کا جس نے بھی مطالعہ کیا متاثر ہوئے بغیر نہ رہا بلکہ ان متاخرین میں سے کئی ایک اہل علم وادب نے اس کی خوبیوں کا تذکرہ کیا اس کی اہمیت وافادیت پر مقالات ومضامین لکھے اور اس کی خصوصیت کو بے مثال قرار دیا نہ صرف موافقین بلکہ مخالفین نے بھی اعتراف حقیقت کرتے ہوئے داد دی چنانچہ امیر جمعیت برادران اہلحدیث پاکستان سعید بن یوسف زئی نے کہا:

''میں نہایت وضاحت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ الٓمٓ سے لے کر والناس تک ہم نے کنز الایمان میں نہ تو کوئی تحریف پائی ہے اور نہ ہی ترجمہ میں کسی قسم کی غلط بیانی پائی ہے اور نہ ہی کسی بدعت اور شرک کے کرنے کا جواز پایا ہے بلکہ ایک ایسا ترجمۂ قرآن مجید ہے کہ جس میں پہلے اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کے لئے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ اس کی جلالت علو، تقدس وعظمت وکبریائی کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جب کہ دیگر تراجم خواہ وہ اہل حدیث سمیت کسی بھی مکتب فکر کے علماء کے ہوں ان میں یہ بات نظر نہیں آتی ہے اسی طرح وہ آیتیں جن کا تعلق محبوب خدا شفیع روز جزاء سید الاولین والآخرین امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

زباں پہ میرے خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

سے ہے یا جن میں آپ سے خطاب کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہاں پر بھی اوروں کی طرح صرف لفظی اور لغوی ترجمہ سے کام نہیں چلایا ہے بلکہ صاحب، وماینطق عن الھویٰ اور ورفعنا لك ذکرك کے مقام عالیشان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

(ماہنامہ تجانر جدید دہلی امام اہل سنت نمبر ص ۱۸،۱۹)

الفضل ما شهدت به الاعداء، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار محاسن وکمالات عطا فرمائے، ان کی عظمت کو خود بیان فرمایا تو ''رفعت ذکر'' خود رب کی سنت ہے پھر جو ذکر مصطفیٰ سے خالی ہو وہ کیسا انسان، وہ دل دل نہیں جو ان کے لئے نہ سلگے اور ان کی عظمت وبلندی کے ذکر سے تروتازہ نہ ہو، امام احمد رضا ہمیشہ اسی کی تعلیم دیتے رہے اور اپنی کتب ورسائل، نعتیہ شاعری اور وعظ وخطابت میں اس کی تاکید فرماتے رہے کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہو سعادت مند ہو جائے گے سرفرازی اور سرخروئی حاصل کر لو گے، اور اسی کی تعلیم انہوں نے ''کنز الایمان'' کے ذریعہ دی، جس میں فضائل مصطفیٰ کا بھی بیان ہوا اور خصائل مصطفیٰ کا بھی ذکر ہوا، عظمت مصطفیٰ کے نغمے بھی بیان ہوئے اور تعظیم وتکریم مصطفیٰ کا بھی چرچا ہوا، اور کیوں نہ ہو ان کا تو کہنا یہی تھا۔

وصف رخ ان کا کیا کرتے ہیں شرح والشمس وضحی کرتے ہیں
ان کی ہم مدح وثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

ترجمۂ ''کنز الایمان'' میں جہاں فصاحت وبلاغت، ادب وشائستگی، زبان وبیان کی خوبیاں اور حسن انشاء کے مثالی نمونے ہیں وہیں یہ ایسا ترجمہ ہے جس میں اوصاف و

کمالات حبیب خدا ﷺ کے روشن تذکرے ہیں۔ دوسرے مترجمین نے ان اوصاف کو چھپانے کی کوشیں کیں مگر امام احمد رضا نے اپنی خدا داد صلاحیتوں کے ذریعہ مستند تفاسیر قرآن کے حوالے اپنے ترجمے میں ان کا ذکر کر کے عقائد و نظریات اسلامی کے استحکام کا سامان تیار کر دیا ویسے پورا قرآن نعت مصطفیٰ ہے مگر ایمان و یقین کی نظر سے مطالعہ کریں گے تب معلوم ہوگا، امام احمد رضا ایمان ویقین کی دولت سے سرفراز تھے اس لئے وہ ہی بیان کیا جو ان نعتوں میں مزید تازگی اور پختگی پیدا کرے۔

علم غیب مصطفیٰ ہمارا مسلمہ عقیدہ ہے بلا ریب اللہ کریم کی عطا سے حضور ''عالم غیب'' ہیں عالم ما کان و ما یکون ہیں، اس کو یوں بھی سمجھیں کہ قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے: "ونزلنا علیك القرآن تبیاناً لكل شئ" اتاری ہم نے تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے'' تو جس پر ایسی پر از علم وحکمت کتاب کا نزول ہوا ہو وہ کیوں نہ عالم اولین وآخرین ہوگا؟ للّٰہ حمداً کثیرا، قرآن کریم میں بھی علم غیب مصطفیٰ علیہ کا ثبوت ہے اور احادیث نبویہ میں بھی، اور اپنے اسی مطالعہ کی روشنی میں امام احمد رضا نے ترجمۂ قرآن کنز الایمان میں "یاایھا النبی" کا ترجمہ دیگر مترجمین کی طرح ''اے نبی'' کہنے کے بجائے'' اے غیب کی خبر'' کیا۔

خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رضا سے صاحب قرآں ہے آج بھی

گویا امام احمد رضا بریلوی نے ایک طرف ادب واحترام سے بھر پور اس لفظ کا اچھا ترجمہ بھی کیا اور دوسری طرف عقیدۂ حقہ بھی بیان کر دیا کہ۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

جماعت اہل سنت کا عقیدہ مسلمہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سید المعصومین ہیں اعلان نبوت سے پہلے بھی اور بعد بھی عقیدہ وعمل کی کج روی سے آپ معصوم تھے قرآن کریم کا مطالعہ کرنے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ عصمت مصطفیٰ کے جلوے ہی جلوے بکھرے ہوئے ہیں، سورۃ النجم کی آیت ماضلّ صاحبکم وما غویٰ سے بھی آپ کی عظمت و عصمت کا اظہار ہوتا ہے، مگر افسوس کج فکر مترجمین نے قرآن کریم کی بہت آیات کے ایسے ترجمے کر دیئے جن سے عصمت مصطفیٰ پر حرف آتا ہے، سورۃ الضحیٰ کی آیت ووجدك ضآلا فھدیٰ کا بھی ترجمہ کچھ اسی طرح کیا گیا:

''اور پایا تجھے بھٹکتا پھر راہ سمجھائی (محمود الحسن)

''اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو (آپ کو شریعت کا) راستہ بتلا دیا۔ (اشرف علی تھانوی)

مگر فضل ربی کے سائے میں امام احمد رضا نے جو ترجمہ کیا اس سے عظمت رسالت کا اظہار بھی ہوتا ہے اور آپ کے ''سید المعصومین'' کے وصف کا بھی پتہ چلتا ہے چنانچہ امام موصوف نے یوں ترجمہ املا کرایا ''اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی'' (کنز الایمان)

عربی کا لفظی ترجمہ کرنا کمال نہیں بلکہ اس زبان کی گہرائی وگیرائی تک پہنچ کر بات کی صراحت کر دینا ایک اچھا عربی داں ہی کا کام ہوسکتا ہے چونکہ ہر زبان مین کسی بھی لفظ کے متعدد معانی ہوتے ہیں ان میں سے بہتر معنیٰ کا انتخاب کرنا اور اسے صحیح محل میں رکھنا کمال خوبی کی بات ہے، قرآن کریم میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کے متعدد معانی ہیں مگر کون سا معنیٰ کس جگہ مناسب ہوگا اور عبارت ظاہری و باطنی معانی لئے ہوئے ہوگی یہ بڑا ذمہ داری کا کام ہے اسی لئے قرآن کریم کے ترجمے کرنے میں بہت سے مترجمین

ٹھوکر کھا گئے اور ایسا ترجمہ کیا جس سے ایمان وعقیدے پر حرف آنے لگا۔

جس طرح سورۃ الضحیٰ کی آیت ووجدك الخ کے ترجمہ میں کم فہم مترجمین سے خطائیں ہوئیں اسی طرح سورۃ ''الفتح'' کی آیت لیغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وما تاخر کے ترجمہ میں بھی کئی مترجمین نے ٹھوکریں کھائی ہیں اور عصمت انبیاء کا مسلمہ عقیدہ خراب کرنے کی کوششیں کر گئے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی نے یوں ترجمہ کیا:

''تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے'' (بحوالہ قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی ص ۱۱)

آپ اندازہ لگائیں ایسے ترجموں کو پڑھ کر ایمان و عقائد مستحکم ہوتے ہیں یا کمزور؟ پھر یہ تو ایک مثال ہے نہ جانے ان مترجمین نے کہاں کہاں ایمان وعقیدہ پر شب خون مارا ہوگا، امام احمد رضا کو نصرت وتائید الٰہی حاصل تھی ان پر معلم کائنات علیہ افضل الصلاۃ واکمل التسلیمات کی عنایت کی برکھا برستی تھی اس فیضان کے سائے میں انہوں نے ایسا ترجمہ کیا جس سے ایمان و عقیدے میں مزید تازگی وپختگی پیدا ہوئی اور بلا شبہ وہ مستند تفاسیر قرآن کے موافق ہوا۔

چونکہ مفسرین کرام نے دونوں پہلو یعنی عصمت انبیاء اور ذنب بمعنی گناہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ذنبك سے امت کے گناہ مراد ہیں یعنی آپ کے سبب آپ کی امت کے گناہ بخش دیئے جائیں اور ایسا ہوتا رہتا ہے کہ افعال قوم کو قائد کی طرف منسوب کر دیا جائے یہ اسناد مجاز عقلی ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہٗ نے عصمت انبیاء کے عقیدہ کے پیش نظر آیت مذکورہ بالا پر وارد ہونے والے اعتراض کا ازالہ کرتے ہوئے اس آخری توجیہ کے مطابق ترجمہ کیا اور یہ ترجمہ بھی تفسیر قرآن کی کتب معتبرہ سے موید ہے، چنانچہ امام فخر الدین رازی قدس سرہٗ السامی لکھتے ہیں: "لم یکن للنبی ذنب فماذ الغفر له؟ قلنا الجواب عنه تقدم مرارا من وجوه احدها المراد ذنب المومنین" (تفسیر کبیر ۲۸/۷۸)

''اگر کوئی سوال کرے کہ رسول اکرم ﷺ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا پھر کس بات کی مغفرت ہوئی ہم کہتے ہیں اس کا جواب متعدد وجوہ سے پہلے (تفسیر کبیر میں) بیان ہو چکا ہے ایک توجیہ یہ ہے کہ یہاں مومنین کے گناہ مراد ہیں''۔

چنانچہ علامہ رازی سورۂ محمد میں "واستغفر لذنبك" کے تحت فرماتے ہیں:

"ای لذنب اهل بیتك وللمومنین والمومنات ای الذین لیسوا منك باهل بیت" (ایضاً ص ۸۷، ج ۲۸)

''یعنی آپ اہل بیت اور عام مومنین ومومنات جو اہل بیت سے نہیں ہیں کے گناہوں کی بخشش طلب کریں'' (ملخصاً حجاز جدید دہلی امام اہل سنت نمبر ص ۱۶)

ان تصریحات کے بعد آیئے کنز الایمان میں مرقوم شدہ آیت لیغفرلك ماتقدم الخ کا ایمان افروز ترجمہ پڑھیں، امام احمد رضا نے یوں ترجمہ فرمایا:

''تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے''۔

علامہ عبد الحکیم اختر شاہجہاں پوری قدس سرہٗ نے اسی لئے کہا تھا:

'' مسلمانو! اے شمع رسالت کے پروانو! اگر خدا نصیب کرے تو قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے صرف اور صرف

کنز الایمان ترجمۂ قرآن ہی پڑھنا قرآن کریم کا اردو میں یہی سب سے صحیح ترجمہ ہے اردو کے جتنے ترجمے ہیں ان میں سے اکثر ترجمے بے دینوں نے کئے ہیں اور انہوں نے بعض آیات کا ترجمہ منشائے ربانی کے خلاف کر کے مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقاید ونظریات کی قلمی لگائی ہیں خدا نہ کرے کہ آپ یا آپ کے گھر والے ان ترجموں کو پڑھ کر اپنی دولت ایمان کو ضائع کر بیٹھیں ایمان کی حفاظت کے لئے بے ادبی و بے حرمتی سے مبرا ''کنز الایمان'' کو پڑھنا اشد ضروری ہے کیوں کہ یہ ترجمۂ قرآن تفاسیر معتبرہ کے عین مطابق ہے''۔ (سالنامہ معارف رضا کراچی ۲۰۰۳ء ص ۱۳۸)

شان وعظمت مصطفیٰ ﷺ میں کمی کرنے والوں نے جہاں دوسرے کمالات نبویہ کا انکار کیا وہیں تصرفات و اختیارات رسول پر بھی چہ میگوئیاں کیں اور صاف کہہ دیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جبکہ قرآنی آیات اس بات کو روشن و منور کر رہی ہیں کہ رسول خدا ﷺ تصرف و اختیار رکھتے ہیں کون کہتا ہے کہ انہیں اختیار نہیں ہمیں تو دنیا و عقبیٰ کا ذرہ ذرہ یہی نغمہ الاپتا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ وہ صاحب اختیار و تصرف ہیں ان کے چاہنے سے بہت کچھ ہوا، یہی حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا جبھی تو اپنے مقاصد لیکر آتے اور بامراد ہو کر جاتے کیوں نہ ہو انہیں قرآنی آیات معلوم تھیں نبوی تعلیمات ذہن نشیں تھیں، یہ دیکھئے نہ کیسے نصوص ہیں جو جان وہابیت پر برق بن کر گرتے ہیں:

قال ربنا تبارک و تعالیٰ: وما نقموا الا ان اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ (التوبۃ:۷۴)''اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے''۔ (......بقیہ ص ۱۸ پر)

عرس اعلیٰ حضرت کا

کتنا کیف پرور ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
نعمتوں کا دفتر ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
سنیوں کا پاور ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
سنیت کا زیور ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
فضل ربی دیکھو تو رہبر دو عالم کے
نور سے منور ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
صغروی گلستاں کے نوری گل کی خوشبو سے
کس قدر معطر ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
بلگرام و مارہرہ کے حسین جلووٴں کا
کیا ہی خوب مظہر ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
اہل حق کی نظریں یہ صاف صاف کہتی ہیں
رشک ماہ و اختر ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
سایۂ کرم اپنا ہر کسی پہ کرتی ہے
وہ کریم چادر ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
دنیا بھر کو ملتی ہیں خبریں دین فطرت کی
وہ عظیم ٹاور ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
گر ہو چلو دیکھو راہ حق دکھاتا ہے
رہنما و رہبر ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
جو بھی زائر آتے ہیں مستفیض ہوتے ہیں
فیض کا سمندر ہے عرس اعلیٰ حضرت کا
جو سنا تھا کل تو نے اے شہیر سچ نکلا
عالموں کا لشکر ہے عرس اعلیٰ حضرت کا

شہیر رضوی کھیروی، سید واڑہ، کھیری

امام احمد رضا امام نعت گویاں

از:جناب خالد ایوب رضوی صوفیہ محلہ شیرانی آباد ناگور

نعت گوئی، مدحت سرائی اور ثنا خوانی رسول کی اصل و بنا عشق رسول، سوزش محبت اور سوز دروں سے تعبیر ہے، تپش عشق جس قدر زیادہ ہوگی نعت میں اتنا ہی نکھار آئے گا بلکہ یہ بیان واقعہ ہے کہ سوز دروں جب خلعت الفاظ زیب تن کر کے نظم کے قالب میں خوش گلوئی کے ساتھ سماعتوں کی نذر ہوتا ہے، جسے ''نعت'' کا نام دیا جاتا ہے، تو سامع پر کیف و وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور یہ بھی حقیقت مسلمہ ہے کہ نظم کی ہیئت کذائیہ مافی الضمیر کی ادائیگی سے غیر قاصر ہے اور واردات قلب کی چغلی کھاتی ہے۔ اس تناظر میں جب ہم ''امام نعت گویاں'' سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت دو دو چار کی طرح آشکارا ہو جاتی ہے کہ یقیناً آپ اور آپ کا کلام ''امام الکلام و کلام الامام'' کہلانے کے صد فی صد مستحق ہیں۔ اگر چہ شاعری سے آپ کی طبع ناز میں نفور تھا ع پیشہ میرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو'' تاہم اس سے بھی انکار کی جا نہیں کہ عشق رسول سے ان کا خمیر و خمیر تیار ہوا تھا۔ ع

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا

اور در اصل یہی چیز ہے جو ان کی شاعری کا باعث بنی۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ شرع مطہر کا جو پاس و لحاظ آپ کے یہاں ہے بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے، اچھے اچھے شعراء کے کلام شرعی نقطۂ نظر سے زیر بحث آتے دیکھے، مگر آپ ہیں کہ آج تک کوئی مخالف بھی انگشت نمائی کا موقع نہ پا سکا، اور پائے بھی کیسے؟ جبکہ آئیڈیل اور راہ بر قرآن اور حسان ہیں۔

ہوں اپنے کلام سے نہایت محفوظ
بے جا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

توشہ میں غم و اشک کا ساماں بس ہے
افغان دل زار حدی خواں بس ہے
راہ بر کی رہ نعت میں گر حاجت ہو
نقش قدم حضرت حساں بس ہے

اسی اتباع حسان اور پاس شرع کا ثمرہ ہے کہ تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے ہیں۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ھدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

اور حرف ''وصف شاہ ھدیٰ'' کی بات نہیں حق تو یہ ہے کہ۔ ع، ملک سخن کے شاہی تم کو رضا مسلم'' یہی تو وجہ ہے کہ ابو الاثر حفیظ جالندھری کہتے ہیں یہ تو کوئی استاذ الاساتذہ معلوم ہوتے ہیں، شاعری اسی کا نام ہے (مقدمہ ''حدائق بخشش'' از مولانا محمد حنیف خاں صاحب بریلوی) لکھنؤ کے ادباء بیک زبان پکار اٹھتے ہیں ''اس کی (قصیدۂ معراجیہ) زبان تو کوثر کی دھلی ہوئی زبان ہے'' (ایضاً)

سر دست: اردو دنیا میں ''بحر وافر کی کوئی مثال نہیں ملتی، حتی کہ ''فن شاعری'' کے مصنف نے مثال دینے کے بجائے لکھا

ہے ''یہ بحر اردو میں غیر مروج ہے'' مگر امام احمد رضا نے اس خشک غیر مروج اور مردہ بحر میں ۲۵ اشعار پر مشتمل ایسی بلیغ نعت رقم فرمائی ہے کہ طبیعت عش عش پکار اٹھتی ہے اور کمال بالائے کمال یہ کہ نہ صرف اس ناہم وار زمین پر خامہ فرسائی کر کے ایک بحر کا احیا کیا ہے بلکہ ہر ہر شعر کے اجزا وافاعیل میں یہ رعایت ملحوظ رکھی کہ ہر رکن اور جز کے مقابل الفاظ کا ٹکڑا ہو جو کسی صورت میں بے معنی اور مہمل نہ رہے، چنانچہ ''مفاعلتن'' کے موافق پوری نعت کو تقسیم کرتے جائیے کہیں بھی مہمل جملہ نہ ملے گا، جبکہ عروضی سطح پر تقسیم اجزا یا تقطیع کے وقت حروف افشانی کوئی عیب کی بات نہیں چنانچہ ''اق'' اور ''بال'' میں تفریق بلا شبہ روا ہے مطلع ہے ''زمین وزماں، تمہارے لئے، مکین ومکاں، تمہارے لئے ۔'' وعلیٰ ھذا القیاس مفاعلتن ، مفاعلتن ، مفاعلتن ، مفاعلتن ،

اور کمال در کمال یہ کہ ہر ہر رکن کو الگ الگ قافیہ مرحمت فرما کر گویا جاں بلب زمین پر گوہر پاشی کی ہے یقیناً یہ امام ہی کا حصہ ہے ورنہ کہاں غیر مروج اور عرب کے ساتھ مخصوص بحر اور کہاں یہ قادر الکلامی گویا مانوس کثیر الاستعمال اور نہایت ہی رواج یافتہ زمین ہے۔

آمدم بر سر مطلب: اس وقت ہمارا مطلب و مقصود امام احمد رضا کی قادر الکلامی نہیں بلکہ ان کی نعت گوئی ہے کہ وہ جس طرح دیگر علوم وفنون میں استاذ واتالیق ہیں، اس میدان میں بھی ان کا تفوق مسلم ہے ۔ چنانچہ حضرت بیدم وارثی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

سگ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدم
بس یہی ہو میری پہچان مدینے والے

یقیناً حضرت بیدم ایک سچے محب رسول تھے ، انہیں مدینہ اور وہاں کی ہر چیز سے غایت درجہ الفت تھی ، حتیٰ کہ وہ اپنی شناخت بھی ''سگ طیبہ'' سے کروانا چاہتے ہیں لیکن بایں ہمہ امام احمد رضا نے سگان طیبہ کا جو تصور پیش کیا اور ان سے عقیدت کا جس طرح اظہار فرمایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے ۔ فرماتے ہیں۔

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفہ میں رضا
ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

ارباب فکر ونظر جانتے ہیں کہ ایک شعر میں کیا سمو دیا ہے دل جو محور کون ومکان ہے، کو حقیر ترین بنا کر دیار حبیب کی ادنیٰ واحقر مخلوق ''سگ'' کو سوغات پیش کر رہے ہیں: ابوالمعانی حضرت اختر شیرانی (شاعر رومان) نے نبی محترم کو عالم امکاں کا مسند نشیں ٹھہرایا ہے ۔ ع

مسند نشیں عالم امکان تمہیں تو ہو
اس انجمن کی شمع فروزاں تمہیں تو ہو

مگر اعلیٰ حضرت نے جو تصور مسند نشینی پیش کیا ہے ، وہ اپنے اندر کچھ اور ہی معنوی رکھتا ہے۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

ڈاکٹر اقبال علیہ الرحمہ سفر مدینہ کا ارمان لئے بیٹھے ہیں، فرماتے ہیں۔

اقبال نا تواں کی بس ایک التجا ہے
رہے زندگی سلامت میں بھی دیکھ لوں مدینہ

مگر رضا ہیں کہ صرف ڈھانچہ ہندوستان میں ہے بقیہ سب نذر دیار جاناں کر چکے ہیں۔

جان و دل ہوش خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کے مشہور زمانہ اشعار

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

کا موازنہ حضرت رضا کے اس شعر سے

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

سے کیجئے اور کمال عشق کی داد دیجئے اور فیضان محبت پر آفریں کہئے، کہ وہاں بیان بلوغ با کمال ہے جبکہ یہاں علاوہ ازیں نقص اور وہ بھی نقص جہاں کے گمان تک کی نفی ہے ادھر جمال حبیب کاشف الدجی ہے تو ادھر بالانحصار بے دخان شمع فروزاں۔

وہ اپنے محبوب کو وجہ تخلیق ارض وسما اور وجود کائنات کی بنا گردانتے ہیں۔

وہ جو نہ تھا تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

وہ جو نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان، جان سے ہے بقا وہ ہی بن ہے بن سے ہی بار ہے
یہ صبا سنک، وہ کلی چٹک، یہ زباں چوک، لب جو جھلک
یہ مہک جھلک، یہ چمک دمک، سب اسی کے دم کی بہار ہے
وہ ہی جلوہ شہر بشہر ہے، وہی اصل عالم و دہر ہے
وہی بحر ہے، وہی لہر ہے، وہی پاٹ ہے، وہی دھار ہے

وہ اپنے حبیب کو خدائے قدیر کا نائب مطلق، مالک کون ومکاں اور مختار کل جانتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

محبوب و محبّ کی ملک ہے ایک
کونین ہیں مال مصطفائی

وہ کونین کی صدا وصوت میں تو ذکر یار کا لطف پاتے ہی ہیں" ع

کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

مگر درون کعبہ سے بھی وہ زیارت تربت حبیب کی صدا سنتے ہیں۔

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

حکماء نے جو اسباب محبت شمار کرائے ہیں کمال، جمال اور احسان اور بعض کے یہاں مال، وہ اپنے پیارے کو ان سب اوصاف کا حامل اور مرکز اتم اعتقاد کرتے ہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیوں کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

ان کی شگفتگی ووارفتگی کی کیفیت پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروروں جہاں نہیں

ان کے جملہ علوم وفنون میں اپنے محبوب ہی کا جلوہ نظر آتا ہے اور آئینہ میں وہ رخ زیبا کی تصویر دیکھتے ہیں، کیا نحو وصرف، کیا منطق وفلسفہ اور کیا ہیئت ونجوم۔

وضع واضع میں تیری تصویر ہے معنی نور کا
یوں مجاز اچاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا (نحو)

ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
حد اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا (منطق)

بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا ایک اک ستارہ نور کا (نجوم)

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے، عجیب چکر میں دائرے تھے
کمان امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے
(فلسفہ)

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروروں درود (منطق)

فطرت انسانیہ ہے کہ وہ دوست کے دوست کو دوست اور اس کے دشمن کو دشمن اعتقاد کرتا ہے۔ اس زاویہ سے دیکھا جائے تو آپ کے محبوب سے عداوت فطرت سے بغاوت ہے، آپ ان باغیوں کے لئے کسی بھی طرح رقت و لطافت روا نہیں رکھتے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

الغرض: ان کے یہاں ہر چیز کی پرکھ عشق کی کسوٹی پر ہوتی ہے، الحب للہ و البغض للہ ان کی بارگاہ کا معیار ہے، اپنے حبیب سے غایت درجہ محبت ان کی سرشت ہے، اور اعداء حبیب کا رد کرنا اور ان سے حد درجہ تنفر و عداوت ان کی فطرت ہے۔

شعر گوئی نہ ان کا دل چسپ موضوع ہے نہ ہی مشغلہ، البتہ الفت رسول ہے جو الفاظ کا روپ دھار لیتی ہے اور نظم کے قالب میں ڈھل جاتی ہے بایں ہمہ خالی الذہن اور انصاف پسند ہو کر ان کے دیوان کا مطالعہ کرتے جایئے، شعر شعر سے قادر الکلامی روز روشن کی طرح عیاں ہے، پورے دیوان میں کوئی تو شعر ملے جو وزن سے ساقط ہو، شریعت سے متصادم ہو، لسانی خامی کا محتمل ہو یا معنویت سے پر نہ ہو یہ کسی عقیدت کیش کی حقیقت پوش بے بنیاد آڑی ترچھی لکیریں نہیں ہیں جنہیں تمغہ محبت، سوغات عقیدت اور لفظوں کی بازی گری کہہ کر ٹال دیا جائے۔ بلکہ سرتاپا حقیقت پر مبنی تلخ بیانی ہے۔

کیا ''صنعت تلمیح'' ''قصیدۂ مرصع'' اور بحر وافر'' جیسی سنگلاخ زمین پر گوہر پاشی قادر الکلامی نہیں؟ کیا جملہ مروجہ صفات شعر کا برمحل، پرکشش اور دوٹوک استعمال ایرے غیرے کا کام ہے؟.......... لیکن ان سب کے باوصف اردو ادب نے امام احمد رضا کے ساتھ جو امتیازی سلوک کیا ہے، ایک انصاف پسند، حق شناس، حق نویس اور دیانت دار انسان اسے قطعاً نظر انداز نہیں کر سکتا۔

بہر حال دیوان رضا کا مطالعہ صرف دیوان گان عشق کی طمانینت کا باعث نہیں، ہر سخن فہم، زبان داں، علم دوست اور دیانت دار بلکہ اپنوں کی طرح غیروں، عالموں کی طرح کم فہموں، ہیئت، نجوم، نحو، صرف بلاغت اور نجوم سے آشنا سبھی لوگوں کے لئے یکساں مفید ہے مگر انصاف کی شرط سے مشروط اور دیانت کی قید سے مقید ہو کر۔

(......بقیہ ص ۴۵ کا) دنیائے سنیت کو کنز الایمان کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی''۔ (سوانح اعلیٰ حضرت ص ۳۶۷)

حضرت کا سب سے بڑا کارنامہ ''ترجمہ کنز الایمان'' ہے کاش ایسا ہوتا کہ آپ نے جس عمدگی کے ساتھ ترجمہ فرمایا ہے اس پر حواشی بھی لکھ دیتے لیکن قدرت کو یہی منظور تھا اللہ تبارک و تعالیٰ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارناموں اپنی بارگاہ قدس میں شرف قبولیت بخشے آمین۔

امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کا ترجمۂ قرآن حقائق کی روشنی میں

از: مولوی محمد اسلم رضا قادری، مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ صدر بازار باسنی ناگور شریف راجستھان

جب جب کفر والحاد کی باطل اور فاسد طاقتوں نے افق دہر میں اپنا سر بلند کیا ہے اور عوام الناس کو اپنے شکنجے میں جکڑنے کی کوشش کی تو خداوند قدوس نے ان جھوٹی اور باطل قوتوں کو زوال کے لئے کسی نا کسی مردمجاہد کو پیدا فرمایا ہے اس مردمجاہد نے اپنے، علمی، دینی، فقہی، تحقیقی، فنی، کمالات کے ذریعہ ان سے مقابلہ وموازنہ کیا ہے اور دندان شکن جوابات دے کر اپنی حقانیت کا سکہ چہار دانگ عالم میں ثابت کر کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اغیار کو چوکنا ومتنبہ کیا۔

انہی اولوالعزم وبلند ہمت وقد آور متبرک شخصیات میں مجدد دین وملت، حامئی اہلسنّت، ماحئی بدعت، امام عشق و محبت، جبل الاستقامت عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنج گراں مایہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ المفتی امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)۔ کا شمار ہوتا ہے جنہوں نے اپنی دینی وعلمی وعملی خدمات سے مسلمانان اہلسنّت وجماعت میں جو ذھنی و فکری وانقلابی جذبہ پیدا کیا ہے وہ محتاج تعارف وبیاں نہیں ہے جس کی حقانیت کی گواہی اغیار نے بھی دی ہے'' الفضل ما شهدت به الاعداء''

اللہ رب العزت نے آپ کو بہت کمالات وخوبیوں سے نوازا تھا آپ اپنے عہد کے متبحر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بے مثال فقیہ، محدث، مفسر تھے جس کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی خداوند قدوس جس کو فضل و شرف، عزت وعظمت سے نوازتا ہے رب قدیر جس کو عظیم منصب پر فائز فرماتا ہے اس کو کون ذلت و رسوائی کے دھانے پر ڈال سکتا ہے جیسا کہ رب تبارک وتعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے'' و تعز من تشاء و تذل من تشاء'' (پ۳ سورۂ آل عمران آیت ۱۰۶)

''اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے''

(ترجمۂ رضویہ)

مارہرہ مطہرہ کی سرکار حضرت سید العلماء علامہ سید آل مصطفیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے: ع

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے
یا الٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد

(اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کیوں ہے ۱۴۲۲ھ ص ۱۹)

اسلام کے پورے اعتقادی اور عملی نظام میں پہلی اور بنیادی چیز قرآن حکیم ہے باقی تمام عقائد واعمال اسی اصل سے ماخوذ ہیں اور جتنے بھی اخلاقی احکام اور معاشی ومعاشرتی اصول وضوابط ہیں سب اسی مرکز سے ہدایت حاصل کرتے ہیں یہ وحی، کتاب کی شکل میں آج ہمارے پاس محفوظ ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں کے لئے ہدایت ورہنمائی کا

سرچشمہ ہے قرآن حکیم کا فیضان زمان ومکان کے اندر محدود نہیں اسی سے ہر شخص خواہ وہ کرۂ ارض کے کسی حصہ پر آباد ہو کسی دور میں زندگی بسر کرے یکساں طور پر ہدایت حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے اور حقائق ومعارف سے مستفیض ہو سکتا ہے اسی لئے قرآن شریف کا سمجھنا اور سمجھ کر اس سے اپنی زندگی کے ہر مرحلے میں رہنمائی حاصل کرنا ہمارا اولین فرض ہے قرآن نے اپنے نزول کی غرض وغایت یہ بتائی"۔

(المیزان "امام احمد رضا" نمبر ص ۱۱۴)

"کتب انزلنه الیك مبرك لیدبروآ ایته و لیتذکر اولو الالباب۔ (پ۲۳رکوع۱۲)

اس آیت مبارکہ کا ترجمہ مجدد اعظم یوں فرماتے ہیں "یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تا کہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں" دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها۔ (پ۲۶سورہ رکوع۷)

"تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعضے دلوں پر ان کے قفل لگے ہیں" (ترجمۂ رضویہ)

امام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن وحدیث کا بہت ہی وسیع اور عمیق مطالعہ کیا تھا سورۂ والضحیٰ کی تفسیر لکھنے لگے تو چھ سو صفحات سے تجاوز کر گئی قرآن کا ترجمہ لکھا جسے بلا مبالغہ ان کا عظیم علمی شاہکار قرار دیا جا سکتا ہے حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے بجا فرمایا "یہ نہ کسی ترجمے کا ترجمہ ہے اور نہ ترجموں کا ترجمانی ہے یہ تو براہ راست قرآن سے قرآن کا ترجمہ ہے" بعض لوگوں نے لغات سامنے رکھ کر قرآن پاک کا ترجمہ لکھ دیا اور یہ نہ دیکھا کہ تقدیس الوہیت، شان نبوت ورسالت اور عقائد اہلسنّت کا پاس بھی رہتا ہے یا نہیں مترجم کے لئے صرف لغت عربی سے واقف ہونا کافی نہیں ہے اس کے لئے قرآن وحدیث ارشادات صحابہ کرام اور اقوال سلف کا وسیع اور گہرا مطالعہ ضروری ہے اسے شان نزول اور ناسخ ومنسوخ کی معرفت بھی ہونی چاہئے اس کے علاوہ مترجم کے لئے ضروری ہے کہ اس علوم عربیہ صرف ونحو، معانی، بیان اور بدیع وغیرہ علوم پر عبور حاصل ہوا اور عقائد اہلسنّت سے پوری طرح باخبر ہو۔

امام احمد رضا ان تمام امور کے جامع تھے یہی وجہ ہیکہ انہوں نے نہایت اہم اور نازک ترین مقامات پر جو احتیاط ملحوظ رکھی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ (مقالات رضویہ ص ۳۹،۴۰)

چونکہ امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برصغیر کے وہ عظیم ترین مترجم ہیں جنہوں نے انتہائی کدوکاوش سے قرآن حکیم کا ایسا ترجمہ پیش کیا ہے، جس میں روئے قرآن کی حقیقی جھلک موجود ہے مقام حیرت واستعجاب ہے کہ یہ ترجمہ لفظی ہے اور بامحاورہ بھی اس طرح گویا لفظ اور محاورہ کا حسین ترین امتزاج آپ کے ترجمہ کی بہت بڑی خوبی ہے پھر انہوں نے ترجمہ کے سلسلے میں بالخصوص یہ التزام بھی کیا ہے کہ ترجمہ لغت کے مطابق ہو اور الفاظ کے متعدد معنی میں ایسے معانی کا انتخاب کیا جائے جو آیات کے سیاق وسباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہوں اس ترجمہ سے قرآنی حقائق و معارف کے وہ اسرار ومعارف منکشف ہوتے ہیں جو عام طور پر دیگر تراجم میں واضح نہیں ہوتے یہ ترجمہ سلیس، شگفتہ اور رواں ہونے کے ساتھ ساتھ روئے قرآن اور عربیت کے بہت قریب ہے۔

آپ کے ترجمہ کی ایک نمایاں ترین خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے ہر مقام پر انبیاء کرام علیہم السلام کے ادب واحترام اور عزت وعظمت کو بطور خاص ملحوظ

رکھا ہے۔ (المیزان''امام احمد رضا''نمبر ص ۱۱۷)

یوں تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت سیدنا سرکار امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے جملہ کارہائے نمایاں بے مثل و بے مثال ہیں لیکن ترجمہ کنز الایمان تو ایک الگ ہی اپنی شان رکھتا ہے گویا کے ایک خوبصورت موتی ہے جس کو آپ نے ایک لاجواب دھاگے میں پہنا کر رکھ دیا ہے اس کو در مکنون کے مقام پر فائز فرما دیا ہے بلا شبہ امام موصوف علیہ الرحمۃ والرضوان نے ہم پر احسان عظیم فرمایا ہے آپ کے ترجمۂ پاک سے پہلے کئی تراجم معرض وجود میں آچکے تھے جن میں نہ شان الوہیت کا پاس ولحاظ نہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و انبیاء علیہم السلام کی چاشنی نہ صحابہ کرام سے الفت واخوت ومحبت کا چشمہ نہ اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے سچی عقیدت ومحبت تو ایسے وقت میں مجدد اعظم نے ہمیں کنز الایمان دیا جس میں شان الوہیت محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شمع بھی روشن ہے نیز دیگر تراجم میں اپنی وجہ سے اسے فوقیت وتفوق حاصل ہے امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ہمہ گیر مصروفیات کے باوجود عام فہم آسان اسلوب بیان کے ساتھ قرآن عظیم کا ترجمہ فرما کر اردو خواں افراد ملت پر عظیم احسان فرمایا ہے جو اردو کے جملہ قرآنی تراجم میں زبردست افادیت واہمیت سے بھرپور منفرد اور ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ ع

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

اب دیگر تراجم اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ کنز الایمان سے چند اقتسابات نقل کئے جارہے ہیں جن سے حقیقت اور روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہو جائیگی کہ کونسا ترجمہ صحیح اور درست ہے اور کونسا غلط؟ ترجمہ تو بہت نے کئے ہیں لیکن آپ نے ترجمہ قرآن عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈوب کر فرمایا ہے اب چند آیات کے تراجم ملاحظہ ہو:

مختلف تراجم یہ ہیں

آیت(۱)''اللّٰہ یستھزئ بھم'' (پ۱ ۲۴ سورہ بقر)

(۱) اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔ (سرسید)

(۲) اللہ ان کو بناتا ہے۔ (ڈپٹی نذیر حسین)

(۳) ان منافقوں سے خدا ہنسی کرتا ہے۔ (فتح محمد جالندھری)

(۴) اللہ ہنسی اڑاتا ہے انکی۔ (مرزا حیرت)

(۵) اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے۔ (محمود الحسن)

(۶) اللہ جل شانہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔ (نواب وحید الزماں)

دیکھئے ان مترجمین کو اگر تائید ربانی حاصل ہوتی اور ان کے اذہان وقلوب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت کا تصور ہوتا تو وہ اس سبوح قدوس کے حق میں دل لگی کرنا، ٹھٹھا کرنا بنانا، ہنسی اڑانا وغیرہ بازاری محاورے ہرگز ہرگز استعمال نہ کرتے مگر اللہ جس سے دین لیتا ہے اس سے عقلیں چھین لیتا ہے،، کے علمائے دیوبند صحیح مصداق ہیں۔

کیونکہ یہ جان لینا چاہئے کہ اللہ رب العزت جل جلالہ کی بارگاہ عظمت ٹھٹھا کرنے، ہنسی اڑانے وغیرہ عیوب سے پاک ومنزہ ہے کیا ان ترجموں کے دیکھنے کے بعد کسی ایسے کے ترجمے کی ضرورت پیش نہ آئی جو معارف قرآن کا راز دار ہو تو اس ضرورت کو امام عشق ومحبت نے پورا فرما دیا''اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہے''۔

(مجدد اعظم)

دیکھئے کتنا پیارا اور محبت بھرا ترجمہ کیا ہے جس سے شان الوہیت بھی باقی ہے اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ظاہر ہے۔

آیت(۲)وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه (پ۲-۱۴۳ سورۂ بقرہ)

اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں (بیت المقدس) وہ تو محض اس کے لئے تھا کہ ہم کو (اللہ کو) معلوم ہو جائے کہ کون تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے ہٹا جاتا ہے'' (اشرف علی تھانوی)

آیت مذکورہ بالا میں ''لنعلم'' کا ترجمہ دیگر مترجمین نے یہ کیا ہے:

(۲) ہم جان لیں (اخلاق حسین قاسمی)

(۳) ہم معلوم کرلیں (ڈپٹی نذیر حسین)

(۴) ہمیں معلوم ہو جائے (مرزا حیرت)

دیکھئے ان معاندین نے اللہ رب العزت کی شان میں ہم جان لیں، ہم معلوم کرلیں کے بازاری محاوروں کا استعمال کیا ہے۔

لیکن بصیرت ایمانی سے محرومی کے باعث اتنا نہ سوچ سکے کہ معلوم ہو جائے، کا لفظ محاورہ اس کے لئے استعمال کیا جائیگا جس کو پہلے سے معلوم نہ ہو اور اللہ رب العزت تو ہر چیز کا ازلی و ابدی طور پر عالم ہے تو اب ان ترجموں کو دیکھ کر کیا ایسے مؤید من اللہ کے ترجمے کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی خدائی نوازشیں بطور خاص جس پر سایہ گستر ہوں تو جواب ملے گا کہ ہاں ایسے ترجمے کی ضرورت ہے جو عاشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہو اور اپنے وقت کا مجدد اعظم بھی ہو اور جس کی دلیل تائید ربانی ہو تو وہ بریلی کا امام احمد رضا ہے اب امام احمد رضا کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

''اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اس لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے''۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ ترجمۂ قرآن کے لئے صرف عربی دانی کام نہیں دے سکتی بلکہ اس کے ساتھ خود قرآن کے مخصوص انداز و محاورے کو پہچاننا آیات محکمات، و مشبہات میں امتیاز کرنا انتہائی ضروری امر ہے۔ دیکھو مجدد اعظم علیہ الرحمہ کا ترجمہ کتنا سلیس اور آداب کے لحاظ سے بھر پور ہے اس مبارک ترجمہ کو ہر حق پسند اچھا سمجھے؟

آیت(۳) فظن ان لن یقدر علیه (۱۷/۲۱)

اس آیت مبارکہ کا یہ ترجمہ کیا گیا:

(۱) پھر یونس نے سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اسکو (محمود الحسن)

(۲) اور یونس نے خیال کیا ہم ان پر قابو نہ پاسکیں گے (فتح محمد جالندھری)

(۳) ان کو (یونس کو) ایسا واھمہ گزرا کہ ہم ان پر قابو نہیں پا سکیں گے۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

دیکھو مسلمانو! ان نادار مترجمین نے باطل ترجمہ کرکے حضرت یونس علیہ السلام پر یہ بہتان لگایا کہ ان کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قابو نہیں پا سکتا اور نہ میری پکڑ رکھتا ہے بو لئے تقدیس نبوت مجروح کرنے والوں کا ترجمہ دیکھنے کے بعد کیا کسی بارگاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے شیدائی کے ترجمہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی'' کیوں نہیں بالکل ضرورت محسوس ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک ایسے شیدائی کی جو محبت رسول کے سمندر میں غوطہ زن رہتا ہو تو ہمیں صرف اور صرف ایک ہی ذات نظر آتی ہے جسے دنیا امام اہلسنّت مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام سے یاد کرتی ہے مجدد اعظم کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے''

سبحان اللہ کیا عشق نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دل شرسار ہے اور کس قدر باادب و باوقار و باعزت و بزرگی والا ترجمہ فرمادیا:

آیت (۴) و مکروا ومکر الله والله خیر الماکرین۔ (پ ۳، ۱۳)

اس آیت شریفہ کا ترجمہ دیوبندی وہابی مکتبہ فکر کے ملاؤں نے یہ کیا ہے "اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔ (محمود الحسن)

سوچئے ذرا کہ خدا کی ذات سے "مکر" داؤ" جیسے الفاظ قبیحہ کا استعمال کس قدر سوءِ ادبی کا محتمل ہے اب ذرا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ "اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے"۔

آیت (۵) ووجدك ضالا فهدى (پ ۳۰، سورہ والضحیٰ)

مکتبہ دیوبند کے علماء کے مختلف تراجم یہ ہیں

(۱) اور اللہ نے آپ کو شریعت سے بے خبر پایا سو آپ کو شریعت کا راستہ بتلایا۔ (اشرف علی تھانوی)

(۲) اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی۔ (محمود الحسن)

(۳) اور راستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا راستہ دیکھایا۔ (فتح محمد جالندھری)

(۴) اور تم کو دیکھا کہ راہ حق کی تلاش میں بھٹکے پھر رہے ہو تم کو دین کا سیدھا راستہ بتلادیا۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

(۵) اور تمہیں گم کردہ راہ پایا تو تمہیں ہدایت کی۔ (مرزا حیرت دہلوی)

اب مجدد اعظم کا ترجمہ دیکھئے "اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی" ہر مصنف مزاج شخص یہ کہتا ہوا نظر آئیگا کہ واقعی امام احمد رضا کا ترجمہ صحیح و درست ہے۔

آیت (۶) نسو الله فنسيهم (پ ۱۰، ۱۵)

دیو بند مکتبہ فکر کے تراجم ملاحظہ ہو:

(۱) بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو۔ (محمود الحسن)

(۲) انہوں نے خدا کا خیال نہ کیا پس خدا نے ان کا خیال نہ کیا۔ (اشرف علی تھانوی)

ان دونوں نے خدائے تعالیٰ کے لئے بھول، خیال نہ کیا، کے الفاظ باطلہ فاسدہ لکھے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا کو بھی معاذ اللہ نسیان لاحق ہوسکتا ہے اس کے برعکس مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ کا ترجمہ زیادہ روشن اور واضح ہے انہوں نے لغت سے ایسا مفہوم لیا ہے جو شان خداوندی کے خلاف نہیں ہے ارشاد فرماتے ہیں "وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے ان کو چھوڑ دیا"

آیت (۷) ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم۔ (پ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۴۲)

اس آیت کے مختلف تراجم یہ ہیں:

(۱) حالانکہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں۔ (فتح محمد جالندھری دیوبندی)

(۲) اور ابھی تک اللہ نے نہ تو ان لوگوں کو جانچا جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)

(۳) حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی جنہوں نے تم میں جہاد کیا ہو۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

(۴) اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جولڑنے والے ہیں تم میں سے۔ (محمود الحسن دیوبندی)

دیکھو ان آستین کے سانپوں نے خدائے تبارک و تعالیٰ کو جو علیم و خبیر ہے عالم الغیب والشہادہ ہے علم بذات الصدور ہے اس کو بے علم بے خبر لکھا ہے کس قدر گستاخی خداو

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھرا ہوا ترجمہ ہے کیا اس گمراہ کن وگمراہ گر ترجموں کو دیکھ کر کسی خدائے تعالیٰ و رسول اعلیٰ سے سچی عقیدت رکھنے والے کی ترجموں کی ضرورت پیش نہ آئی تو جواب ہاں میں ہوگا۔

''اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا''

(ترجمہ رضویہ)

اہم نے اختصار کے طور پر یہاں چند ہی آیات بینات کا صحیح اور غلط اور باطل ترجمہ پیش کیا جو ذی شعور تفصیل کا محتاج ہو وہ قرآن کے غلط ترجموں کی نشاندہی، دیو بندی ترجموں کا آپریشن، محاسن کنزالایمان، سوانح اعلیٰ حضرت، کا مطالعہ کرے بلاشبہ آپ نے قرآن مجید کا بہت گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا قرآن فہمی کے لئے جن جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے ان پر انہیں گہرا عبور حاصل تھا۔

شان نزول، ناسخ، منسوخ، تفسیر بالقرآن، تفسیر با الحدیث، استنباط احکام، کے اصول سے پوری طرح باخبر تھے یہی سبب ہے کہ اگر قرآن پاک کے مختلف تراجم کو سامنے رکھ کر مطالعہ کیا جائے تو ہر انصاف پسند کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ امام احمد رضا کا ترجمہ ''کنزالایان'' سب سے بہتر ہے جس میں شان الوہیت کا احترام بھی ملحوظ ہے اور عظمت نبوت و رسالت کا تقدس بھی پیش نظر ہے ''ترجمہ کنز الایمان'' کی عظمت و رفعت بیان کرتے ہوئے محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں ''علم قرآن کا اندازہ صرف اعلیٰ حضرت کے اس ترجمے سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں نہ اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا جا نہیں سکتا جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر در حقیقت وہ قرآن مجید کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں (روح) قرآنی ہے''

(مقالات یوم رضا ج ا ص ۳۱)

موجودہ تراجم کے مقابل میں ''ترجمہ کنزالایمان'' کی انفرادی حیثیت بیان کرتے ہوئے حضرت مفتی بدرالدین صاحب قبلہ قادری علیہ الرحمۃ والرضوان (مصنف سوانح اعلیٰ حضرت) رقمطراز ہیں:

''دور حاضر میں اردو کے شائع شدہ ترجموں میں صرف ایک ترجمہ کنزالایمان ہے جو ''قرآن کا صحیح ترجمان'' ہونے کے ساتھ (۱) تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے (۲) اہل تفویض کے مسلک اسلم کا عکاس ہے (۳) اصحاب تاویل کے مذہب سالم کا مؤید ہے (۴) زبان کی روانی اور سلامت میں بے مثل ہے (۵) عوامی لغات و بازاری بولی سے یکسر پاک ہے (۶) قرآن حکیم کے اصل منشاء و مراد کو بتاتا ہے۔

(۷) آیات ربانی کے انداز خطاب کو پہنچواتا ہے

(۸) قرآن کے مخصوص محاوروں کی نشاندہی کرتا ہے

(۹) قادر مطلق کی ردائے عزت و جلال میں نقص و عیب کا دھبہ لگانے والوں کے لئے شمشیر براں ہے۔

(۱۰) حضرات انبیاء کرام کی عظمت و حرمت کا نگہبان ہے

(۱۱) عامہ مسلمین کے لئے بامحاورہ اردو میں سادہ ترجمہ ہے

(۱۲) لیکن علماء و مشائخ کے لئے حقائق و معرفت کا امنڈتا سمندر ہے'' بس اتنا سمجھ لیجئے کہ قرآن حکیم قادر مطلق جل جلالہ کا مقدس کلام ہے اور کنزالایمان اس کا مہذب ترجمان ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ ترجمہ اس کا پیش کردہ ہے جو عظمت مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والثناء کا علمبردار، تائید رحمانی کا سرمایہ دار، انوار ربانی کا حامل، حقائق قرآن کا ماہر، دقائق آیات کا عارف ہے جو ہمیشہ اپنے کو عبدالمصطفیٰ سمجھتا ہے اور لکھتا رہا

اور جس کو ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کہتے ہیں۔

(سوانح اعلیٰ حضرت ص ۳۶۶)

مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کی خوبیوں کو گناتے ہوئے شارح مسلم شریف حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب قبلہ استاذ جامعہ نعیمیہ لاہور خراج عقیدت اس طرح پیش کرتے ہیں ''اس ترجمہ میں اردو، عربی کے اسلوب میں رنگی ہوئی معلوم ہوتی ہے فصاحت بیان کے آئینہ میں اعجاز قرآن کا عکس نظر آتا ہے، اس ترجمہ میں علم کلام کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا کر عبارت کو سلیس فقروں میں رکھ دی ہیں ذات وصفات جبر و قدر، اور نبوت و رسالت کے نازک مسائل کو جس عمدگی اور اختصار کے ساتھ ترجمہ کی سحر کاری سے سہل کیا ہے امام رازی اگر اسے دیکھ پاتے تو بے اختیار آفریں کہتے، ابن عطاء جبائی کے سامنے یہ ترجمہ ہوتا تو شاید اعتزال سے توبہ کر لیتا، خامۂ تصوف سے جس طرح اعلیٰ حضرت نے آیات کے بطن کو ترجمہ میں ڈھالا ہے غزالی ہوتے تو دیکھ کر وجد کرتے، ابن عربی شاد کام ہوتے اور سہروردی دعائیں دیتے ترجمہ کے ضمن میں جو فقہی نگینے لائے ہیں اگر امام اعظم پر پیش کئے جاتے تو یقیناً مرحبا کہتے، اور اگر ابن عابدین شامی اور سید طحطاوی کے سامنے یہ فقہی آبگینے ہوتے تو اعلیٰ حضرت سے تلمذ کی آرزو کرتے''

(محاسن کنز الایمان ص ۵۵ بحوالہ تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص ۴۱۰)

دیکھو مجدد اعظم کا ترجمہ کنز الایمان کس قدر محاسن و خوبیوں والا ترجمہ ہے، جس کو دیکھ کر ہر انصاف پسند کا فیصلہ یہی ہوگا کہ یہ ترجمہ حق وثواب ہے اب اس ترجمہ کو وجود میں آنا کس طرح ہوا وہ واقعہ ملاحظہ ہو صاحب سوانح اعلیٰ حضرت رقمطراز ہے ''صدر الشریعہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے ترجمہ کر دینے کی گذارش کی، آپ نے وعدہ تو فرما لیا لیکن مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا چونکہ ترجمہ کے لئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں۔

چنانچہ حضرت صدر الشریعہ ایک دن کاغذ وقلم اور دوات لیکر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہو گیا ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ اس کو لکھتے رہتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر ولغت کا ملاحظہ فرماتے بعدہ آیت کے معنیٰ سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف فر فر پڑھتا جاتا ہے۔ پھر جب حضور صدر الشریعہ اور دیگر علمائے حاضرین اعلیٰ حضرت کے ترجمے کا کتب تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل مطابق ہے الغرض اس قلیل وقت میں ترجمہ کا کام ہوتا رہا پھر وہ مبارک ساعت آگئی کہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت سے قرآن مجید کا مکمل ترجمہ کرا لیا اور آپ کی کوشش بلیغ کی بدولت (بقیہ ص ۳۸ پر......)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت وتاج الشریعہ، شہزادۂ حضور عسجد میاں

صاحبزادہ حُسام احمد رضا صاحب

کی ولادت باسعادت پر مسرت وشادمانی کے اشعار

نتیجہ فکر: حضرت مفتی محمد فاروق رضوی فارقؔ صاحب مفتی منظر اسلام بریلی شریف

بفرمائش: حضرت مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی رضوی نائب صدر المدرسین جامعۃ الرضا بریلی شریف

مبارک آپ کو عسجد میاں بیٹے کی پیدائش
خدا کا فضل و محبوب خدا کی شان بخشائش
بڑی مدت میں گلشن میں تمہارے نونہال آیا
عنایت مصطفیٰ کی فضل ربِّ ذو الجلال آیا
ولادت باسعادت لخت دل کی خانداں بھر کو
مسرت بخش ہو کرتی رہے روشن سدا گھر کو
گلستان رضا میں اک گل رنگین مہکا ہے
سمائے مفتیٔ اعظم پہ اختر ایک چمکا ہے
رضا کے گلستاں میں خوشنما اک پھول پھولا ہے
جو ہیں اللہ والے گود ان کی اس کا جھولا ہے
بشکل لخت دل یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت ہے
یقیناً حجۃ الاسلام کی پیاری امانت ہے
رہے لخت جگر ماہ مبیں اپنے بزرگوں کا
بنے یہ شاہزادہ جانشیں اپنے بزرگوں کا
ملے اس گل کو ایسی تازگی سوکھے نہ مرجھائے
رہے یہ خود بھی تازہ دین اس سے تازگی پائے

بنے یہ شاہزادہ عالم ایسا دین و ملت کا
ترقی پائے جس سے خوب مسلک اعلیٰ حضرت کا
رضا و حامد و نوری کے گلشن کا یہ گل یارب
شگفتہ ہی رہے، نکہت سے اس کی فیض پائیں سب
طویل العمر ہو یارب نبیرہ اعلیٰ حضرت کا
کرے یہ زندگی بھر نام روشن دین وملت کا
رجب ہے ماہِ معراج اس کے صدقے ہو عروج اس کو
سلامی دیں سدا نورِ فضیلت کے بروج اس کو
بفیض جعفر صادق ملا گھر اس کو بچوں کا
کرے رشک اپنے بچے پر مقدر اچھے اچھوں کا
الٰہی یہ دعا ہے بارگاہِ قدس میں تیری
رکھیں محبوب اس لخت جگر کو خواجہ اجمیری
بفیض خاتم و شیخ الاکابر احمد نوری
رہے اس لخت دل کی زندگی ہر رخ سے مسروری
الٰہ العالمیں یہ ہے تمنا قلب فارقؔ میں
رہے مقبول شہزادہ مغارب اور مشارق میں

برکات مارہرہ

نہ ہوں گے کیوں بھلا ممتاز یہ سادات مارہرہ
ہمیشہ بانٹتے رہتے ہیں جو برکات مارہرہ

چلواب چل کے دامن تھام لو برکاتی دولھا کا
تمہیں گر چاہئے اے دوستو! سوغات مارہرہ

امانت میں شرافت، افضلیت اور نجابت میں
گزرتے ہیں ہر اک صبح و مسا لمحات مارہرہ

جہاں میں وہ یقیناً ماہ وانجم کی طرح چمکے
ہوئے جن کے دلوں میں موجزن اثرات مارہرہ

مقدر سے امام احمد رضا کا نام لیوا ہوں
میری بخشش کو کافی ہیں میرے سادات مارہرہ

سمائے ہیں نظر میں صاحب البرکات کے جلوے
لبوں پر ہیں سجائے آج سب نغمات مارہرہ

جدھر دیکھو ادھر ہے رحمت و انوار کی بارش
بیاں کر ہی نہیں سکتی زباں حالات مارہرہ

جنہیں ہم مرشد اعظم لقب سے یاد کرتے ہیں
ملیں گے ان کے ہاتھوں سے ہمیں صدقات مارہرہ

وسیلہ دو جناب غوث اعظم کا وسیلہ دو
جو لینے شاںؔ عالم آئے ہیں خیرات مارہرہ

از: شان عالم مسعودی بھرائچ شریف

مسلکِ احمد رضا

اے امام احمد رضا یہ آپ ہی کی شان ہے
باب علم وفن میں تنہا آپ کی پہچان ہے

حب احمد کے بدولت مرتبہ ہے آپ کا
خوش عقیدہ ہر مسلماں آپ پہ قربان ہے

سنیت بیدار ہے یہ آپ سے احمد رضا
غوث وخواجہ کا برابر آپ پر فیضان ہے

ہیچ ہو کر رہ گئے ہیں نجدیوں کے ترجمے
اک ترجمہ بس آپ کا ہی دولت ایمان ہے

حشر تک قائم رہے گا مسلک احمد رضا
نجدیت بھی جس کے آگے آج تک بے جان ہے

نجدیوں سے کی حفاظت دین وایمان کی
سنیوں پہ اعلیٰ حضرت کا بڑا احسان ہے

مسلک خیر الوریٰ ہے مسلک احمد رضا
اہلسنت کے اکابر کا یہی ایمان ہے

شاعری احمد رضا کی حمد ہے یا نعت پاک
فکر میں عشق پیمبر ذہن میں قرآن ہے

فاتحہ میلاد خوانی یا چراغاں ہو سلام
شرک وبدعت جو کہے نجدی وہ شیطان ہے

دیکھ لینا حشر میں چمکے گی قسمت اے سلیم
تیری بخشش کے لئے کافی تیرا دیوان ہے

از: محمد سلیم نوری محلہ نیاواں فیض آباد

منقبت

حضور پرنور مرجع الانام سیدنا حجۃ الاسلام علامہ مفتی قاری
شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قادری رضوی قدس سرہٗ

جلوۂ شان خدا حامد رضا حامد رضا
طلعت ماہ دنیٰ حامد رضا حامد رضا
نائب غوث ورا حامد رضا حامد رضا
صدر بزم اولیا حامد رضا حامد رضا
صاف چہرا آپکا حامد رضا حامد رضا
قادری ہے آئینہ حامد رضا حامد رضا
آپ کے رخ کی ضیا حامد رضا حامد رضا
پرتو نور رضا حامد رضا حامد رضا
آج بھی ہے مرکز فیضان علم مصطفیٰ
آپکی دولت سرا حامد رضا حامد رضا
آج ہر روباہ باطل لرزہ براندام ہے
تو ہے شیر مصطفیٰ حامد رضا حامد رضا
خاک بوس آستان عالیہ ہیں روز وشب
اولیاء و اصفیا حامد رضا حامد رضا
حجۃ الاسلام ہو تم مرکز ہر خاص وعام
اے امام اولیاء حامد رضا حامد رضا
دل شکستہ نرغہ اعدائے دیں میں ہیں غلام
اک نظر بہر خدا حامد رضا حامد رضا
تجھ سے ہر ہر گام پر باطل نے کھائی ہے شکست
مرحبا صد مرحبا حامد رضا حامد رضا
دل گرفتہ کشتہ آلام پیہم ہے حضور
آج اختر آپ کا حامد رضا حامد رضا

از: اختر الحامدی الرضوی حیدرآباد

منقبت

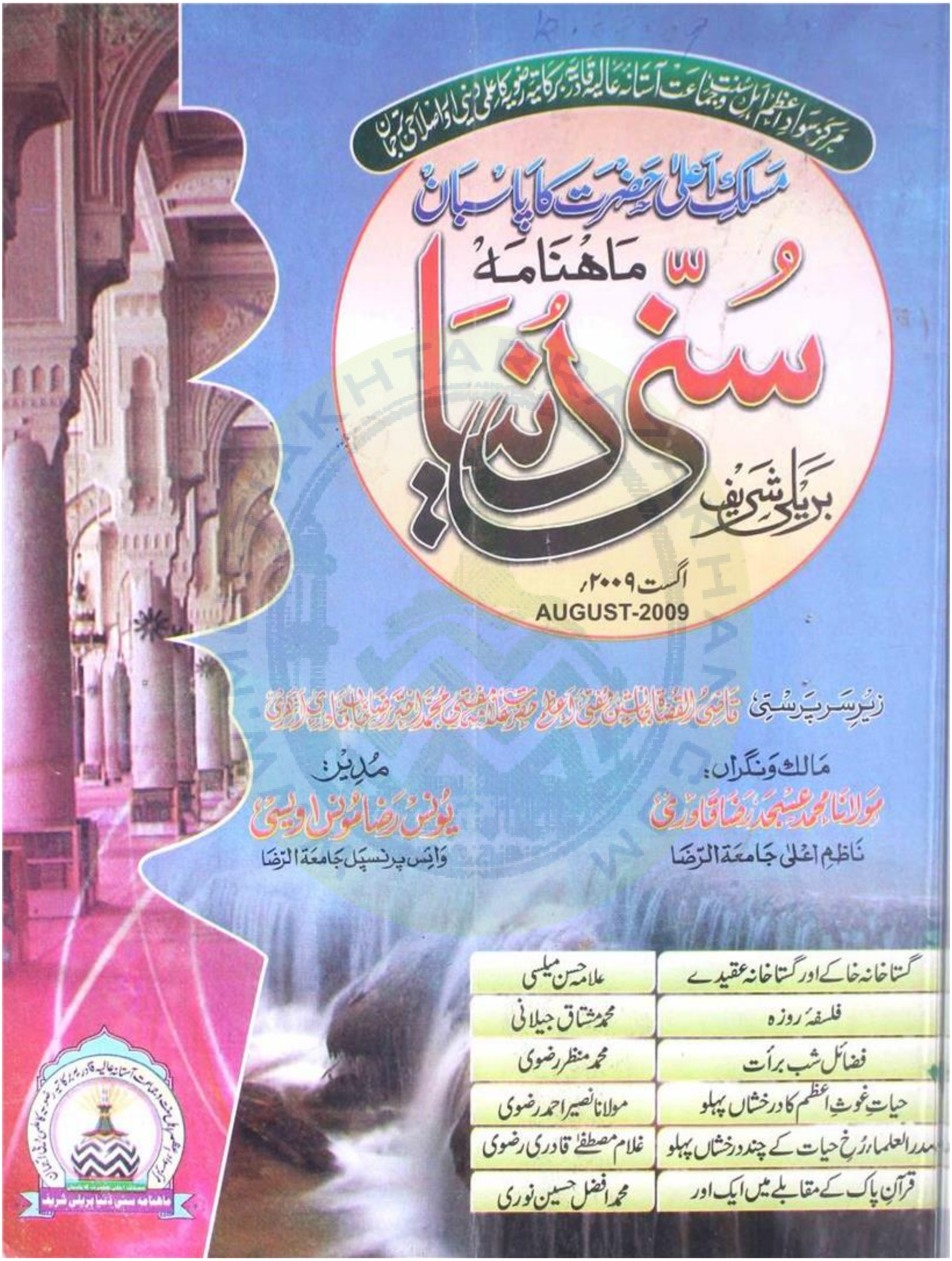
درشان اقدس حضور مفسر اعظم ہند علامہ الحاج شاہ
محمد ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں علیہ الرحمۃ

منبع رشد و ہدایت شاہ جیلانی میاں
قاطع کفر و ضلالت شاہ جیلانی میاں
مقتدائے اہل سنت شاہ جیلانی میاں
رہبر راہ طریقت شاہ جیلانی میاں
غوث اعظم کی عنایت شاہ جیلانی میاں
اعلیٰ حضرت کی کرامت شاہ جیلانی میاں
اعلیٰ حضرت نے منایا تھا بہت ہی شان سے
آپ کا جشن ولادت شاہ جیلانی میاں
علم و دانش فکر وفن حق آگہی عشق رسول
یہ تو ہے تیری وراثت شاہ جیلانی میاں
کتنے پیچیدہ مسائل دم میں حل فرما دئے
صاحب اعلیٰ ذکاوت شاہ جیلانی میاں
آپ کی شان قلم کا شاہد و غماز ہے
ماہنامہ اعلیٰ حضرت شاہ جیلانی میاں
کشف اسرار حقیقت شرح قرآن وحدیث
آپ کی یہ تھی خطابت شاہ جیلانی میاں
مشعل راہ ہدایت ہے غلاموں کے لئے
آپ کی پاکیزہ سیرت شاہ جیلانی میاں
حلقۂ غوث الوریٰ میں ہو گیا اس کا شمار
آپ سے کی جس نے بیعت شاہ جیلانی میاں
افسر نوری بھی لیکر حاضر دربار ہے
چند گلہائے عقیدت شاہ جیلانی میاں

از: افسر رضا خاں نوری، پرتاپور، بریلی شریف

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY
Regd. No. 17(82) Vol-2 Annual Subscription
Rs.(150) Per Copy (15) Regd. PO. No. BR/211/2008





مرکز سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان
مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان
ماھنامہ
سنی دنیا
بریلی شریف
اگست ۲۰۰۹ء
AUGUST-2009
زیرِ سرپرستی: قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری
مالک و نگراں: مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا
مدیر: یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا
گستاخانہ خاکے اور گستاخانہ عقیدے — علامہ حسن میلسی
فلسفۂ روزہ — محمد مشتاق جیلانی
فضائل شب برأت — محمد منظر رضوی
حیاتِ غوثِ اعظم کا درخشاں پہلو — مولانا نصیر احمد رضوی
صدر العلما رُخِ حیات کے چند درخشاں پہلو — غلام مصطفےٰ قادری رضوی
قرآنِ پاک کے مقابلے میں ایک اور — محمد افضل حسین نوری
ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

عاشقانِ اعلیٰ حضرت توجہ دیں

دینی، تعلیمی، تبلیغی واشاعتی ادارہ یا کسی اہم دینی، علمی وروحانی پیشوا کے ترجمان کی حیثیت سے کسی ماہنامہ، سہ ماہی میگزین یا روزنامہ، ہفت روزہ، پندرہ روزہ اخبار لازمی ہے۔

ماہنامہ سنی دُنیا حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خانصاحب قبلہ ازہری بریلوی کی سرپرستی میں ہر ماہ پابندی کے ساتھ شائع ہورہا ہے، جس کے مالک شہزادۂ حضرت تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا قادری مدظلہ العالی ہیں۔ یہ رسالہ حضرت کا قائم کردہ مرکزی دارالافتاء، شرعی کونسل آف انڈیا، آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ اور جامعۃ الرضا بریلی شریف کا ترجمان ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کی اشاعت کی زیادہ سے زیادہ توسیع کی جائے۔

استاذنا الکریم حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کے مریدین، معتقدین، متوسلین، تلامذہ اور خلفاء سے اپیل ہے کہ وہ ماہنامہ سنی دُنیا کے خود ممبر بنیں اور دوسروں کو بھی ممبر بنائیں۔ جو حضرات صاحب ثروت واستطاعت ہیں وہ لائف ممبر بنیں یا کم سے کم پانچ سال اور تین سال کے لئے مستقل ممبر بنیں تاکہ رسالہ بہتر سے بہتر اور وقیع انداز میں مرکز اہلسنت بریلی شریف کے شایانِ شان شائع ہوکر دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت میں اپنا اہم کردار ادا کرے۔

خویدم العلماء
محمد یونس رضا مونس اویسی
مدیر ماہنامہ سنی دُنیا بریلی شریف
خادم جامعۃ الرضا بریلی شریف
9760599305
munisuwais@yahoo.com
munisuwais@gmail.com

12.09.09

جلد: ۲۹ اگست ۲۰۰۹ء شمارہ: ۸

مرکز سواد اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ سنی دُنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خاں بریلوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں نوری

مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین



زیر عاطفت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ

حضرت مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی

حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیر:
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

مالک ونگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے ❁ زر سالانہ: ۱۵۰ روپے ❁ بیرونی ممالک: ۵۰۰ روپے ❁ لائف ممبری: ۳۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

دفتر ماہنامہ سنی دُنیا ۸۲ رسوداگران بریلی شریف (یوپی) فون: 0581-3291453, 2472166 فیکس: 0581-2458543

Visit us: www.hazrat.org E-mail: akhtarrazakhan@yahoo.com, atiq_shujamalik@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دارالافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

کمپوزنگ: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) 09719918868

اشاریات

اداریہ

کتنا ذیشان ہے رمضان

مولٰنا رضا موسیٰ اویسی

اسلام میں عقائد واعمال سے مزین انسان ذیشان ہے اور کتاب ذیشان قرآن بنی نوع انسان کی طرف خالق کائنات کا آخری جامع کامل واکمل ضابطۂ حیات اور پیام ہدایت ہے جواس نے اپنے کمال فضل واحسان سے اپنے آخری نبی و رسول فخر کون ومکاں سید الانس والجان کے قلب منیر پر نازل فرمایا ہے،اور رمضان کی شان وہ ہے جس میں یہ کتاب ذیشان قرآن اللہ عزوجل نے نازل کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے :شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن الخ ۔

مقدس رمضان کی فضیلت یہ ہے کہ اسلام کی بنیاد کا نزول اس میں ہوا۔تو اسلام نے رمضان کو وہ عروج بخشا جو کسی اور ماہ کو نصیب نہ ہوا۔امت محمدیہ کے قلوب واذہان میں رمضان سے متعلق جو کشش ہے وہ کسی اور میں نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے اس ماہ کو بوجوہ ممتاز فرمایا۔اس ماہ کے اعمال کو اور ماہ کے اعمال سے دونا، چوگنا بلکہ بہت زیادہ ثواب عنایت فرمانے کا وعدہ فرمایا: یہی وجہ ہے کہ مسلمان فرائض وواجبات، نوافل وسنن،صدقات وخیرات وعطیات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہوا نظر آتا ہے۔ یتیموں کی خبر گیری ،غریبوں کا خیال، پڑوسیوں کا حق، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے اگر انسان اسلامی حدود میں رہ کر اچھے اعمال اس ماہ میں بجالاتا ہے تو واقعی اللہ تعالیٰ اپنے انعام سے اتنا نوازتا ہے کہ بندہ دنیا وآخرت میں ذیشان ہوتا ہے۔رمضان کی فضیلت و اہمیت ہر کس وناکس پر ظاہر و باہر ہے۔البتہ اس کے مسائل سے ضرور لوگ ناواقف اور بے خبر ہیں۔جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بندہ بڑی حسن وخوبی سے اعمال بجالاتا ہے اور اسلامی نقطہ نظر سے وہ صحیح نہیں ہوتا تو ضرور یہ افسوس کا مقام ہے۔اس لئے سب کی ذمہ داری ہے کہ رمضان کے مسائل سے لوگوں کو واقف کرایا جائے۔ دوسری خاص بات یہ ہے کہ آج کے نوجوانوں کے اندر بھی ایک بہت بڑی غلط ذہنیت عام ہوتی جا رہی ہے کہ عموماً یہ طبقہ یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ ارے بوڑھے ہوں گے تو روزے رکھ لیں گے ابھی کیا ہے۔ایسی کئی ایک غلط باتیں لوگوں میں گھر کرتی جا رہی ہیں۔لہٰذا ائمہ مساجد، خطبا، علماء، مشائخ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان غلط باتوں کی نشاندہی کرتے ہوئے رمضان کے فضائل اور اس کی اہمیت کو اجاگر کریں اور مسائل شرعیہ سے آگاہ کریں۔رمضان کی فضیلت و اہمیت بتانے اور مسائل شرعیہ سے آگاہ کرنے کے لئے مثبت پہلو اپنائیں اور جو اقدام مؤثر ثابت ہو اس کے ذریعہ سے اصلاح کریں۔ مختصر یوں کہ اگر داعی جماعت تھوڑی ہوش مندی سے کام لے تو اس طور پر اصلاح کر سکتے ہیں۔

ائمۂ مساجد: رمضان کی فضیلت واہمیت پر روشنی ڈالیں ،روزے،نماز سے غافل شخص کے بابت جو تہدید وارد ہے اسے سنائیں اور ممکن ہو تو فرداً فرداً الگ سے اصلاح پذیر باتیں بتائیں اور دنیا و آخرت کی بھلائی پر زور دینے کے لئے ہر ممکن صورت اپنائیں۔مغرب بعد دس منٹ کا وقت لوگوں کی اصلاح میں صرف کریں۔

والدین: اپنی اولاد کو مسائل شرعیہ سے واقف ہونے پر زور دیں نیکوں کی صحبت میں بیٹھنے،اٹھنے کی تلقین کریں،خود

اپنے اعمال درست رکھیں، اولاد کی تربیت کے بابت مسائل شرعیہ کا مطالعہ کر یا علما سے پوچھ کر اولاد کو اسی روشنی میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔

خطبا: مقررین مثبت اور واقعاتی اور مؤثر انداز میں اپنی تقریر کے ذریعہ لوگوں کی اصلاح کریں، مگر آج کے دور میں مقررین نے اپنی تقریر کا جو انداز بنا رکھا ہے اس سے عوام بہت کم فائدہ اٹھا پاتی ہے اور مقرر کی پر مغز تقریر لہو ولعب کے طور پر عوام ضائع کردیتی ہے۔ مقررین کو اصلاح معاشرہ کرنی ہے تو مثبت و منفی دونوں پہلو کو اثر پذیر انداز میں بیان کریں کہ سامع سن کر اپنے دل کی دنیا بدل ڈالے اور اپنے کو شریعت کا پابند بنالے۔

مشائخ: اپنے مریدین و متوسلین اور عقیدت مندوں کو جا بجا مسائل شرعیہ سے آگاہ کرتے رہیں۔ عوام کے اندر جو غلط چیزیں رائج ہیں انہیں صحیح کرنے کی تگ ودو میں رہیں، آج کل بعض مشائخ ہی کا حال اتنا برا ہے کہ بس اللہ کی پناہ کیا عوام کی اصلاح کریں وہ خود لائق اصلاح بلکہ حدود شرع سے باہر نظر آتے ہیں مثلاً رمضان میں کھلم کھلا کھانا پینا اور اوپر سے یہ بکنا کہ جو فقیر ہے اور اللہ نے جسے نہیں دیا ہے، وہ روزہ رکھے ہمیں اللہ نے غنی کیا ہے کھانے پینے کی ساری نعمتیں عطا کی ہیں میں کیوں روزہ رکھوں معاذ اللہ رب العالمین اللہ تعالیٰ ایسے شیخ شیطان سے امت محمدیہ کو محفوظ و مامون رکھے اور جو ایسوں کے چنگل میں گرفتار ہیں اللہ تعالیٰ انہیں راہ نجات عطا فرمائے۔

داعی اور مبلغ حکمت عملی کو بروئے کار لائے اور لوگوں کے اندر رائج غلط رسموں غلط باتوں کو درست کرے اسلام سے پیار اور جان و مال کو اس پر نثار کرنے کا جذبہ پیدا کرے۔

کہیں آپ بھی رمضان میں ان حرکتوں کے مرتکب تو نہیں: صحت وسلامتی کے باوجود روزوں کے بدلے غریبوں وفقیروں کو کھانا کھلا دیتے ہیں۔

رمضان میں روزوں کے بدلے غرباء میں کپڑے تقسیم کردیتے ہیں۔ رمضان کے تینوں عشرہ میں سے ایک روزہ پہلے عشرہ میں ایک روزہ دوسرے عشرہ میں ایک روزہ اخیر عشرہ میں رکھنے کو کافی سمجھتے ہیں۔ ایک روزہ پہلا اور ایک روزہ اخیر کا رکھ لیا اور سمجھ لیا کہ رمضان کا روزہ پورا ہوگیا۔

رمضان کے روزے کسی وجہ سے چھوٹ گئے تو سمجھ لیا کہ اب رمضان چلا گیا تو روزہ ہم کیسے رکھیں، یاد رہے جو روزہ رمضان کا کسی وجہ سے چھوٹ گیا اس کی قضا دوسرے کسی اور ماہ میں لازم ہے۔ ماہ رمضان میں صدقات و خیرات اور زکوٰۃ دینے کا عام رواج ہے بہتر ہے، مگر اس میں ان باتوں کا ضرور دھیان رکھیں۔

حرام مال صدقات وخیرات اور زکوٰۃ میں نہ دیں۔

حیلہ شرعی کر کے صدقات واجبہ خود نہ رکھ لیں۔

صدقات وخیرات غرباء مساکین کو دیں۔

صدقات واجبہ غیر مستحق کو خواہ رشتہ دار ہوں یا غیر ہرگز نہ دیں۔

صدقات میں پڑوسیوں، رشتہ داروں کو ترجیح دیں۔

صدقات بدمذہب، گمراہ، وہابی، دیوبندی وغیرہا کو ہرگز نہ دیں۔

صدقات واجبہ صرف سنی مستحق صدقات واجبہ کو ہی دیں، غیروں کو دینے سے صدقات واجبہ ادا نہ ہوگا۔

آج کل رواج ہوگیا ہے کہ مالدار حضرات حیلہ شرعی کرا کے کچھ رقم جس سے حیلہ کیا اسے دے دیتے اور پورا مال خود رکھ لیتے ہیں جی میں آتا ہے تو کسی کو کچھ دے دیتے ہیں ورنہ وہ سارا مال خود استعمال کرتے ہیں ایسا کرنے سے پرہیز کریں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو مسائل شرعیہ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

☆☆☆

تجلیات نعت

آقائے نعمت دریائے رحمت مجدّدِ دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

پھر اٹھا ولولۂ یاد مغیلان عرب
پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب

باغ فردوس کو جاتے ہیں ہزاران عرب
ہائے صحرائے عرب ہائے بیابان عرب

میٹھی باتیں تری دین عجم ایمان عرب
نمکیں حسن ترا جان عجم شان عرب

اب تو ہے گریۂ خوں گوہر دامان عرب
جس میں دو لعل تھے زہرا کے وہ تھی کان عرب

دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے ہو حیران عرب
آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربان عرب

ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا
چار دن برسے جہاں ابر بہاران عرب

تاجدار اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

مقبول دعا کرنا منظور ثنا کرنا
مدحت کا صلہ دینا مقبول ثنا کرنا

دل ذکر شریف ان کا ہر صبح و مسا کرنا
دل رات جپا کرنا ہر آن رٹا کرنا

سینہ پہ قدم رکھنا دل شاد مرا کرنا
دردِ دلِ مضطر کی سرکار دوا کرنا

سنسار بھکاری ہے جگ داتا دیا کرنا
ہے کام تمہارا ہی سرکار عطا کرنا

کب آپ کے کوچہ میں منگتا کو صدا کرنا
خود بھیک لئے تم کو منگتا کو ندا کرنا

دن رات ہے طیبہ میں دولت کا لٹا کرنا
منگتا کی دوا کرنا منگتا کا بھلا کرنا

ہم عین جفا ہی ہیں ہم کو تو جفا کرنا
اور تم تو کرم ہم پر اے جان وفا کرنا

دن رات خطاؤں پر ہم کو ہے خطا کرنا
اور تم کو عطاؤں پر ہر دم ہے عطا کرنا

کیوں نقش کفِ پا کو دل سے نہ لگائے وہ
ہے آئینہ دل کی نوری کو جلا کرنا

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلّہ

بوالہوس سن سیم و زر کی بندگی اچھی نہیں
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

سروری کیا چیز ہے ان کی گدائی کے حضور
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

ان کی چوکھٹ چوم کر خود کہہ رہی ہے سروری
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

سروری خود ہے بھکارن بندگان شاہ کی
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

تاج خود را کاسہ کردہ گوید ایں جا تاجور
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

تاج کو کاسہ بنا کر تاجور کہتے ہیں یوں
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

مفتی اعظم یکے از مرد مان مصطفیٰ
اس رضائے مصطفیٰ سے دشمنی اچھی نہیں

حجۃ الاسلام اے حامد رضا بابائے من
تم کو بن دیکھے ہماری زندگی اچھی نہیں

جو پیا کو بھائے اختر وہ سہانا راگ ہے
جس سے ناخوش ہو پیا وہ راگنی اچھی نہیں

ضیائے قرآن

(کنزالایمان) اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی — اللہ کے نام سے شروع جونہایت مہربان رحم والا — آیت نمبر ۷۱/۷۲

کہاوہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں بولے اب آپ ٹھیک بات لائے ﴿۱۲۰﴾ تو اسے ذبح کیا اور (ذبح) کرتے معلوم نہ ہوتے تھے (۷۱) ﴿۱۲۱﴾ اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے (۷۲)

(خزائن العرفان) صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

﴿۱۱۹﴾ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی وہ گائے نہ پاتے مسئلہ: ہر نیک کام میں انشاء اللہ کہنا مستحب و باعث برکت ہے ﴿۱۲۰﴾ یعنی اب تشفی ہوئی اور پوری شان وصفت معلوم ہوئی پھر انہوں نے گائے کی تلاش شروع کی ان اطراف میں ایسی صرف ایک گائے تھی اس کا حال یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک صالح شخص تھے ان کا ایک صغیر السن بچہ تھا اور ان کے پاس سوائے ایک گائے کے بچے کے کچھ نہ رہا تھا انہوں نے اس کی گردن پر مہر لگا کر اللہ کے نام پر چھوڑ دیا اور بارگاہ حق میں عرض کیا یارب میں اس بچھیا کو اس فرزند کے لئے تیرے پاس ودیعت رکھتا ہوں جب یہ فرزند بڑا ہو یہ اس کے کام آئے انکا تو انتقال ہوگیا بچھیا جنگل میں بحفظ الٰہی پرورش پاتی رہی یہ لڑکا بڑا ہوا اور بفضلہ صالح ومتقی ہوا ماں کا فرمانبردار تھا ایک روز اس کی والدہ کی بتائی ہوئی علامتیں اس میں پائیں اور اس کو اللہ کی قسم دیکر بلایا وہ حاضر ہوئی جوان اس کو والدہ کی خدمت میں لایا والدہ نے بازار میں لے جا کر تین دینار پر فروخت کرنے کا حکم دیا اور یہ شرط کی کہ سودا ہونے پر پھر اس کی اجازت حاصل کی جائے اس زمانہ میں گائے کی قیمت ان اطراف میں تین دینار ہی تھی جوان جب اس گائے کو بازار میں لایا تو ایک فرشتہ خریدار کی صورت میں آیا اور اس نے گائے کی قیمت چھ دینار لگا دی مگر اس شرط سے کہ جوان والدہ کی اجازت کا پابند نہ ہو جوان نے یہ منظور نہ کیا اور والدہ سے تمام قصہ کہا اس کی والدہ نے چھ دینار قیمت منظور کرنے کی تو اجازت دی مگر بیع میں پھر دوبارہ اپنی مرضی دریافت کرنے کی شرط کی جوان پھر بازار میں آیا اس مرتبہ فرشتہ نے بارہ دینار قیمت لگائی اور کہا کہ والدہ کی اجازت موقوف نہ رکھو جوان نے نہ مانا اور والدہ کو اطلاع دی وہ صاحب فراست سمجھ گئی کہ یہ خریدار نہیں کوئی فرشتہ ہے جو آزمائش کے لئے آتا ہے بیٹے سے کہا کہ اب کی مرتبہ اس خریدار سے یہ کہنا کہ آپ ہمیں اس گائے کے فروخت کرنے کا حکم دیتے ہیں یا نہیں لڑکے نے یہی کہا فرشتہ نے جواب دیا کہ ابھی اس کو روکے رہو جب بنی اسرائیل خریدنے آئیں تو اس کی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اس کی کھال میں سونا بھر دیا جائے جوان گائے کو گھر لایا اور جب بنی اسرائیل جستجو کرتے ہوئے اس کے مکان پر پہنچے تو یہی قیمت کی ضمانت پر وہ گائے بنی اسرائیل کے سپرد کی مسائل: اس واقعہ سے کئی مسئلہ معلوم ہوئے (۱) جو اپنے عیال کو اللہ کے سپرد کرے اللہ تعالیٰ اس کی ایسی عمدہ پرورش فرماتا ہے (۲) جو اپنا مال اللہ کے بھروسہ پر اس کی امانت میں دے اللہ اس میں برکت دیتا ہے مسئلہ (۳) والدین کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کو پسند ہے (۴) غیبی فیض قربان وخیرات کرنے سے حاصل ہوتا ہے (۵) راہ خدا میں نفیس مال دینا چاہئے (٦) گائے کی قربانی افضل ہے۔ ﴿۱۲۱﴾ بنی اسرائیل کے مسلسل سوالات اور اپنی رسوائی کے اندیشہ اور گائے کی گرانی قیمت سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ذبح کا قصد نہیں رکھتے مگر جب ان کے سوالات شافی جوابوں سے ختم کردیئے گئے تو انہیں ذبح کرنا ہی پڑا۔



بہارحدیث



فرامین رسالت کی تشریحات

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد عسجد رضاخاں قادری بریلی شریف

............تو اس کے لئے یہ حدیث یاد رہے۔

عن سليمان بن ابی عبد الله قال رأيت سعد بن ابی وقاص اخذ رجلا يصيد فی حرم المدينة الذی حرم رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فسلبه ثيابه فجاء مواليه فكلموه فيه فقال ان رسول الله صلی الله عليه وسلم حرم هذا الحرم. مختصراً

کہا دیکھا میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو کہ انہوں نے پکڑ لیا ایک شخص کو جو شکار کر رہا تھا حرم مدینہ میں جسے حرم بنایا ہے رسول اللہ ﷺ نے تو اس کے کپڑے انہوں نے اتار لئے تو آئے اس کے لوگ اور حضرت سعد سے گفتگو کی اس کے بارہ میں تو آپ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام فرمایا ہے اس حرم میں شکار اور فرمایا ہے جو اس میں شکار کرے تو اس کے کپڑے اتار لو۔ مختصراً

وعن صالح مولی سعد ان سعد اوجد عبيدا من عبيد المدينة يقطعون شجر المدينة فاخذ متاعهم وقال لمواليهم سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم نهی ان يقطع من شجر المدينة شئی وقال من قطع منه شيئا فلمن اخذ سلبه. رواه ابوداؤد

حضرت سعد نے پایا چند غلاموں کو غلامان مدینہ سے کہ کاٹ رہے ہیں درخت (حرم) مدینہ سے آپ نے ان کا سامان چھین لیا اور فرمایا حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے اس سے کہ درخت مدینہ سے کاٹا جائے کچھ اور جو ایسا کرے تو جس نے اس سے کچھ چھین لیا وہ اس کا ہے۔

وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لابی ذر يا اباذر ای عری الايمان اوثق. قال الله ورسوله اعلم قال الموالاة والحب فی الله والبغض فی الله رواه البيهقی فی شعب الايمان.

حضرت ابن عباس سے ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ابوذر سے اے ابوذر کونسی گرہ ایمان کی زیادہ مضبوط ہے عرض کی اللہ و رسول زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا دوستی باہم پیوستگی اللہ کے لئے محبت کسی سے اللہ کے لئے عداوت کسی سے اللہ کے لئے۔ انتہی

اللہ کے محبوب کی محبت اور اللہ کے محبوب کے دشمنوں سے عداوت یہ گرہ سب گرہوں سے زیادہ مضبوط ہے، کہ نماز و روزہ و اعمال حسنہ سب ہی گرہیں ہیں، مگر توہین رسول سے کھل جاتی اور باطل ہوجاتی ہیں، مگر محبت وعظمت رسول اس کو کوئی چیز باطل کرنے والی نہیں، یہ گرہ زیادہ مضبوط ہے، اس لئے علمائے اہلسنّت اس طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں۔

اللهم حببه الينا كما حببته الی الاولياء والعلماء والصالحين وثبتنا علیٰ ذلك الی يوم الدين.

وعن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم المرأ علیٰ دين خليله فلينظر احدكم من يخالل رواه احمد والترمذی وبيهقی وابوداؤد.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے تو چاہئے کہ دیکھے کس سے دوستی کر رہا ہے۔ یعنی بدمذہبوں اور بدعمل لوگوں سے دوستی نہ کرے کہ صحبت صالح ترا صالح کند، صحبت طالح ترا طالح کند۔

وعن ابراهيم بن ميسرة قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علیٰ هدم الاسلام رواه البيهقی مرسلاً۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے تعظیم کی صاحب بدعت کی (دین جدید والے) تو اس نے بیشک دین اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

جیسے اس زمانہ میں وہابی و دیوبندی مولویوں کی تعریفیں جھوٹی کی جاتی ہیں، اوران کی تعظیم اس لئے کہ وہ عالم ہیں یا ان کے مدارس کو چندہ دیئے جاتے ہیں تو یہ دین اسلام کے ڈھانے پر مدد کی جاتی ہے۔

وعن جرير قال كنا فی صدر النهار عند رسول الله صلی الله عليه وسلم فجاء ته قوم عراة مجتا بی النما راو العباء متقلدی السيوف عامهم من مضر بل كلهم من مضر فتغير وجه رسول الله صلی الله عليه وسلم لما رای بهم من الفاقة فد خل ثم خرج فامر بلالا فاذن واقام فصلی ثم خطب فقال يايها الناس اتقوا ربكم الذی خلقكم من نفس واحدة الیٰ اخر الآية والتی فی الحشر اتقوا الله ولتنظر نفس ماقدمت لغد تصدق رجل من ديناره من درهمه من ثوبه من صاع بره من صاع تمره حتی قال ولوشق تمر قال فجاء رجل من الانصار بصرة كادت كفه تعجز عنها بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتی رأيت كو مين من طعام وثياب حتی رأيت وجه رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يتهلل كانه مذهبة فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غيران ينقص من اجورهم شئی ومن سن فی الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اوزارهم ، (رواه مسلم)

حضرت جریر سے ہے کہ تھے ہم حاضر خدمت نبی ﷺ میں دن کے شروع میں، تو آئے کچھ لوگ بھوکے ننگے چیتے کی کھال پہنے ہوئے یا کمبل اوڑھے ہوئے۔ تلواریں لٹکائے ہوئے قبیلہ مضر کے حضور کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ ان کے فقر و فاقہ سے تو گھر میں تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے حکم دیا حضرت بلال کو اذان کا اور تکبیر کا پھر نماز پڑھی پھر خطبہ فرمایا۔ اس میں آیات پڑھیں، (صدقہ و خیرات کے مضمون کی) پھر فرمایا صدقہ دو اپنے درہم و دینار و لباس اور گیہوں اور کھجور سے اگر چہ چھوہارہ چیر کر نصف پس لایا ایک انصاری تھیلی جس کے اٹھانے سے عاجز تھا، لوگ صدقات پے در پے لانے لگے یہاں تک کہ دو ڈھیر ہو گئے طعام اور کپڑے کے حضور کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا گویا سونے کا ملمع کیا ہوا ہے۔ پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے اسلام میں سنت حسنہ (اچھا طریقہ بدعت حسنہ) نکالی اس کو ثواب ہے اور جو اس پر عمل کرے اس کے بعد اتنا ہی بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں سے کچھ کم ہو، اور جس نے اسلام میں سنت سیئہ (برا طریقہ بدعت سیئہ) نکالی اس کے لئے گناہ و بوجھ ہے اور جو اس پر عمل کریں اس کے بعد ان کا بھی بغیر اس کے کہ ان کے بوجھ سے کم ہو۔ انتہٰی (جاری ہے.........)

☆☆☆ مصدقہ ☆☆☆

تاجدار اہلسنّت حضور **مفتی اعظم ہند** علیہ الرحمۃ والرضوان

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء

حضرت علامہ مفتی قاضی **محمد عبدالرحیم** صاحب بستوی مدظلہٗ، صدر مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ہذا میں ہندہ کا شوہر لا پتہ ہے عرصہ سے افواہاً سننے میں آیا ہے کہ بمبئی میں ہے اس کا پتہ لگایا گیا پتہ نہیں چل رہا ہے ہندہ صرف ایک بار چند روز کے لئے اپنے شوہر کے یہاں گئی ہے عورت بے حد پریشان ہے شرعی حکم بیان فرمائیں۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

المستفتی: محمد حنیف

الجواب: شوہر کی تلاش وجستجو کی جائے جب کچھ پتہ نہ چلے کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا اور عورت اس کی مضطر ہو حالت ملجئہ ہو تو عورت حاکم شرع کے یہاں دعویٰ کرے وہ بعد تحقیق حال چار سال کی مدت مقرر کریگا ان چار سالوں میں بھی اس کی تلاش و جستجو کی جائے جب پھر کچھ پتہ نہ چلے تو اب دوبارہ عورت حاکم شرع کے یہاں رجوع کرے اب وہ بعد ثبوت اس کے شوہر کی موت کا حکم کرے گا، عورت عدت وفات چار ماہ دس دن گزار کر دوسرے سے نکاح کر سکے گی۔ اور اگر ان چار سالوں میں اس کے موت یا طلاق کی خبر آجائے تو عورت عدت گزار کر یا اگر عدت گزر چکی ہو تو فوراً دوسرے سے نکاح کر سکے گی۔ اس مدت تک وہ صبر کرے اور جائز طور سے محنت مزدوری کر کے گزر بسر کرلے اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے اس ارشاد گرامی پر نظر رکھے هي امرأة ابتليت فلتصبر حتى يا تيها البيان وہ ایک ایسی عورت ہے جو آزمائش میں ڈالی گئی ہے۔ تو اسے صبر کرنا چاہئے یہاں تک کہ شوہر کے موت یا طلاق کی خبر آجائے، جہاں حاکم شرع نہیں وہاں اپنے شہر کا سب سے بڑا عالم جو سنی صحیح العقیدہ مرجع فتویٰ ہو وہ حاکم شرع کے حکم میں ہے حدیقہ ندیقہ میں ہے: اذا خلا الزمان من سلطان ذی كفاية فالامور كلها مفوضة الى العلماء يصيرون ولاة والله الهادی وهوتعالىٰ علم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں کہ زید کی شادی ہوئے عرصہ تیرہ چودہ سال ہو گئے اس درمیان اسکے دو بچے ہوئے پہلا بچہ لڑکی اور دوسرا لڑکا فوت ہو گیا لڑکی قریب آٹھ سال کی ہے اور زید کا حال معلوم نہیں کہ اب کہاں ہے تقریباً چھ سات سال

سے بالکل نہ بچوں کی خبر لیتا ہے اور نہ معلوم ہی ہے کہ کہاں ہے اس صورت میں کیا لڑکی دوسری شادی کرسکتی ہے اور کچہری میں لڑکی درخواست دیکر اجازت لیکر شادی کرے تو یہ شادی دیگر جائز ہوگی۔ اسی منکوحہ کے ساتھ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ہم تیرے ساتھ شادی کریں گے اور ہندہ نے بھی قسم کھائی کہ میں بھی تیرے ساتھ شادی کروں گی تو کیا یہ بہانہ لیکر جولوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ دونوں نے قرآن کی قسم کھائی ہے اس لئے یہ شادی جائز ہے۔

۲-اس شادی میں شرکت کرنے والے پر کیا حکم ہے؟

۳-شادی جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد سلیمان خان کرنیل گنج کانپور

الجواب: ہمارے مذہب میں جب تک مفقود کی عمر کے پورے ستر سال نہ ہوجائیں اس کی عورت دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی ہے ہاں حالت ملجۂ میں بضرورت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر حکم کیا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ مفقود کی تلاش وجستجو کی جائے اور ہر ممکن کوشش کی جائے جب کچھ پتہ نہ چلے کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا اور عورت اس کی مضطر ہو حالت حالت ملجۂ ہو تو وہ حاکم شرع کے یہاں دعویٰ کرے وہ بعد تحقیق حال چار سال کی مدت مقرر کرے گا ان چار سالوں میں بھی اس کی تلاش وجستجو کی جائے جب پھر کچھ پتہ نہ چلے تو بعد چار سال کے عورت دو بارہ حاکم شرع کے یہاں رجوع کرے تب وہ بعد عدت تحقیق وثبوت کے اس کے شوہر کی موت کا حکم کرے گا، حکم حاکم کے بعد عورت عدت وفات چار ماہ دس دن گزار کر دوسرے سے نکاح کرسکے گی اور اگر ان چار سالوں میں اس کے عدت یا طلاق کی خبر آجائے تو عدت گزار کر یا اگر عدت گزر چکی تو فوراً دوسرے سے نکاح کرسکے گی۔ جہاں حاکم شرع نہیں وہاں اپنے شہر کا سب سے بڑا عالم جو سنی صحیح العقیدہ مرجع فتویٰ ہو حاکم شرع ہے کما نص علیہ العلامۃ عبد الغنی النابلسی فی الحدیقۃ الندیۃ عن الامام العتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ وہ شادی کرنا حرام اشد حرام وہ نکاح منعقد نہ ہوگا۔ جتنی قربت ہوگی خالص زنا۔ جولوگ واقف حال اس نکاح باطل میں شرکت کریں گے گنہ گار ہوں گے جو واقف حال نکاح پڑھائے گا جو واقف حال اس نکاح باطل کی سعی کریں گے وہ زنا کے دلال ٹھہریں گے جو اس ناجائز کو جائز مانیں گے انہیں تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا ہوگی جنہوں نے یہ غلط و باطل بات کہی کہ چونکہ دونوں نے قرآن کی قسم کھائی ہے اس لئے یہ شادی جائز ہے محض باطل بات کہی، من گھڑت فتویٰ دیا، شریعت پر افتراء کیا ان پر توبہ فرض ہے بے علم فتویٰ دینا حرام حرام ہے۔ بہت بدانجام ہے ملائکہ زمین وآسمان ایسے پر لعنت کرتے ہیں فتویٰ پر جری جہنم پر بہت جری ہے حدیث میں ہے: اجرؤکم علی الفتیا ای اقدمکم علی اجابہ السائل عن حکم شرعی (اجرؤکم علی النار) اقدمکم علی دخولھا (دارمی) اور حدیث میں ہے: من افتی بغیر علم لعنۃ ملائکۃ السموات والارض اور کتنی کھلی حماقت کی بات ہے آج یہ کہہ دیا کل کسی اور گناہ پر قسم کھائیں گے تو یہ کہدیں گے کہ چونکہ یہ اس کی قسم کھا چکے ہیں۔ لہٰذا یہ جائز ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وھو تعالیٰ اعلم۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں ایک شخص قریب دس سال سے لاپتہ ہے اس کے مرنے جینے کا کوئی مکمل ثبوت نہیں ہے اس کی عورت نے ایک شخص سے نکاح ثانی کرلیا جس کے نطفہ سے بال بچے بھی ہیں

موجودہ شوہر کہتا ہے کہ اس کے مرنے کو ۹ سال ہو گئے مگر مکمل ثبوت نہیں۔ اور ایک دیگر شخص نے کہا ہے ۲-۴ ماہ ہوا مگر دونوں کے پاس ثبوت نہیں ہے اور دوبارہ اس نکاح کو دہرایا اس حالت میں نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اگر صحیح ثبوت نہیں ہے تو اس عورت کی کتنے عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے اگر اس کا نکاح درست نہیں ہوا تو جنہوں نے نکاح پڑھایا اور دوبارہ ایسی دوہرایا ان کے لئے وہ عورت موجود شوہر کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

منشی امیر محمد شیخ مقام گوگندہ راجستھان

الجواب: اگر ان لوگوں نے جھوٹ کہدیا کہ اس شخص کا انتقال ہوگیا تو وہ ضرور گنہ گار ہوئے، اس صورت میں کہ ثبوت نہیں عورت کسی سے نکاح نہیں کرسکتی۔ ہاں عورت کو کسی عادل ثقہ نے خبر دی کہ تیرا شوہر مرگیا اور وہ اسے سچا مانتی ہے تو اس پر عمل کرسکتی ہے۔ ہمارے مذہب میں مفقود کی بیوی اس وقت تک شوہر کا انتظار کرے گی جب تک شوہر کی عمر کے پورے ستر سال نہ ہوجائیں۔ ہاں اگر حالت ملجۂ ہو عورت مضطر ہو تو بمجبوری مذہب امام مالک (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کے موافق فتویٰ پر عمل کرنے کی اجازت ہوگی جس کی تفصیل یہ ہے کہ شوہر کی تلاش و جستجو کی جائے جب کچھ پتہ نہ چلے کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا۔ اور عورت اس کی مضطر ہو تو وہ حاکم شرع کے یہاں دعویٰ کرے وہ بعد تحقیق حال چار سال کی مدت مقرر کرے گا ان چار سالوں میں بھی شوہر کی تلاش کی جائے جب پھر کچھ پتہ نہ چلے تو یہ چار سال گزار کر عورت دوبارہ حاکم شرع کے یہاں رجوع کرے اب وہ بعد ثبوت اس کے شوہر کی موت کا حکم کرے گا۔ عورت عدت وفات چار ماہ دس دن گزار کر دوسرے سے نکاح کرسکے گی اور اگر ان چار سالوں میں اس کے شوہر کے موت یا طلاق کی خبر آجائے تو عورت عدت گزار کر یا اگر عدت گزر چکی ہے تو فوراً دوسرے سے نکاح کرسکے گی جہاں حاکم شرع نہیں، وہاں اپنے شہر کا سب سے بڑا عالم جو سنی صحیح العقیدہ مرجع فتویٰ ہو وہ حاکم شرع کے حکم میں ہے کما نص علیہ العلامۃ عبد النابلسی فی الحدیقۃ الندیہ عن الامام العتابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما، صورت مستفسرہ میں اگر عورت کو اس کے شوہر مفقود کے مرنے یا طلاق کی خبر معتبر ملی تھی اور اس نے عدت گزار کر دوسرے سے نکاح کیا اور اس نے اسے فانی جانا، اس خبر معتبر کو معلوم کر کے نکاح کیا تو وہ نکاح درست ہوا۔ یوہیں اگر خبر تو نہ پائی اس کی حالت ملجۂ تھی اور اس نے کسی سنی عالم اعلم علماء بلد مرجع فتویٰ کے یہاں رجوع کیا تھا اس نے اسے چار سال انتظار کی مہلت دی تھی جسے گزار کر اس نے پھر رجوع کیا جس پر اس عالم نے اس کو مفقود جان کر شوہر کی موت کا حکم دیا تھا اس نے اس حکم کے بعد عدت گزار کر دوسرا نکاح کیا تو بھی درست ہوا۔ اور اگر نہ خبر معتبر پائی نہ حالت ملجۂ تھی یا تھی اور ہے مگر اس نے حاکم شرع کے بے اس طرح حکم کے پائے عدت وفات گزار کر نکاح کیا تھا تو وہ نکاح نہ ہوا۔ ۹ برس ہوئے تو نو برس سے زنا ہو رہا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

اس صورت میں جو جو واقف حال تھا اور اس نام کے نکاح کا کرنے والا اور کرانے والا پڑھانے والا گواہ اور جو اس باطل نکاح پر واقف حال ہو کر شریک ہوا سب پر عظیم وبال سب مستحق عذاب نار ہوئے، اور جو واقف نہیں تھا اس پر کوئی مواخذہ نہیں، اس صورت میں عورت بہرحال زانیہ اور دوسرا نام کا خاوند جبکہ واقف حال ہو کہ یہ عورت مفقود کے نکاح میں ہے جس نے بے خبر معتبر پائے یا بے حالت اضطرار اور بے حکم حاکم شرع یا بے عدت گزارے نکاح کا اقدام کیا ہے زنا کار ہوا دونوں پر توبہ فرض ہے اور فوراً جدا

ہوجانا لازم۔ اگر وقت نکاح وہ ایسا کچھ نہ جانتا تھا تو جب بعد نکاح معلوم ہوا تو اس وقت اسے جدا ہوجانا لازم۔ اس کے بعد جدا ہوا تو گنہ گار ہوا اور اس عورت سے صحبت کی تو یہ اور اشد حرام کا مرتکب ہوا فوراً جدا ہو، واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا نکاح عرصہ تیرہ سال گزرا ہوا تھا، جبکہ وہ نابالغ تھی اس کے تین سال کے بعد رخصتی ہوئی لیکن لڑکی کبھی اپنے شوہر کے مکان پر خوش نہ رہی کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ منکوحہ کا شوہر حق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے حتی کہ اس نے علاج بھی کافی کرایا اور اس عرصہ میں کوشش کر کے کئی مرتبہ لڑکی شوہر کے مکان پر پہنچایا لیکن وہ ناخوش ہی واپس آئی اب سوال یہ ہے کہ شوہر طلاق دینے پر ہرگز تیار نہیں ہوتا کچھ دماغ میں فتور واقع ہوگیا ہے تو ایسی صورت میں لڑکی قاضی کے روبرو جاکر گواہی دیکر اپنا نکاح فسخ کرسکتی ہے اور صورت مسئلہ میں حکم شرع کیا ہے۔

محمد عبدالروف خان مرآدباد

الجواب: وہ شخص اگر عنین ہے تو عنین کے جو احکام ہیں اس پر عمل کرے مگر آپ نے لکھا ہے کہ اس کے دماغ میں کچھ فتور واقع ہوگیا اس سے آپ کی کیا مراد ہے اگر مجنون و پاگل ہوگیا ہے تو حکم اور ہوگا کہ عورت حاکم شرع کے یہاں دعویٰ کرلے وہ بعد ثبوت روز ناش سے ایک سال کی مدت مقرر کرلے گا اگر اس ایک سال کے اندر وہ علاج معالجہ سے درست ہوگیا فبہا ورنہ بعد ایک سال کے عورت کے دوبارہ رجوع کرنے پر حاکم شرع اس کو اختیار دیگا کہ وہ اپنے نفس کو اختیار کرے یا شوہر کو اگر اس نے مجلس بدلنے سے پہلے پہلے اپنے نفس کو اختیار کیا تو حاکم شرع تفریق کردے گا اور یہ تفریق ایک طلاق بائن قرار پائے گی عورت بعد عدت دوسرے سے نکاح کرسکے گی اور اگر مجلس بدلنے سے پہلے اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا یا مجلس میں بیٹھی تھی کھڑی ہوگئی یا کسی نے اسے اٹھادیا یا حاکم خود ہی اٹھ گیا تو وہ بدستور اس مجنون کی بیوی رہے گی یہ حکم اس صورت میں ہے کہ حاکم شرع کو اس کا مجنون ہونا ثابت ہوا اور اس کا ممتد و دراز ہونا ثابت نہ ہوا اور اگر اسے یہ ثابت ہوا کہ واقعی مدتہائے دراز گزر گئیں تاہنوز یہ پاگل ہے جنون اس کا مطبق وممتد ہے تو آپ اب سال کی مہلت نہ دے گا بلکہ فی الفور نکاح فسخ کردے گا بعد عدت عورت دوسرے سے نکاح کرسکے گی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: اذا کان بالزوج جنون اوبرص اوجذام فلا خیار کذافی الکافی وقال محمد ان کان الجنون حادثا یوجله الحاکم سنة کالعنة ثم یخیر المراة بعد الحول اذالم یبرأ وان کان مطبقا فهو فلا یوجل کالجب وبه ناخذ کذا فی الحاوی القدسی قال وبه ناخذ. عنین کی صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ عورت حاکم شرع کے یہاں دعویٰ کرلے وہ بعد ثبوت ایک سال کی مدت مقرر کرے گا اگر اس ایک سال کے اندر وہ علاج معالجہ سے اس قابل ہوگیا کہ ایک مرتبہ بھی عورت سے وطی کرلی تو اب عورت کو اصلا اختیار نہ ہوگا اور اگر وہ نامرد ہی رہا تو حاکم شرع اس کو طلاق دینے کے لئے کہے گا اگر اس نے طلاق دیدی فبہا ورنہ حاکم تفریق کردے گا اور یہ تفریق ایک طلاق بائن قرار پائے گی اور بعد عدت عورت دوسرے سے نکاح کرسکے گی فان خلوة العنین صحیحة کذافی الفتح القدیر۔ جہاں حاکم شرع نہیں وہاں اپنے شہر کا سب سے بڑا عالم جو سنی صحیح العقیدہ مرجع فتویٰ ہو وہ حاکم شرع ہے کما نص علیه سیدی عبد الغنی النابلسی فی الحدیقة الندیة عن الامام العتابی رحمهما الله تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

گستاخانہ خاکے اور گستاخانہ عقیدے

از: رشحات قلم صمصام المناظرین حضرت علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی دامت برکاتہم العالیہ میلسی پاکستان

ڈنمارک کے بے دین گستاخ صحافیوں نے ایک بار پھر اپنے ناپاک اخبارات میں توہین آمیز گستاخانہ خاکے شائع کر کے عالم اسلام کے جذبات کو مجروح کرنے کے لئے اپنی خبث باطنی اور شقاوت قلبی کا اظہار کیا ہے جس پر عالم اسلام سراپا احتجاج ہے اور مسلمانان عالم بھرپور مذمت و شدید احتجاج کر رہے ہیں جو لائق تحسین ہے۔ گستاخانہ خاکے شائع کرنے والے گستاخ یقیناً دنیا و آخرت میں ذلیل ہو کر اپنے عبرتناک انجام کو پہنچیں گے۔ اسی دوران پاکستانی اخبارات میں پاکستانی اہل توہین و تنقیص اور اپنے اکابر کی توہین آمیز گستاخانہ عبارات بے ہودہ و مذموم تاویلات کرنے والے عناصر کی طرف سے بھی محض کاغذی اخباری احتجاج نظر سے گزرا اور دو تین مقامات پر ''حرمت رسول کانفرنس'' اور ''تحفظ ناموس رسالت'' کانفرنس کی خبریں بھی اخبارات میں نظر آئیں اور ''حرمت رسول پر جان بھی قربان ہے'' وغیرہ قسم کے نعرے بھی سامنے آئے اس موقع پر ہم فی الوقت اپنے مسلکی اختلاف کی بنا پر یہ کہنا نہیں چاہتے کہ آج مغربی یورپی فرنگی گستاخوں نے یہ گستاخانہ طرز عمل ان ہی کے اکابر کی گستاخانہ کتب و عبارات سے لیا ہے مگر اتنا ضرور کہوں گا اور ہر منصف مزاج و حقیقت پسند ذی علم و شعور انسان ہماری تائید کرے گا کہ اگر یہ ڈنمارک کے گستاخانہ اخباری خاکوں کی مذمت کرنے میں سچے ہیں اور اپنے بقول ''حرمت رسول پر جان بھی قربان ہے'' کے نعرے میں سچے ہیں تو پھر مندرجہ ذیل توہین آمیز گستاخانہ عبارات کی نہ صرف یہ کہ مذمت و احتجاج پر اکتفا کریں بلکہ اس قسم کے عقائد و عبارات سے توبہ کریں اور ان عقائد و عبارات کے حامل و قائل مصنفین سے بھی اظہار علیحدگی و لاتعلقی کریں جو بے توبہ کئے مر گئے؟ کیا مندرجہ ذیل توہین آمیز عبارات گستاخانہ اور قابل مذمت و ملامت نہیں ہیں؟

غیر مقلد وہابیوں اور دیوبندیوں کے مسلمہ و متفقہ و مشترکہ امام و پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: ''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن اور فرشتے، جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے'' (تقویۃ الایمان ص ۳۶)

☆ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۳)

☆ ''سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں''۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۳)

☆ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' (تقویۃ الایمان ص ۵۵)

☆ اولیاء و انبیاء امام اور امام زادے پیر اور شہید ...... وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی''۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۶)

☆ معاذ اللہ حضور پرنور سید عالم پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے: ''ف یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا

ہوں''۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۷)

☆ نماز میں حضور نبی اکرم ﷺ کا خیال گدھے اور بیل کے خیال سے بھی برا ہے، لکھا ہے: ''اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگ خواہ رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بھی زیادہ برا ہے۔'' (صراط مستقیم ص ۸۶)

☆ محمد بن عبد الوہاب شیخ نجدی نے لکھا ہے: انّ محمّداً لا یملك لنفسه نفعاً و لا عبد القادر ضراً فضلاً عن او غیرہٖ۔ بلاشبہ محمد اپنی جان کے لئے نفع و نقصان کے مالک نہیں چہ جائیکہ عبد القادر (غوث اعظم) وغیرہ، حضور ﷺ پر افترا کرتے ہوئے لکھا ہے ''اپنی جان کے لئے نفع ونقصان کا مالک نہیں'' (تقویۃ الایمان ص ۲۴)

☆ جو شخص یوں کہتا ہے کہ خدا بھی نور ہے اور نبی نور ہے ایسا شخص بے شک اسلامی تعلیم کا منکر ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے مسلمان میں اور ان یہود و نصاریٰ میں جنہوں نے اپنے انبیاء کو رب بنالیا کوئی فرق نہیں ہے''۔

(برہان الحق ص ۱۰۱ مصنفہ مولوی احمد دین غیر مقلد وہابی)

☆ جو کوئی شخص یوں کہے یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں وہ شخص مشرک ہوگا اور اس کا خون مباح ہوگا''۔ (تحفۂ وہابیہ ص ۶۸)

☆ انبیاء علیہم السلام عیب دار ہوتے ہیں۔

(اصلاح عقائد ص ۱۵۴)

☆ مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں: ''عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم صاحب خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور ایک سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول الله وخاتم النبيين فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے۔ (تحذیر الناس ص ۳)

یہی نانوتوی صاحب یوں لکھتے ہیں کہ ''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات امتی بظاہر مساوی ہوجاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں''۔ (تحذیر الناس ص ۵)

☆ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوتو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۲۸)

☆ دروغ صریح بھی کئی طرح کا ہوتا ہے ...... ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں بالجملہ علی العموم کذب (جھوٹ) کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔'' (مولوی قاسم نانوتوی، تصفیۃ العقائد ص ۲۵)

☆ الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (علم) نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کو کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'' (براہین قاطعہ ص ۵۱ خلیل انبیٹھوی، رشید گنگوہی)

☆ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں'' پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہوتو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس ہے غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۹)

اس قسم کے بکثرت حوالہ جات گستاخانہ کتابوں میں مرقوم وموجود ہیں مگر تعجب وحیرت اور افسوس ہے ایسے مکتب فکر کے بے بصیرت عناصر پر جو ڈنمارک کے گستاخوں اور اپنے گھر کے گستاخوں میں فرق وامتیاز سمجھتے ہیں اور گھر کے گستاخوں کی گستاخیوں پر احتجاج نہیں کرتے اور صدق دل سے توبہ ورجوع نہیں کرتے حالانکہ قرآن عظیم میں صاف صاف غیر مبہم انداز میں فرمایا گیا ہے "لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوآدون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ تو نہ پائے گا جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنہوں نے خدا اور رسول ﷺ سے مخالفت کی چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ اور فرمایا یاایھا الذین آمنوا لا تتخذوا آباء کم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم فاولئك ھم الظلمون۔ اے ایمان والو اپنے باپ اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے رفاقت کریں وہی لوگ ستم گار ہیں۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ فرماتے ہیں:

لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

☆☆☆

(.......... بقیہ ص ۲۴ ر کا) جواب ملا ایک آدمی ہے جو دنیا میں رہتا تھا اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی اور اس کا قلب مسجدوں میں پڑا رہتا تھا اور اس نے کبھی بھی اپنے والدین کو گالی گلوج، برا بھلا نہیں کہا۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا تو سجدے میں گر گئے تو اس وقت رب تعالیٰ نے حضور ﷺ سے بات کی اور کہا: اے محمد (ﷺ) حضور نے جواب دیا: لبیك یا رب! اے میرے رب میں حاضر ہوں۔ رب نے فرمایا: مانگو۔ تو حضور نے کہنا شروع کیا: اے رب تو نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا اور ان کو عظیم ملک دیا، موسیٰ کو شرف کلام سے نوازا، داؤد کو عظیم ملک کا وارث بنایا اور ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا، پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور سلیمان کو بڑا ملک عطا کیا اور ان کے لئے جن و انس، شیاطین کو مسخر کر دیا اور ہوا کو مسخر کیا اور ایک ایسا ملک دیا جو ان کے بعد کسی کے لئے نہیں۔ عیسیٰ کو توراۃ وانجیل کا علم دیا اور ان کو یہ اختیار دیا کہ وہ مادرزاد اندھوں کو اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیں اور تیرے اذن سے مردے جلائیں اور ان کو اور ان کی والدہ کو شیطان کی دھتکار سے بچایا۔ شیطان کا ان دونوں پر کوئی قابو نہ چلا۔

تو اللہ سبحانہ نے فرمایا: (قد اتخذتك حبیبا) میں نے آپ کو تو اپنا حبیب بنایا ہے۔ راوی کہتا ہے توراۃ میں ان کا نام حبیب اللہ لکھا ہوا ہے "اور میں نے تجھ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا، ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا اور تیرے لئے تیرا سینہ کھول دیا اور تجھ سے تیرا بوجھ مٹا دیا، تیرے لئے تیرا ذکر بلند کیا۔ میں یاد نہ کیا جاؤں گا مگر یہ کہ تو میرے ساتھ ذکر کیا جائے اور میں نے تیری امت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کی طرف نکالی گئی اور میں نے تیری امت کو وسط امت بنایا اور میں نے تیری امت کو وہ امت بنایا کہ وہی اول بھی ہے وہی آخر بھی ہے اور میں نے تیری امت کو بنایا ان کے لئے کوئی پیغام (بقیہ ص ۱۹ ر پر ....)

فلسفۂ روزہ

از: محمد مشتاق جیلانی پورنوی

اللہ تبارک وتعالیٰ فرقان حمید سورۂ البقرہ میں روزہ کی فرضیت وحکمت بیان کرتے ہوئے ارشادفرماتا ہے: یاایّھا الذین آمنوا کتب علیکم الصّیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلّکم تتقون۔ یعنی اے ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار (متقی) بن جاؤ۔

یہ بات محتاج وضاحت نہیں کہ ارکان اسلام میں روزہ ایک بنیادی رکن ہے جس کی پابندی شہادت توحید ورسالت اور نماز کے بعد فرض کا درجہ رکھتی ہے اور روزے کو صوم بھی کہا جاتا ہے جس کا مطلب رک جانا ہے۔ لیکن شریعت میں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے نفس کی چاہتوں کو ترک کردینے کا نام روزہ ہے مذکورہ بالا آیت کریمہ میں دو باتیں بصراحت بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ روزے صرف امت محمد یہﷺ ہی کے لئے نہیں بلکہ امم سابقہ پر بھی فرض کی گئی تھی اور دوسرا روزے کا مقصد بیان کیا گیا ہے روزہ ایک ایسی قدیم ترین عبادت ہے جس کی ابتداء تاریخ انسانی کے فرد اول حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوتی ہے اور اس کی تکمیل و انتہاء خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت مطہرہ پر ہوتی ہے اسی بنا پر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر آخری کتاب قرآن حکیم تک ہر آسمانی کتاب وشریعت میں روزہ کو ایک خاص امتیازی اور بنیادی عبادت کا مقام حاصل رہا ہے چنانچہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہر ماہ کے ایام بیض میں تین روزے رکھتے شریعت نوحی میں بھی ہر ماہ کے تین روزے فرض تھے شریعت موسوی میں بھی رمضان کے علاوہ ہفتہ اور عاشورہ محرم کے روزے بھی فرض تھے انجیل کے پیروکاروں پر بھی ماہ رمضان کے روزے فرض تھے مگر انہوں نے تحریف کی اور قمری مہینے رمضان کے بجائے موسم سرما کے دنوں میں روزے مستقل اور مخصوص کردیئے لیکن دین اسلام نے اس عظیم الشان عبادت کو عین منشائے الٰہی کے مطابق مکمل فرما کر اپنے پیروؤں کو اس کی لافانی قدروں سے روشناس کیا اور نبی مکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے روزے کے علاوہ یوم عاشورہ اور ایام بیض کے روزے رکھ کر ان کو سنت کا درجہ دے دیا اگر روزہ کو بنظر غائر دیکھا جائے تو اس کی پانچ حکمتیں سامنے آتی ہیں۔

پہلی حکمت تقویٰ کا حصول: حکمت تو یہ ہے کہ اہل ایمان پر امم سابقہ کے روزے اس لئے فرض کئے گئے کہ وہ متقی اور پرہیزگار بن جائیں گویا روزے کا مقصد عظمٰی انسانی سیرت کے اندر تقویٰ کا جوہر پیدا کر کے اس کے قلب باطن کو روحانیت ونورانیت سے جلا دینا ہے روزے سے حاصل کردہ تقویٰ کو بطریق احسن بروئے کار لایا جائے تو انسان کی باطنی کائنات میں ایسا ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے جس سے اس کی زندگی کے شب وروز یکسر بدل کر رہ جائیں۔

دوسری حکمت تربیت صبر و شکر :
تقویٰ کی ایک کیفیت صبر کی آئینہ دار ہے جس کا تقاضا ہے

کہ انسان کسی نعمت سے محروم پر اپنی زبان کو شکوہ اور آہ و بکا سے آلودہ کئے بغیر خاموشی سے برداشت کرے روزہ انسان کو تقویٰ کے اس مقام صبر سے بھی بلند تر مقام شکر پر فائز دیکھنے کا متمنی ہے وہ اس کے اندر یہ جوہر پیدا کرنا چاہتا ہے کہ نعمت کے چھن جانے پر اور ہر قسم کی مصیبت ابتلا اور آزمائش کا سامنا کرتے وقت اس کی طبیعت میں ملال اور پریشانی پر شکن کے آثار پیدا نہ ہونے پائیں بلکہ وہ ہر تنگی و ترشی کا بہر حال خندہ پیشانی سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اپنے پروردگار کا شکر کرتا رہے۔

تیسری حکمت جذبۂ ایثار: بحالت روزہ انسان بھوک اور پیاس کے کرب سے گزرتا ہے تو لامحالہ اس کے دل میں ایثار بے نفسی اور قربانی کا جذبہ تقویت پکڑتا ہے اور وہ عملاً اس کیفیت سے گزر کر جس کا سامنا انسانی معاشرہ کے مفلوک الحال اور نان شبینہ سے محروم لوگ کرتے ہیں کرب و تکلیف کے احساس سے آگاہ ہو جاتا ہے فی الحقیقت روزے کے ذریعہ اللہ رب العزت اپنے آسودہ حال بندوں کو ان شکستہ اور بے سرو سامان لوگوں کی زبوں حالی سے کما حقہٗ آگاہ کرنا چاہتا ہے جو اپنے تن و جان کا رشتہ بمشکل برقرار رکھے ہوئے ہیں تاکہ ان کے دل میں دکھی اور مضطرب انسانیت کی خدمت کا جذبہ فروغ پائے اور ایک ایسا اسلامی معاشرہ وجود میں آسکے جس کی اساس باہمی محبت و مروت انسان دوستی اور دردمندی و غمخواری کی لافانی قدروں پر ہو اس احساس کا بیدار ہو جانا روزے کی روح کا لازمی تقاضا ہے اور اس کا فقدان اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ روزے میں روح نام کی کوئی چیز باقی نہیں بقول ڈاکٹر اقبالؔ

روح چوں رفت از صلوٰۃ و از صیام
فرد نا ہموار ملت بے نظام

یہاں تاریخ اسلام کے دور اوائل کے اس ایمان افروز اور بصیرت افروز واقعہ کا تذکرہ بے جا نہ ہوگا جو غزوہ احزاب سے متعلق ہے روایت کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں اصحاب رسول ﷺ کو بے پنا شدائد و مصائب کا سامنا کرنا پڑا کئی دن کے فاقوں کی وجہ سے انہوں نے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھ لئے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آقا و مولیٰ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آقائے دو جہاں ﷺ نے اپنے شکم مبارک سے کپڑا اٹھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

چوتھی حکمت تزکیہ نفس: روزہ انسان کے نفس اور قلب و باطن کو ہر قسم کی آلودگی اور کثافت سے پاک و صاف کر دیتا ہے انسانی جسم مادے سے مرکب ہے جسے اپنی بقا کے لئے غذا اور دیگر مادی لوازمات فراہم کرنے پڑتے ہیں جبکہ روح ایک لطیف چیز ہے جس کی بالیدگی اور نشو و نما مادی ضروریات اور دنیاوی لذات ترک کر دینے میں مضمر ہے جسم اور روح کے تقاضے ایک دوسرے کے متضاد اور نقیض ہیں روزہ جسم کو اپنا پابند اور منقاد بنا کر مادی قوتوں کو لگام دیتا ہے جس سے روح لطیف تر اور قوی تر ہوتی چلی جاتی ہے جوں جوں روزے کی بدولت بندہ خواہشات نفسانی کے چنگل سے رستگاری حاصل کرتا ہے اس کی روح غالب و توانا اور جسم مغلوب و نحیف ہو جاتا ہے روح اور جسم کا تعلق پرندے اور قفس کا سا ہے جسے ہی قفس جسم کا کوئی گوشہ وا ہوتا ہے روح کا پرندہ مائل بہ پرواز ہو کر موقع پاتے ہی جسم کی بندشوں سے آزاد ہو جاتا ہے مسلسل روزے کے عمل اور مجاہدے سے تزکیہ نفس کا عمل تیز ہونے لگتا ہے جس کی وجہ سے روح کثافتوں سے پاک ہو کر پہلے سے کہیں لطیف تر اور قوی تر ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بعض کاملین و عرفاء کی

روحانی طاقت کائنات کی یکرانیوں اور پہنائیوں پر حاوی ہوجاتی ہے۔ بقول اقبال

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

پانچویں حکمت رضائے خداوندی کا حصول:

روزے کا منتہائے مقصود یہی ہے کہ وہ بندے کو تمام روحانی مدارج طے کرانے کے بعد مقام رضا پر فائز دیکھنا چاہتا ہے یہ مقام رضا کیا ہے جو روزے کے توسط سے انسان کو نصیب ہوجاتا ہے اس پر غور کریں تو اس کی اہمیت کا احساس اجاگر ہوتا ہے رب کا اپنے بندے سے راضی ہوجانا اتنی بڑی بات ہے کہ اس کے مقابلے میں باقی سب نعمتیں ہیچ دکھائی دیتی ہیں روزہ کتنے اجر کا حامل ہے اس کے بارے میں سرکار دوجہاں ﷺ کا یہ ارشاد گرامی غور طلب ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ربکم یقول کل حسنة بعشر امثالها الیٰ سبع مائة ضعف والصوم لی وانا اجزی به والصوم جنة من النار والخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من درج المسك۔

ترجمہ: رسول خدا ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارا رب ارشاد فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک ہے لیکن روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا روزہ آتش دوزخ کے مقابلہ میں ڈھال ہے روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے یہاں مشک وغیرہ کی خوشبوؤں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ جہاں ہر نیکی کا اجر دس سے سات سو گنا بڑھا دیا جاتا ہے روزہ بارگاہ خداوندی کے نزدیک ایسا عمل ہے جو استثنائی حیثیت رکھتا ہے اسے کسی میزان اور پیمانے سے ناپا ہی نہیں جاسکتا اس لئے اس کے بارے میں خدائے قدوس نے ارشاد فرمایا کہ خالصتاً میرے لئے ہے اور اس کا اجر میں خود ہی دوں گا ایک دوسری جگہ پر فرمایا کہ روزے کا اجر میں خود ہوں اس کا اجر کتنے گنا ہوگا اس کا کوئی تعین نہیں کیا گیا اور یہ اندازہ کرنا عقل انسانی کے بس میں بھی نہیں وہ ذات اپنے بندے کو جو چاہے عطا کردے اس کے دست کرم کو روکنے والا کوئی نہیں یہ سب کچھ اس کی رضا پر منحصر ہے روزہ وہ منفرد عمل ہے جس کے اجر و جزا کا معاملہ رب اور بندے کے درمیان چھوڑ دیا گیا کہ اس کی رضا حد و حساب کے تعین سے ماورا ہے لیکن یہاں ایک بات یاد رہے کہ روزہ اپنی نوعیت روحانی مدارج اور مقامات کے لحاظ سے تین قسموں پر منقسم ہے۔

(۱) عام لوگوں کا روزہ
(۲) خاص لوگوں کا روزہ
(۳) خاص الخاص لوگوں کا روزہ

عام لوگوں کا روزہ یہ وہ لوگ ہیں جو محض رسماً روزہ رکھتے ہیں اور ان کا روزہ سحری و افطاری تک محدود ہوتا ہے جبکہ روزے کے آداب و شرائط کا مطلقاً لحاظ نہیں رکھتے چنانچہ اکثر و بیشتر حسب ارشاد مصطفوی ﷺ سوائے بھوکے اور پیاسے رہنے کے ہاتھ کچھ نہیں آتا وہ لوگ جو روزہ رکھ کر احکام خداوندی کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہیں اور جھوٹ غیبت دھوکہ فریب دہی اور دیگر افعال قبیحہ کے ارتکاب کو اپنا معمول بنائے رکھتے ہیں وہ روزے کے فیوض و برکات سے محروم رہتے ہیں اور نتیجہ جنتری کے اعتبار سے ان کا عمل صلاۃ وصیام بے روح ہوتا ہے ایسا روزہ افراد ملت پر مثبت اور نفع بخش

اثرات مرتب نہیں کرسکتا بقول ڈاکٹر اقبال۔

روح چوں رفت از صلوٰۃ و از صیام
فرد نا ہموار ملت بے نظام

خاص لوگوں کا روزہ یہ ان لوگوں کا روزہ ہے جو احکام خداوندی کی پاسداری کرتے ہیں اور کان آنکھ زبان ہاتھ اور پاؤں اور تمام اعضاء کو کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے بچائے رکھتے ہیں بلکہ ان کی زندگیاں نہ صرف تقویٰ کے رنگ میں یکسر رنگی ہوئی ہیں بلکہ وہ اس پر مستزاد نفس کی ساری خواہشوں کو پامال کردیتے ہیں یہ عرفائے کاملین اور اولیاء عظام کا روزہ ہے۔ خاص الخاص لوگوں کا روزہ یہ روزے کی آخری منزل ہے یہ ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جنہیں مقام مشاہدہ پر متمکن کیا گیا ہے مقام مشاہدہ پر اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ سوائے ذات خداوندی کے ہر شئے کو بھول جاتا ہے اور اس کی طلب وآرزو کا محور اللہ کی رضا کے حصول کے علاوہ اور کچھ نہیں رہتا یہاں تک کہ اہل دل حضرات نے کہا کہ جو شخص دن کے وقت یہ بات سوچے کہ رات کو کس چیز سے افطار کرے گا اس کے ذمہ گناہ لکھ دیا جاتا ہے کیوں کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر کامل اعتماد اور اس کے رزق موعود پر مکمل یقین نہ ہونے کی علامت ہے یہ درجہ انبیاء کرام صدیقین اور مقربین کا ہے۔ ☆☆☆

(.........بقیہ ص ۲۱ رکا) ہم سب مسلمانوں کو شب بارات کی شب میں شب باشی کرنے کی توفیق ورفیق عطا فرمائے اور اس رات کی فیوض وبرکات سے ہم سبھوں کو مالا مال فرمائے آمین۔

اک پتھر کی بھی تقدیر سنور سکتی ہے
مگر شرط یہ ہے کہ قرینے سے تراشہ جائے

☆☆☆

(بقیہ ص ۱۵ رکا.........) جائز نہیں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے اور میں نے تیری امت میں سے کچھ گروہ بنائے جن کے قلوب انکی انجیلیں ہیں انجیل یعنی کتاب وحکمت۔ وہ کتاب مجید کو یاد کرتے ہیں اور زبانی تلاوت کرتے ہیں اور میں نے تجھ کو پیدائش میں انبیاء سے پہلے اور بعثت میں آخری بنایا۔ اول بنایا اس اعتبار سے کہ جس کا فیصلہ پہلے ہوگا اور میں نے تجھ کو سبع مثانی دیا کہ تجھ سے پہلے کسی کو نہ دیا اور سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں عطا کیں جو تحت عرش ایک خزانہ ہے۔ میں نے تجھ سے پہلے وہ کسی نبی کو نہ دیا۔ میں نے تجھ کو کوثر دیا اور میں نے تجھ کو آٹھ خصلتیں دیں (۱) اسلام (۲) ہجرت (۳) جہاد (۴) صدقہ (۵) رمضان کے روزے (۶) امر بالمعروف (۷) نہی عن المنکر (۸) اور میں نے جس دن زمین وآسمان پیدا کئے اس دن تیری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ تو اور تیری امت انکو قائم کریں"۔ شامی نے اتنا زیادہ کیا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رب نے مجھے فضیلت دی، تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور سارے لوگوں کے لئے بشیر بنا کر اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا اور میرے دشمن کے دل میں ایک مہینہ کی مسافت کی دوری سے رعب ڈال دیا اور میرے لئے غنائم حلال کردیئے جبکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ کئے اور زمین میرے لئے مسجد بنادی گئی اور اس کو میرے لئے پاک بنادیا گیا اور مجھ کو فواتح کلم۔ خواتم حکم اور جوامع کلم دیئے گئے اور مجھ پر میری امت پیش کی گئی، مجھ پہ کوئی تابع متبوع چھپا نہ رہا اور میں نے ان کو دیکھا کہ ایک قوم میرے پاس آئی جو بالوں کے جوتے پہنے ہوئے تھی (جاری ہے.........)

فضائلِ شبِ برأت

از: محمد منظر رضوی الحبیب پلوامہ (کشمیر)

انّا انزلنه فی لیلةٍ مبٰرکةٍ انّا کنّا منذرین،
فیها یفرق کلّ امرٍ حکیم۔

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔ (کنزالایمان سورۃ الدخان آیت ۲)

کرتے ہیں تلاوت عبادت تمام رات
خود مصطفیٰ ﷺ نے ایسے منائی شب برأت

شب برات اپنے دامن میں بے پناہ فیوض و برکات لئے ہوئے جلوہ فگن ہونے جارہی ہے جس میں ہر مسلمان اپنے رب کی بارگاہ میں سربسجود ہوکر اس کی لازوال نعمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے اس لئے کہ فرقان حمید نے اسے لیلۃ المبارکہ کے نام سے یاد کیا ہے جس کے معنی ہیں اللہ و تعالیٰ کی رحمت برکت عفو بخشش کا نزول اور دعائیں قبول ہونا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس رات کو بے شمار نعمتوں اور رحمتوں سے سرفراز فرمایا ہے اور مسلمانوں کے لئے یہ رات نہایت ہی بابرکت وفضیلت والی ہے اس رات کی فضیلت و برکت کا اندازہ ان احادیث کریمہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے، مگر کافر اور عداوت والے کو نہیں۔ (طبرانی)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سیدنا جبریل علیہ السلام آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنی بنی کلب کے بکریوں کے بال ہیں۔ (بحوالہ بیہقی)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب میں تجلی فرماتا ہے استغفار کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالب رحمت پر رحم فرماتا ہے اور عداوت والوں کو جس حال پر ہیں اسی پر چھوڑ دیتا ہے۔ (بحوالہ بیہقی)

امیر المومنین حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کیوں کہ رب تبارک وتعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں ہے کوئی مبتلائے بلا کہ جس کو میں صحت بخشوں ہے کوئی ایسا ہے کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہوجائے۔ (بحوالہ ابن ماجہ)

حاصل کلام یہ کہ شب برأت کو فضیلت و برکت پر جمہور سلف وخلف کا اتفاق ہے جیسا کہ صاحب روح البیان زیر آیت: فیها یفرق کلّ امرٍ حکیم۔ (پ۲۵، سورۂ دخان آیت نمبر۳)

یعنی اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں روزی رزق کا پیغام حضرت سیدنا میکائیل علیہ السلام کے سپرد فرمادیتا ہے اور اعمال وافعال کا پروگرام آسمان اول کے ایک فرشتے کے حوالہ اور مصائب وآلائم کا پروگرام حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام کے سپرد کردیا جاتا ہے نیز اس رات رب تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے امام عبد الرحمٰن بن عبد السلام صفوری اس رات کی فضیلت و برکت بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ سے گزر رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر ایک سفید پتھر پر پڑی جن کی خوبصورتی اور دل کشی پر آپ علیہ السلام بہت متعجب ہوئے آپ کے اس اظہار تعجب پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے روح اللہ علیہ السلام کیا تم چاہتے ہو کہ اس پتھر سے زیادہ تعجب خیز ایک چیز تم پر ظاہر کردوں حضرت سیدنا روح اللہ علیہ السلام نے عرض کیا ہاں میں اسے بھی دیکھنا چاہتا ہوں چنانچہ حکم خداوندی سے وہ سفید پتھر پھٹ گیا اور اس میں سے ایک بزرگی والا شخص نکلا جن کے ہاتھ میں ایک سرسبز شاخ تھی جس کے ساتھ انگور لگے ہوئے تھے اس شخص نے کہا اے اللہ کے نبی یہ میرے ہر دن کی خوراک ہے اور میں یہاں عبادت خداوندی میں مصروف رہتا ہوں، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو کب سے اس پتھر میں عبادت کررہا ہے تو اس نے جواب دیا چار سال سے یہ سن کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور متعجب ہوئے اور فرمایا تو بڑا خوش نصیب شخص ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کے اے روح اللہ (علیہ السلام) میرے محبوب پاک ﷺ کی امت میں سے جو شخص شعبان کی پندرھویں رات میں ایسی رات نماز پڑھے گا استغفار کرے گا وہ اس شخص کی چار سو سالہ عبادت سے بھی زیادہ ثواب پائے گا۔ (بحوالہ نزہۃ المجالس)

شب بارات میں حضور ﷺ اور سلف صالحین کے معمولات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول معظم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے اور مسلمان مردوں عورتوں اور شہیدوں کے لئے دعا فرمائی پھر قبرستان سے واپس ہوکر نماز میں مشغول ہوگئے اور پھر سجدے میں جاکر بڑی دیر تک اپنے معبود حقیقی سے عفو و عافیت مانگتے رہے حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان چار راتوں میں اپنے آپ کو عبادت کے لئے مخصوص کرلیتے تھے ماہ رجب کی پہلی رات عید الفطر کی رات عید قربان کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب بارات کو ایک تہائی رات تک درود سلام پڑھا کرتے تھے۔ لہٰذا ہر ایک کو چاہئے کہ اس مقدس رات میں شب بیداری کریں ذکر و نفل کا شغل رکھیں اپنے اور اپنے اہل وعیال واعزہ و اقارب بلکہ جملہ اہل اسلام کے لئے دعا و عافیت مانگتے رہیں تمام مسلمانوں سے شب بارات یہی تقاضا کرتی ہے لیکن افسوس صد افسوس کہ کچھ لوگ تو وہ ہیں جو شب بارات کی فضیلت و برکت کا سرے سے ہی انکار کرکے صحیح احادیث کریمہ اور سلف صالحین کے معمولات کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اس مقدس رات کو خواب غفلت میں گذار دیتے ہیں اور اس کی کچھ قدر نہیں کرتے آخر میں رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ

(.......... بقیہ ص ۱۹ پر)



معراجِ رسول ﷺ



مترجم:۔ مفتی ابوحمزہ صاحب قبلہ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

پھر ساتویں آسمان پر پہنچے تو حضرت جبرئیل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا کون ہے؟ جواب دیا۔ جبرئیل ہیں معلوم کیا ساتھ میں کون ہیں؟ بتایا محمد رسول اللہ ہیں۔ دریافت کیا، کیا ان کو اس طرف بھیجا گیا ہے؟ کہا۔ ہاں۔ مبارکباد پیش کی۔ مرحبا به واهلا حياه الله من اخ ومن خليفة فنعم الاخ و نعم الخليفة ونعم المجئ جاء۔ تو ان حضرات کے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔ جب دونوں آگے بڑھے تو حضور ﷺ نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس ہیں، وہ باب جنت کے سونے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے اپنی پیٹھ کو بیت معمور سے لگا رکھا ہے، ان کے پاس ان کی قوم کے چند افراد ہیں۔ حضور نے ان کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ارشاد فرمایا آپ اپنی امت کو حکم دیں کہ وہ جنت کے پیڑ زیادہ لگائیں، کثرت سے جنت کی شجرکاری کریں۔ بیشک خاکِ جنت پاک ہے اور زمین اس کی وسیع وعریض ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معلوم کیا وما غراس الجنة۔ جنت کی شجرکاری کیا ہے؟ جواب دیا۔ لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ جنت کی شجرکاری ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے آپ اپنی امت کو میرا سلام کہیں اور ان کو بتادیں کہ جنت پاک مٹی والی میٹھے پانی والی ہے، اور اسکے درخت ہیں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اور حضرت خلیل اللہ کے پاس ایک قوم بیٹھی ہے جن کے چہرے سفید ہیں، وہ سفیدی کاغذ کی طرح ہے اور ایک قوم اور ہے وہ کھڑی ہوئی اور ایک نہر میں داخل ہوگئی، اس میں نہا کر نکلی تو انکے رنگوں سے وہ چیز صاف ہوگئی پھر دوسری نہر میں داخل ہوئی، نہائی اور نکل گئی اور ان کے رنگوں سے وہ ملاوٹ ختم ہوگئی پھر ایک تیسری نہر میں داخل ہوئی، اس میں نہانے سے اس مرتبہ ان کے رنگ صاف ہوگئے۔ یہ قوم رنگ میں اپنے پہلے ساتھیوں کی طرح ہوگئی۔ حضور نے معلوم کیا اے جبرئیل یہ سفید چہرے والے کون ہیں اور یہ کون ہیں جنکے رنگوں میں کچھ ملاوٹ ہے، یہ نہریں کیسی ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوئے اس میں نہائے، حضرت جبرئیل نے جواب دیا: رہے یہ لوگ جن کے چہرے بالکل سفید ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکے ایمان میں معاصی داخل نہیں ہوئے اور یہ قوم جنکے رنگوں میں کچھ ہے یہ وہ قوم ہے جنکے نیک و بدعمل مل گئے تو انہوں نے توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی اور یہ نہریں ان میں سے پہلی ''رحمۃ اللہ'' ہے اور دوسری ''نعمۃ اللہ'' ہے اور تیسری وہ ہے کہ ان کے رب نے ان کو اس سے پاک شراب پلائی ہے اور کہا گیا آپ کی جگہ ہے اور آپ کی امت کی جگہ ہے جبھی تو آپ کی امت کے دو حصے ہوگئے۔ ایک گروہ کے اوپر سفید کپڑے ہیں گویا کہ وہ کاغذ ہیں اور ایک گروہ پر راکھ کے

رنگ کے کپڑے ہیں۔ حضرت رسول خدا بیت معمور میں داخل ہو گئے اور آپ کے ساتھ وہ لوگ بھی داخل ہو گئے جن کے کپڑے سفید ہیں اور ان دوسرے لوگوں کو روک دیا گیا جن کے راکھ کے رنگ کے کپڑے تھے حالانکہ یہ بھی بھلائی پر ہیں۔ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ السلام نے اور ان مومنین نے جو آپ کے ساتھ تھے بیت معمور میں نماز ادا کی اور یہ بیت معمور وہ ہے جہاں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ داخل ہو جائیں گے قیامت تک بیت معمور کی طرف نہ لوٹیں گے اور بیت معمور کعبہ شریف کے بالکل محاذی ہے۔ اگر بیت معمور سے کوئی پتھر گرے تو وہ سیدھا کعبہ شریف پر گرے گا اور یہ آخری ہے جو ان پر ہے (یعنی فرشتوں کا بیت معمور میں داخل ہونا اور داخل ہو کر نکل جانے کے بعد اس کی طرف نہ لوٹنا)

اور ایک روایت میں ہے آپ پر تین پیالے پیش کئے گئے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ یعنی دودھ کا، شراب کا، شہد کا یا پانی کا۔

حضور علیہ السلام نے دودھ کا پیالہ لے لیا تو حضرت جبرئیل نے آپ کے فعل کی تصویب فرمائی جیسا کہ اوپر گذرا اور وہ کہا جو روایت میں ہے۔ یہی فطرت ہے جس پر آپ ہیں اور آپ کی امت ہے۔

(اس پر شامی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے) میں اسراء کے رات میں ملأ اعلیٰ پر گذرا تو دیکھا حضرت جبرئیل اللہ کے ڈر سے ایک کونے سے چپکے ہوئے ہیں۔ اور روایت میں ہے، زمین سے چمٹ گئے ہیں۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ پہنچ گئے اور اسی پر رک جاتا ہے جو زمین سے آتا ہے تو اس کو یہیں سے لے لیا جاتا ہے۔ اور جو چیز اوپر سے آتی ہے وہ بھی یہیں آکر رک جاتی ہے اور یہیں سے اس کو لے لیا جاتا ہے اور یہ ایک درخت ہے جس کی جڑ سے کچھ نہریں نکلتی ہیں جنکے پانی کا رنگ بدلے نہ مزہ بدلے اور نا ہی خوشبو۔ اور کچھ نہریں دودھ کی نکلتی ہیں جن کا کبھی مزہ نہ بدلے گا اور کچھ نہریں ہیں شراب کی۔ پینے والوں کے لئے لذت ہے اور کچھ نہریں صاف وشفاف شہد کی ہیں۔ اس درخت کے سائے میں سوار اگر ستر سال چلے تو مسافت ختم نہ ہو اور سدرۃ المنتہیٰ کے گھڑے مقام ہجر کے گھڑوں کی طرح ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح ہیں، اس کا ایک پتہ پوری امت کو چھپا سکتا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے: اس کا ایک پتہ پوری مخلوق کو اپنے سائے میں لے لے گا، اس کے ہر پتہ پر ایک فرشتہ ہے جس نے اس کو چھپا لیا ہے، رنگ کیسے ہیں کوئی نہیں جانتا۔ جب چھپا لیا اللہ کے حکم سے جو چھپانا تھا رنگ بدل گیا اور ایک روایت میں ہے یاقوت وزبرجد ہو گیا اب کسی کے بس کی بات نہیں کہ اس کے حسن کی تعریف کر سکے۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پروانے سونے کے ہیں اور اس کی جڑ میں چار نہریں ہیں، دو نہریں باطن میں ہیں اور دو نہریں ظاہر میں ہیں۔ پوچھا یہ نہریں کیسی ہیں اے جبرئیل؟ جبرئیل امین نے کہا باطنی نہریں وہ جنت کی نہریں ہیں اور ظاہر کی نہریں نیل وفرات ہے۔

(شامی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے) اور روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں ایک چشمہ جاری ہے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔ اس سے دو نہریں نکلتی ہیں، اس میں ایک کوثر ہے تیروں کی طرح بہت تیز پانی پھینک رہی ہے اس پر موتی، یاقوت وزبرجد کے خیمے ہیں اور اس پر پرندے ہیں ہرے بھرے نرم نرم۔ تم ان کو دیکھ رہے ہو۔ اس میں سونے چاندی کے برتن ہیں زمرد و یاقوت کی چھوٹی چھوٹی کنکریوں اور ریزوں پر یہ نہر جاری ہے اس کا

پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے تو اس کے برتن کو پکڑا اور اس کے پانی سے لے کر پی لیا تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ حضرت جبرئیل نے کہا: یہ وہ نہر ہے جس کو اللہ نے آپ کو تحفہ میں دیا اور دوسری نہر نہر رحمت ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں غسل کیا تو اللہ نے آپ کے ﷺ اگلے پچھلے حسنات الابرار سئیات المقربین والے گناہوں کو بخش دیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبرئیل کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا کہ ان کے چھ سو پر ہیں، ان میں سے ہر ایک پر نے افق کو گھیر لیا ہے، ان کے پروں سے بڑے بڑے موتی اور یاقوت جھڑ رہے ہیں جن کے بارے میں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر کوثر کی حوض پر لایا گیا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو گئے تو اس میں وہ چیز تھی جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل پر خیال گذرا تو اس کے دروازے پر لکھا دیکھا ''الصدقۃ بعشر امثالہا والقرض ثمانیۃ عشر'' یعنی صدقہ دس گنا ہے اور قرض اٹھارہ گنا۔ حضور نے معلوم کیا اے جبرئیل یہ کیا معاملہ ہے کہ قرض صدقہ سے افضل ہے؟ حضرت جبرئیل نے کہا اس لئے کہ سائل پاس رہتے ہوئے بھی مانگتا ہے اور قرض لینے والا تبھی قرض مانگتا ہے جب اس کو ضرورت ہوتی ہے۔

سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے چلے تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دودھ کی کچھ نہروں کے پاس پہنچے جن کا مزہ نہ بدلے اور دیکھا کچھ شراب کی نہریں ہیں۔ پینے والے لوگوں کے لئے لذت ہے اور کچھ صاف شہد کی نہریں ہیں اور اس میں موتی کے قبہ ہیں اور دیکھا اس کے انگور، انار بڑے ڈول کے مانند ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے ان قبوں میں دیکھا کہ اونٹ کے کجاوؤں کی مثل انار ہیں اور دیکھا کہ بختی اونٹوں کے مانند پرندے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق نے پوچھا: وہ نرم و نازک ہوں گے۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا: میں نے ان کو کھایا ہے جنتی اونٹ سے بھی زیادہ مزیدار اور مجھے یقین ہے کہ تم اس سے کھاؤ گے۔ اور کوثر کی نہر کو دیکھا اس کے کنارے پر جوف دار موتیوں کے قبے ہیں کہ اس کی مٹی بہت زبردست مشک والی ہے۔ پھر آپ کے سامنے جہنم کو پیش کیا گیا کہ اس میں اللہ کا غضب ہے اور اللہ کی جھڑک، اور اللہ کی سزا۔ اگر اس جہنم میں پتھر اور لوہا پھینکا جائے تو وہ اس کو کھا لے یعنی پتھر کو جلا کر راکھ کر دے، لوہے کو پگھلا کر ختم کر دے۔ تبھی اس جہنم میں ایک گروہ کو دیکھا جو مردار کھا رہے ہیں تو کہا: اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے تھے۔ اور حضور ﷺ نے خازن جہنم کو دیکھا تو وہ ترش رو آدمی ہیں جن کے چہرے پر غضب کے آثار نمایاں ہیں تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا پھر جہنم کو حضور ﷺ کے سامنے بند کر دیا گیا۔

اس کے بعد حضور ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ سے اور اوپر اٹھا لیا گیا، جب اٹھا لیا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ کو ایک بادل نے گھیر لیا جس میں ہر طرح کے رنگ تھے۔ جبرئیل یہیں رہ گئے۔

پھر حضور ﷺ کو مستوی عرش پر لے جایا گیا۔ اس میں حضور ﷺ نے قلموں کے چلنے کی آواز کو سنا اور حضور ﷺ نے نور عرش میں ایک آدمی کو چھپا دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ کہا فرشتہ ہے؟ بتایا گیا۔ نہیں۔ پوچھا کیا نبی ہیں؟ کہا گیا۔ نہیں۔ کہا کون ہیں یہ؟

(بقیہ ص۱۵ار پر..........)

حیات غوث اعظم کا درخشاں پہلو............حسن اخلاق

از: مولانا حافظ نصیر احمد رضوی القادری نائب امام جامع مسجد باسنی ناگور

اخلاق خلق کی جمع ہے، خلق عظیم دولت ہے خلق سے سیرتیں چمکتی ہیں اور جب سیرتیں چمکیں گی تو صورتیں خود بخود چمکنے لگیں گی، اسلام ہم کو اخلاق حسنہ کا درس دیتا ہے بلکہ رسول کائنات علیہ کی بعثت کا بنیادی مقصد ہی مکارم اخلاق کو اتمام کرنا ہے: انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق آج ہم اس وصف سے محروم ہوتے جارہے ہیں اسی لئے عزت وعظمت، شان ووقار، جاہ وحشمت وغیرہ اوصاف سے محروم کردیئے گئے ہیں: ہمارے اسلاف اخلاق کے پیکر تھے، اغیار ان کے اخلاق کو دیکھ کر اسلام قبول کرلیا کرتے تھے۔ ان کے دم قدم سے اسلام زندہ تھا۔ ارباب علم وفکر نے اخلاق کی جامعیت کو بیان کرنے کے لئے کئی ایک تصانیف اور رسالے تصنیف فرمائے ہر ایک نے اپنے انداز میں اس لفظ کی الگ الگ تعریفیں بیان کی ہیں۔

حضرت امام غزالی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ متوفی ۷۷۴ھ اخلاق کی تعریف بیان فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''خلق نفس کی اس ہیئت کا نام ہے جس سے تمام اخلاق بلا تکلف صادر ہوں اگر اقوال شرعاً وعقلاً عمدہ اور قابل تعریف ہوں تو اس ہیت کو خلق نیک اور اگر افعال برے ہوں تو قابل مذمت ہیں تو انہیں خلق بد کہتے ہیں''۔

اللہ اللہ کیسا عظیم وصف ہے دیکھو دیکھو کتنا وسیع المعنی لفظ ہے اس کی وسعت کا اندازہ مندرجہ ذیل اوصاف حمیدہ کی فہرست پڑھ کر بخوبی ہوتا ہے۔

اوصاف حمیدہ: ایمان، اخلاص، تدبر، تفکر، تأمل اطاعت، استغناء، خوف خدا، رضا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، پاکیزگی، عفت، حسن سلوک، انفاق فی الخیر، ذکر، دعا، دعوت خیر، استعانت، ارشاد حق، موعظت، انداز، تواضع، صبر، احتساب، یقین، توکل، قوۃ ارادہ، عزم، ثبات، توبۂ استعارہ، استخارہ، فراست، عتاب، انصاف، احتیاط، امانت، راست بازی، عبرت پذیری، قبول نصیحت، حیاء وغیرہ

حضور قطب الاقطاب شیخ الانس والجن شہنشاہ بغداد پیر پیراں میر میراں سرکار غوث الاعظم سیدنا عبد القادر جیلانی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاعنا کی ذات ستودہ صفات تو کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ تو تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں، آپ تو تمام اوصاف حمیدہ کے پیکر تھے سرکار کے کسی وصف پر خامہ فرسائی کی جائے تو اس کے لئے مکمل دفتر چاہئے مگر سردست آپ کے ایک اہم وصف یعنی حسن اخلاق کے تعلق سے چند سطور ہدیۂ ناظرین ہیں، حسن اخلاق بھی مندرجہ بالا اوصاف حمیدہ کی ایک کڑی ہے مگر آیئے پہلے اخلاق کے تعلق سے چند جملے خود سرکار غوث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے ملاحظہ کریں:

''اللہ کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ تم اس کے تمام اوامر کو بجالاؤ اور ممنوعات کو ترک کردو اور عام حالات میں بغیر کسی استحقاق کے اس کی اطاعت کرو اور بغیر تردد کے اپنے تمام مقدرات اسی کے سپرد کرو اور بغیر کسی شرک

کے اس کو ایک تسلیم کرو اور بغیر کسی شک کے اس کو وعدہ میں سچا مانو"۔ (غنیۃ الطالبین ص ۶۵۶)

تواضع: یہ بھی حسن اخلاق کے ضمن میں آتی ہے، تواضع عظیم سرمایہ ہے تواضع انبیاء اور صالحین کے اوصاف سے ہے صالحین جھکتے ہیں اور شیاطین اکڑتے ہیں، جو اکڑتا ہے اکھاڑ دیا جاتا ہے، آج ہم نے جھکنا چھوڑ دیا ہے اسی لئے اکھاڑے جا رہے ہیں۔ کاش کہ ہم جھکتے تو **رفعه الله** کے مصداق بن کر بلند و بالا ہو جاتے۔ یہ دیکھئے کہ بغداد کی مقدس سرزمین پر جیلان سے آنے والا جسے ابھی تک دنیا نہ جانتی ہے اور نہ ہی پہچانتی ہے کیسا چمکا؟ کیسا دمکا؟ اور کتنا بلند و بالا ہوا۔ چمکتا ہی گیا، دمکتا ہی گیا اور بلند ہوتا ہی گیا، اتنا بلند ہوا کہ اپنے وقت کے بلند مرتبہ بزرگوں نے بھی اس کے آگے اپنے سروں کو جھکا لیا اور اس کے پائے اقدس کو اپنے سروں پر لے کر ہمیشہ کے لئے بلند و بالا بن گئے، یہ کون تھا یہ وہی تھا جو شہنشاہ بغداد کے لقب سے مشہور ہوا، جس کی تعریف میں حافظ کثیر اپنی تاریخ میں یوں رطب اللسان ہیں۔

"شیخ عبد القادری جیلانی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہا آپ ہر شب مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ ضعیف اور کمزور لوگوں کی ہم نشینی کرتے طالب علموں کے ساتھ صبر و ضبط سے پیش آتے آپ کی صحبت میں بیٹھنے والا محسوس کرتا کہ آپ مجھ پر ہی سب سے زیادہ شفیق ہیں غیر حاضر لوگوں کے حالات دریافت فرماتے، دوستوں کی پاسداری کرتے لوگوں کی خطاؤں کو معاف فرما دیتے"۔

مذکورہ باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا غوث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ حسن اخلاق کے پیکر تھے کیوں کہ ایسے محبت بھرے سلوک ایک اخلاق کا پیکر ہی کر سکتا ہے۔

"میری آنکھوں نے شیخ عبد القادر جیلانی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کو اس قدر خوش اخلاق، وسیع القلب، کریم النفس، مہربان، وعدوں اور دوستوں کی پاسداری کرنے والا نہیں دیکھا لیکن اس قدر عالی مرتبت اور وسیع العلم ہونے کے باوجود چھوٹوں کو شفقت سے بیٹھاتے اور بزرگوں کا احترام کرتے اسلام میں پہل کرتے اور درویشوں کے ساتھ حلم و تواضع سے پیش آتے، کبھی کسی حاکم یا بڑے آدمی کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔" بھلا شیخ معمر جیسے بزرگ جن کے اخلاق و کردار کے بارے میں ایسے محبت بھرے جملے بیان فرمائیں تو پھر ان کے مراتب و کمالات کا کیا کہنا......

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سخاوت: سخاوت بھی اخلاق ہی کا ایک جزء ہے سخاوت سے کمزوروں کی دلجوئی ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ میں شان سخا کے جلوے بدرجۂ اتم موجود ہوتے ہیں۔ راہ مولیٰ میں سب کچھ قربان کرنا درویشی کی اوّلین شرط ہے۔ سرکار غوث الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ تو سالار اولیاء ہیں: منصب ولایت تو آپ ہی کے در دولت سے حاصل ہوتا ہے، آپ کی شان سخا تو درجۂ کمال تک پہنچ ہوئی ہے، ہمیشہ دنیا نے اس گھرانے سے اپنے خالی دامنوں کو بھرا ہے اور آج بھی فیض عام ہے علامہ ابن نجار اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: "کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے میں نے جب تمام اعمال کی چھان بین اور جستجو کی تو مجھے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر عمل کھانا کھلانا اور حسن اخلاق سے پیش آنا ہے اور میرے ہاتھ میں دنیا کی ساری دولتیں دی جائیں تو میں اس کو بھوکوں کو کھانا کھلائے، میں صرف کر دوں کیوں کہ میرے ہاتھ میں سوراخ ہے جن میں کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی اور اگر میرے پاس ہزاروں دینار

آجائیں تو میں رات گذرنے سے قبل ہی خرچ کر ڈالوں۔"

(ایضاً ص ۳۰)

"شہزادۂ غوث الاعظم سیدنا عبد الرزاق رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ ایک بار سفر حج کے دوران راہ میں ایک غریب کمزور بوڑھے کے خیمے میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا آپ کی آمد کی اطلاع ہر چہار جانب پھیل گئی: مشائخ و رؤسا ہر سمت سے آپ کی خدمت میں بکریاں، گائیں، کھانا، سونے، چاندی کے تحائف لے کر حاضر ہوئے ایک رات قیام فرما کر آپ نے رخت سفر باندھا اور سب تحائف میزبان شیخ کے حوالہ کر دیا۔"

(قلائد الجواہر ص ۳۰)

آپ کی فیاضی کا اندازہ مندرجہ ذیل اقتباس سے بخوبی ہوتا ہے۔ مفتی عراق حضرت شیخ محی الدین مفتی ابوعبد اللہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: "آپ کی فیاضی کا عالم یہ تھا کہ کبھی کوئی سائل آپ کے در سے تہی دست نہیں جاتا اگر جسم پر دو کپڑے ہوتے تو آپ ایک سائل کی نذر کر دیتے تھے توفیق الٰہی آپ کی رہبر تھی، انس آپ کا ندیم تھا۔"

(قلائد الجواہر ص ۷۰)

ہمہ کار غوث الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے دور تعلیمی کا یہ واقعہ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ "دور طالب علمی میں فاقہ پہ فاقہ ہے مگر دست سوال کرنا محال ہے کیا شان بلند ہے قریب تھا کہ جان قفس عنصری سے پرواز کر جائے دریا کے کنارے جاتے ہیں تا کہ گری پڑی اشیاء سے بھوک کا ازالہ کیا جائے مگر دیکھا کہ ایک ہجوم ہے، کیسا ہجوم درویشوں کا ہجوم، فاقہ کشوں کا ہجوم، ان سے مزاحمت کرنا نا مناسب معلوم ہوا واپس لوٹتے ہیں مسجد میں پہنچے دیکھا کہ ایک شخص عجمی جو مسافر معلوم ہوتا ہے، مسجد میں داخل ہوا اور دستر خوان بچھا کر کھانے میں مصروف ہو گیا، اسے دیکھ کر شدت بھوک سے منہ بار بار کھل رہا ہے۔ وہ عجمی مسافر آپ کو کھانے پر دعوت دیتا ہے آپ انکار کرتے ہیں مگر بار بار اس کے اصرار پر دستر خوان پر بیٹھتے ہیں گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا، عجمی مسافر نے دریافت کیا، کیا مشغلہ ہے؟ آپ نے فرمایا علم فقہ حاصل کر رہا ہوں، آپ نے دریافت فرمایا کہاں سے تشریف لائے؟ تو کہا جیلان اور عبد القادر کی تلاش ہے تو آپ نے فرمایا کہ عبد القادر تو میں ہی ہوں، مسافر ہکا بکا رہ گیا، چہرے کا رنگ زرد ہو گیا، مسافر بولا بخدا اے عبد القادر یہ سب کھانا آپ ہی کا ہے آپ کی والدہ نے مجھے آپ کے لئے رقم دیکر بھیجا تھا مگر تلاش بسیار کے بعد آپ کا پتہ معلوم نہ ہوا میری ساری رقم خرچ ہو گئی اس لئے میں مجبور ہو کر آپ کی امانت سے یہ کھانا خریدا ہے۔ آپ سے معذرت خواہ ہوں آپ نے معاف فرما کر رخصت کیا اور ساری رقم لا کر فقراء و مساکین میں تقسیم کر دی۔"

(قلائد الجواہر ص ۳۵)

اخلاقیات: ہمارا معاشرہ اخلاقی طور پر دن بدن کمزور ہوتا جا رہا ہے حالانکہ اخلاق ایک ایسا آلۂ کار ہے جس کی بدولت دلوں کی سرزمین کو فتح کیا جا سکتا ہے، اخلاق کی برکتیں اسلاف کی سیرتوں میں نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہیں جو ہمارے لئے نمونۂ عمل ہیں اور عظمت رفتہ کو حاصل کرنے کا پیغام دے رہی ہیں، مذکورہ صفحات میں سیدنا غوث پاک رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ سے چند نقوش تحریر کئے گئے تا کہ ہم تاجدار جیلان کی عقیدت و محبت کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے ان کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں اور اخلاق حسنہ کا ایسا مظاہرہ کریں کہ ہماری زندگی میں اسلاف کے اوصاف کریمانہ کے جلوے نظر آنے لگیں۔

مولیٰ کریم ہم سب کو توفیق خیر سے نوازے اور تاجدار بغداد کے فیضان سے مالا مال کرے آمین۔

عطائے رسول خواجہ غریب نواز کے حالات وکرامات

از: حضرت مولانا محمد احرار القادری صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذی الحجہ کا مہینہ تھا پانچ سو تراسی سن ہجری اور گیارہ سو ستاسی عیسوی تھی، مکۃ المکرمہ کی سرزمین پر میدان محشر کا سا سماں تھا، چہار دانگ عالم سے فرزندان توحید اپنے معبود حقیقی کے اس فرمان واتموا الحج والعمرۃ للہ، کی تعمیل کے لیے سرنیاز خم کئے سیل رواں کی طرح جوق در جوق جمع ہو گئے تھے ایک ہی ترانہ جو ہر زبان پہ جاری تھا ایک ہی آواز جس سے مکۃ المکرمہ کی فضا گونج رہی تھی وہ مقدس ترانہ یہ تھا، لبیك اللّٰھم لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمۃ لك والملك لاشریك لك خالق کائنات جل جلالہ کے یہ وفا شعار بندے دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر مناسک حج کی ادائیگی میں مصروف تھے لیکن ایک خلش جو دلوں کو بے چین کر رہی تھی وہ تھی روضۃ الرسول ﷺ کی حاضری کیونکہ ہادی اکرم ﷺ کے در اقدس ہی تو اصل مراد اور قبولیت کا پروانہ ہے جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

بشارت:۔

آخر وہ لمحۂ جانفزا آ ہی گیا جب حجاج فرائض حج سے فارغ ہو کر اپنا مال ومتاع اونٹوں پہ لاد کر دیوانہ وار عشق و مستی میں سرشار جانب طیبہ قافلہ در قافلہ کوچ کرنے لگے اور اپنے غمخوار آقا کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کے نذرانے پیش کرنے لگے انہی میں ایک خوب رو، خوش قامت، عاشق رسول تھا جس کی عمر تاریخ میں اس وقت چھیالیس سال بتائی جارہی ہے اور حالت یہ تھی برہنہ سر، آنکھیں نم اور کثرت سفر کی وجہ سے پاؤں میں چھالے ہیں لیکن صورت بتارہی تھی یہ کوئی اللہ والے ہیں۔

اپنے محسن آقا کی بارگاہ میں ہر کوئی اپنا درد دل بیان کر رہا تھا لیکن محبوب رب العالمین کا یہ عاشق ان سب سے بے نیاز ہو کر اپنے معبود حقیقی کی عبادت وریاضت میں مشغول تھا اچانک گنبد خضری سے آواز آئی۔ اے معین الدین تو میرے دین کا معین ہے میں نے تجھے ہندوستان کی ولایت عطا کی وہاں کفر وظلمت پھیلی ہوئی ہے تو اجمیر جا تیرے وجود سے ظلمت کفر دور ہوگی اور اسلام رونق پذیر ہوگا۔ ہر دل مخمور اور ہر چہرہ مسرور تھا اگر کسی چہرے پر پریشانی کی لکیر اور تفکرات کی سلوٹیں نمایاں تھیں تو وہ اسی عاشق رسول کا چہرہ تھا کیونکہ سلوک ومعرفت کا یہ محبتوں بھرا تحفہ اسی کو عطا کیا گیا تھا۔ یہ مژدۂ دلنواز اسی کو سنایا گیا تھا۔ آخر خوشخبری پہ حیران کیوں؟ جب یہ سوال تاریخ کے ورق الٹنے والے مؤرخوں سے کیا گیا تو جواب ملا اس وجہ سے کہ وہ انجان تھا اس ملک سے۔ جس کا مژدہ سنایا گیا تھا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ شہر اجمیر کہاں ہے؟ سمت سفر کیا ہوگی؟ مدینہ سے مسافت کتنی ہے؟ راستے کے پیچ وخم کیا ہیں؟ ابھی وہ انہی فکروں میں گم تھا کہ گنبد خضری کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں نے اس پر غنودگی طاری کر دی خواب میں محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لائے۔ اپنے جمال جہاں آراء کے دیدار سے مشرف فرمایا اور ایک نظر میں مشرق سے مغرب تک سارے عالم کو دکھا دیا۔ تمام بلاد وامصار نگاہوں کے سامنے تھے شہر اجمیر وہاں کا قلعہ اور پہاڑیاں نظر آنے لگیں۔ سرکار نے اپنے اس عاشق صادق کو ایک جنتی انار عطا فرما کر ارشاد فرمایا ہم تم کو خدا کے سپرد کرتے ہیں آنکھیں کھولیں تو ہندوستان کا پورا نقشہ پیش نظر تھا۔ چنانچہ تعمیل آقا کے لئے چالیس اولیاء کے ساتھ ہندوستان کا رُخ کیا۔

سفر ہند :

مدینہ منورہ سے وہ عاشق صادق بغداد پہنچا جہاں کچھ دنوں مشائخین وقت سے صحبتیں رہیں پھر 586ھ / 1190ء کو بقصد اجمیر بغداد سے عازم سفر ہوا۔ دوران سفر چشت، خرقان، جہنہ، کرمان، استرآباد، بخارا، تبریز، اصفہان، ہرات، سبزہ وار ہوتا ہوا بلخ پہنچا جہاں کچھ ایام شیخ احمد خضریہ کے یہاں قیام کیا۔ پھر بلخ سے روانہ ہو کر سمرقند ہوتا ہوتا غزنین پہنچا یہاں شمس العارفین عبدالواحد سے ملاقات کی اور کچھ دنوں روحانی صحبت گرم رہی پھر اپنے روحانی قافلہ کے ساتھ لاہور پہنچا حضرت ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار اقدس پر حاضری دی اور روحانی فیوض سے مالا مال ہوا جب روانہ ہونے لگا تو مزار مبارک پر یہ شعر پڑھا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل، کاملاں را رہنما

دہلی میں آمد :-

لاہور سے سامانا ہوتا ہوئے ہندوستان کی راجدھانی دہلی پہنچ کر براجہ کھانڈے راؤ کے راج محل کے سامنے ایک بت کدہ کے پاس قیام کیا اور اپنے اعلیٰ اخلاق و کردار، سادہ مؤثر نصیحتوں سے راج کھانڈے راؤ کے کاریگروں اور بہت سے راجپوتوں کو کلمہ اسلام پڑھنے پر مجبور کر دیا۔ لوگ جوق در جوق آنے لگے اور اسلام کا نور پھیلنے لگا، دیکھتے ہی دیکھتے دہلی کی سرزمین پر مسلمانوں کا ایک وسیع حلقہ تیار ہو گیا چونکہ اس مرد مجاہد کی منزل مقصود اجمیر تھی اس لئے اپنے خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دہلی میں خلق خدا کی ہدایت کے لئے چھوڑ کر عازم اجمیر ہو گیا۔

اجمیر میں آمد :

چند ثقہ مؤرخوں کے مطابق وہ مرد مجاہد 587ھ / 1191ء کو وارد اجمیر ہوا جہاں روز اول ہی سے باطن شکن کرامتوں کے ظہور نے ایک بوریہ نشیں درویش کی روحانی عظمت وقوت کا سکہ اہل اجمیر کے دلوں پر بٹھا دیا۔ اجمیر کے عوام وخواص کی کثیر تعداد شرک و بت پرستی کے قعر عمیق سے نکال کر فرمان باری تعالیٰ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کی ڈور سے منسلک ہونے لگی اور ایک وقت وہ آیا کہ شہر اجمیر کی پوری فضا کلمہ توحید سے گونجنے لگی۔ قبل ازیں کہ اس مرد خدا کی کچھ کرامتیں سپرد قرطاس کی جائیں نام و نسب اور ولادت وبچپن کا بیان بھی ضروری ہے۔

نام و نسب اور والدین :

تاریخ میں اس عظیم مرد مجاہد کا نام معین الدین بتایا جاتا ہے۔ جنہیں والدین پیار سے حسن کہا کرتے تھے اور غریب پروری کی وجہ سے غریب نواز کے نام سے مشہور ہوئے۔ پدر بزرگوار کا نام خواجہ غیاث الدین حسن ہے جو زہد و ورع، تقویٰ وطہارت میں ممتاز اور علم ظاہر و باطن سے بھی آراستہ تھے۔ یہ آٹھویں پشت میں حضرت موسیٰ کاظم کے پوتے ہوتے ہیں۔ اور مادر مہربان کا نام بی بی ام الورع ہے جو بی بی ماہ نور سے مشہور تھیں یہ بھی بلند کردار، پاکیزہ باطن خاتون

تھیں، عبادت و ریاضت آپ کا محبوب شغل تھا۔ چند واسطوں سے یہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی تھیں۔ اس لئے حضرت خواجہ کو نجیب الطرفین سید کہا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ حضرت غوث اعظم کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ اور ایک روایت کے مطابق آپ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک رشتے سے ماموں زاد ہوتے ہیں۔

ولادت، بچپن اور تعلیم:

حضرت خواجہ کی ولادت با سعادت 537ھ 1142ء کو موضع سنجر علاقہ سجستان (جسے سیستان بھی کہا جاتا ہے) میں ہوئی۔ آپ نے متقی و پارسا والدین کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی اس لئے عام بچوں کی طرح آشنائے لہوولعب نہ تھے۔ پیشانی مبارک پر لمعۂ نور اور شائستہ اطوار اس امر کی غمازی کرتے تھے کہ آپ آگے چل کر غیر معمولی شخصیت اور فکر و عمل، صلاح و تقویٰ کا روشن مینار ہوں گے۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی کے زیر سایہ ہوئی۔ نو برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا پھر ایک مدرسہ میں داخل ہو کر تفسیر و حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور بہت قلیل مدت میں کثیر علم حاصل کر لیا۔

انقلاب اور تلاش حق:

جب عمر شریف پندرہ سال کی ہوئی تو والد کا سایۂ شفقت سر سے اٹھ گیا ترکۂ پدری سے ایک باغ اور ایک پن چکی ملی تھی جس کو آپ نے ذریعۂ معاش بنایا اور خوشگوار زندگی گزرنے لگی مگر قدرت نے آپ کو اپنی مخلوق کے دلوں کی باغبانی کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ چنانچہ ایک دن ایک مجذوب حضرت ابراہیم قندوزی باغ میں تشریف لائے اور ایک کھلی کا ٹکڑا کھلا کر دل کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا۔ فوراً حضرت خواجہ نے باغ اور پن چکی بیچ کر اس کی قیمت فقراء میں تقسیم کر دی اور تلاش حق میں نکل پڑے۔ کئی مقامات سے گزرتے ہوئے قریہ ہارون پہنچے جہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے آپ کو اپنے حلقہ ارادات میں داخل فرما کر اپنی دو انگلیوں کے درمیان سے اوپر عرش اعظم اور نیچے تحت الثریٰ تک دکھا دیا۔ بیس سال تک اپنے مُرشد کی خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ ایک دن پیر و مُرشد نے آپ کو ساتھ لیکر خانہ کعبہ کا سفر کیا۔ طواف و زیارت کے بعد ہاتھ پکڑ کر حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ جب زیر حطیم کعبہ مناجات کی تو ندا آئی ہم نے معین الدین کو قبول کیا بعد ازاں بارگاہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر بحکم مُرشد حضرت خواجہ نے سلام عرض کیا تو روضۂ انور سے اس طرح جواب ملا وعلیکم السلام یا قطب المشائخ بر و بحر یہ تو مُرشد برحق کے ساتھ کا واقعہ ہے لیکن جب دوسری مرتبہ اپنے مُرید خاص حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو ساتھ لیکر حج و زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ حرم کعبہ کے اندر یادِ الٰہی میں مشغول تھے کہ ہاتف کی آواز سنی اے معین الدین ہم تجھ سے خوش ہیں، تجھے بخش دیا، جو کچھ چاہے مانگ تا کہ عطا کروں اور جب روضۂ انور کی زیارت کیلئے پہنچے تو یہ خوشخبری سنی اے معین الدین تو میرے دین کا معین ہے ہندوستان کی ولایت میں نے تجھے عطا کی یہی وہ بشارت عظمیٰ ہے جس سے میں نے اپنے مقالہ کا آغاز کیا تھا، اب لگے ہاتھوں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چند بصیرت افروز کرامتیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

کرامات خواجہ ہندالولی:

دوران قیام بغداد ایک دن خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ وحدالدین، شیخ شہاب الدین سہروردی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک مجلس میں

تھے۔ انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر ہو رہا تھا کہ سامنے سے ایک بارہ سال کا لڑکا ہاتھ میں ایک پیالہ لئے جا رہا تھا (دوسری کتابوں میں تیر و کمان کا ذکر ہے) جب بزرگوں کی نگاہیں اس پہ پڑی تو حضرت خواجہ نے فرمایا، یہ لڑکا ایک دن دہلی کا بادشاہ بنے گا۔ چنانچہ یہی وہ لڑکا شمس الدین التمش کے نام سے دہلی کا بادشاہ گزرا ہے۔

زیارت کعبہ:

حضرت قطب الدین بختیار کاکی کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ ہر سال زیارتِ کعبہ کے لئے بقوت روحانی اجمیر سے تشریف لے جاتے تھے جب کام پایہ تکمیل کو پہنچا تو آپ کا یہ معمول تھا کہ آپ ہر شب بعد نمازِ عشاء کعبۃ اللہ شریف تشریف لے جایا کرتے تھے اور نمازِ فجر اجمیر میں ادا فرماتے تھے۔

رھزنوں کا تائب ھونا:

ایک مرتبہ حضرت خواجہ اپنے مُریدوں کے ساتھ ایک گھنے جنگل سے گزر رہے تھے کہ وہاں بسنے والے ڈاکوؤں نے آپ کے مُریدوں پر حملہ کر دیا اور لوٹ مار شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر حضرت خواجہ نے جب نگاہِ جمال ان ڈاکوؤں پر ڈالی تو وہ کانپنے لگے اور قدموں میں گر پڑے۔ چھینا ہوا سامان واپس کیا اور آپ کے دستِ حق پرست پر سب کے سب مشرف باسلام ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے ان کو چند نصیحتیں فرمائیں۔ جو نہایت کارگر ثابت ہوئیں۔ سب نے رہزنی سے توبہ کی اور پوری عمر دین حق پر کاربند رہے اور سچائی کا دامن کبھی بھی اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

مقتول زندہ ھو گیا:

حاکم وقت نے ایک بے قصور شخص کو پھانسی دی اس کی ماں روتی پیٹتی ہوئی خدمتِ خواجہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بیٹا بے قصور تھا حضور مجھ پر کرم فرمائیں۔ آپ عصا لیکر اس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ مقتول کے پاس پہنچ کر عصا سے اس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اگر تو بے گناہ قتل کیا گیا ہے تو خدا کے حکم سے زندہ ہو جا اور دار سے نیچے اتر آ۔ مقتول یہ سنتے ہی زندہ ہو گیا اور سولی سے اتر کر آپ کے قدموں پر سر رکھا اور اپنی ماں کے ساتھ اپنے گھر کو روانہ ہو گیا۔

بُت پرستوں کا تائب ھونا:

کلمات الصادقین میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ کا گزر کفار کے ایک بُت کدے کی طرف سے ہوا۔ اس وقت سات کافر بُت پرستی میں مشغول تھے آپ کا جمال جہاں آراء دیکھتے ہی بے بس ہو گئے اور قدموں میں آ کر گر گئے فوراً توبہ کی اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ آپ نے ان میں سے ایک کا نام حمید الدین رکھ دیا۔ چنانچہ شیخ حمید الدین دہلوی ان سات حضرات میں سے ایک ہیں جنھوں نے شہرت پائی۔

آتش پرستوں کا قبول اسلام:

ایک روز حضرت خواجہ غریب نواز صحرا سے گزر رہے وہاں آتش پرستوں کا ایک گروہ آگ کی پرستش میں مشغول تھا یہ لوگ اس قدر ریاضت و مجاہدات کرتے تھے کہ چھ چھ مہینے تک دانہ پانی زبان پر نہیں رکھتے تھے سرکار خواجہ نے ان لوگوں سے آتش پرستی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ آگ کو اس لئے پُوجتے ہیں کہ دوزخ میں یہ آگ ہمیں تکلیف نہ پہنچائے۔ آپ نے فرمایا دوزخ سے بچنے کا طریقہ یہ نہیں بلکہ نارِ دوزخ سے بچنے کیلئے خالق نار کی پوجا کرو پھر یہ آگ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ تم لوگ اتنے دنوں سے آگ کی پوجا کرتے ہو

ذرا اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر دکھاؤ؟ ان لوگوں نے جواب دیا۔ آگ کا کام جلانے کا ہے، ہمارا ہاتھ تو جل جائے گا لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حق پرستوں کو آگ نہ جلائے گی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا، دیکھو ہم خدا کے پرستار ہیں۔ یہ آگ ہمارے جسم کو تو دور کی بات ہماری جوتی کو بھی نہیں جلا سکتی۔ یہ فرما کر آپ نے اپنی ایک جوتی آگ میں ڈال دی بہت دیر تک وہ آگ میں رہی مگر اس پر آگ کا ذرا سا بھی اثر نہ ہوا یہ دیکھ کر سب مسلمان ہو گئے۔

فریاد رسی:

ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سلطان شمس الدین التمش کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے مصروف سیر و تفریح تھے بعض امراء و اعیان سلطنت بھی ہمراہ تھے کہ ایک بدکار عورت نے بادشاہ کے حضور میں عرض کیا کہ آپ میرا نکاح کر دیں ورنہ عتابِ الٰہی میں گرفتار ہو جاؤں گی بادشاہ نے کہا تو کس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو عورت نے حضرت قطب الدین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس مرد سے جو قطب الاقطاب بنے پھرتے ہیں (نعوذ باللہ) انہوں نے میرے ساتھ حرام کی ہے اور یہ حمل (پیٹ کی طرف اشارہ کر کے) انہیں کا ہے۔ حضرت قطب صاحب کو یہ بیہودہ بات سن کر شرم و ندامت سے پسینہ آ گیا۔ بادشاہ و امراء ششدر رہ گئے۔ فوراً قطب صاحب نے اجمیر کی طرف منہ کر کے کہا یا پیر و مُرشد میری مدد فرمایئے فوراً سامنے حضرت خواجہ تشریف لاتے دکھائی دیئے حضرت قطب صاحب اور بادشاہ قدم بوس ہو گئے۔ سرکار خواجہ نے فرمایا کیا بات ہے؟ تم نے مجھے کیوں یاد فرمایا؟ حضرت قطب صاحب نے سارا ماجرا بیان کیا تو سرکار خواجہ نے اس عورت کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اے بچے سچ سچ بتا تو کس کا بچہ ہے۔ بچہ فوراً اپنی ماں کے پیٹ سے بول اٹھا کہ میں ایک چرواہے کا بچہ ہوں۔ میری ماں نہایت بدکار عورت ہے۔ چنانچہ عورت نے بھی اعتراف کر کے معافی مانگی۔

پرتھوی راج اور حضرت خواجہ:

جب حضرت خواجہ اجمیر میں مقیم ہوئے اور وہاں آپ کی ذات بابرکت سے کرامتوں کا مسلسل ظہور ہونے لگا اور لوگ اسلام کی صداقت کے معترف ہونے لگے پرتھوی راج کی دفاعی کوششوں کے باوجود حضرت خواجہ کا اثر بڑھنے لگا تو پرتھوی راج دل سے حضرت خواجہ کا دشمن ہو گیا، جوگی جے پال کی ناکامی اور اس کے قبول اسلام کے بعد پرتھوی راج کی آتش عداوت تیز ہوگئی اور وہ حضرت خواجہ کو اجمیر سے نکالنے کا منصوبہ بنانے لگا جب وہ اپنے منصوبے کو عملی شکل دینے کا ارادہ کرتا اندھا ہو جاتا اور جب باز آتا بینائی واپس آ جاتی اس کرامت کو بار بار دیکھنے کے باوجود بھی شرک و بُت پرستی کی ظلمت اس کے دل سے نہ نکل سکی بالآخر اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔

مجلس کرامات:

حضرت خواجہ ایک مجلس کا تذکرہ فرماتے ہیں جس میں خواجہ عثمان ہارونی خواجہ اوحدالدین کرمانی اور حضرت خواجہ بھی موجود تھے۔ گفتگو اس بارے میں شروع ہوئی کہ جو شخص بھی اس مجلس میں ہے وہ اپنی کرامت دکھائے یہ سنتے ہی خواجہ عثمان ہارونی نے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر اشرفیاں نکال کر ایک درویش کے حوالہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ درویشوں کے لئے حلوہ لے آؤ۔ شیخ اوحدالدین نے قریب ہی پڑی ہوئی ایک لکڑی پر ہاتھ مارا تو فوراً وہ لکڑی سونا بن گئی۔ میں پیچھے رہ گیا جو پیر و مُرشد کی وجہ سے کوئی

کرامت ظاہر نہیں کر سکتا تھا شیخ نے میری طرف رُخ کر کے فرمایا تم کوئی کرامت کیوں نہیں دکھاتے؟ اس مجلس میں ایک بھوکا درویش تھا جو شرم کی وجہ سے سوال نہیں کرتا تھا میں نے اپنی گدڑی میں سے جو کی چار روٹیاں نکالیں اور اس درویش کے حوالہ کر دیں۔

رام دیو کا قبول اسلام:

جب حضرت خواجہ اجمیر میں اناساگر کے قریب مقیم ہوئے وہ اناساگر جس کے گرد و نواح میں ہزاروں بُت خانے تھے جن پر سینکڑوں من تیل اور پھول صرف ہوتے صبح و شام پرستاروں کا ہجوم رہا کرتا تھا۔ برہمنوں اور پرستار اصنام کو حضرت کا قیام ناگوار گزرا جب راجہ اور اہل شہر کی کثیر تعداد مندروں میں پُوجا کیلئے حاضر ہوئی پجاریوں کا سردار رام دیو (دوسری کتابوں میں شادی دیو آیا ہے) ایک جماعت کثیر کے ساتھ حضرت کی بارگاہ میں آیا تاکہ اس مرد درویش کو یہاں سے نکال دیا جائے لیکن حضرت خواجہ کے جمال باکمال پر نظر پڑتے ہی لوگوں کے جسموں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ بید کی طرح کانپنے لگے۔ حضرت کی نگاہ کرم کی تاثیر نے رام دیو کے دل کی کیفیت بدل دی بصد خلوص و عقیدت آگے بڑھا اور دستِ حق پرست پر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت خواجہ نے اس کا نام شادی دیو رکھا۔ تلک عشرۃ کاملۃ یہ آپ کی دس کرامتیں مکمل ہوئیں ویسے تو آپ کی بے شمار کرامتیں ہیں اور الحمدللہ !! آج بھی آپ کی تربت گہوارۂ کرامت بنی ہوئی ہے۔ ☆☆☆

(..........بقیہ ص ۳۵ کا) "پڑھنے کے زمانے ہی سے پڑھانے کا سلسلہ جاری ہے جتنا پڑھا اس سے کہیں زیادہ پڑھایا مگر پھر بھی نام و نمود سے دور، شہرت سے نفور اور بیگانوں کے مشکور اور عنداللہ ماجور ہیں"۔ (تذکرۂ جمیل ص ۲۴۷)

اتنے اوصاف و کمالات کی جامع شخصیت کی کئی بار زیارت اور آپ کی زبان فیض ترجمان سے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس فقیر قادری اپنی خوش بختی اور سعادت مندی تصور کرتا ہے اللہ کریم حضور کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے روحانی فیضان سے ہمیں تادیر فیضیاب فرمائے۔ آمین ☆☆☆

(بقیہ ص ۴۲ کا......) کے چھپوانے پر پابندی بھی عائد کی گئی تھی مگر ہمارے مدرسوں سے فارغین حفاظ کرام نے دنیا والوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے دنیا والو! تم دنیا کے تمام قرآن کو بظاہر مٹا سکتے ہو مگر جو خدا نے ہمارے سینے میں محفوظ فرما دیا ہے اس کا کیا کرو گے بالآخر یہ بھی ناکام ہے۔ اس طرح دور رواں میں بھی ایک کوتاہ اندیش اور ماؤف ذہن شخص جس نے آیت تو آیت سورۃ تو سورت بلکہ پورے قرآن پاک میں تحریف کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے اس نے اس کتاب کی شروعات اپنے زانی باپ کے نام سے کی ہے اور ۱۱۴ سورتوں کے بجائے صرف ۷۷ سورتوں پر اکتفا کیا ہے اور زنا کو حرام اور جہاد کو فرض قرار دینے کے بجائے زنا کو مباح اور جہاد کو حرام قرار دیا ہے شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ خود بھی زانی ہوا اور زنا کے ذریعے پیدا بھی ہوا ہے۔

بہر حال اس نے ایسا قرآن نکال کر کویت کے سپرد کیا ہے اور اس کا نام "الفرقان" "The True Quraan" رکھا ہے، یعنی اس کی نظر میں اصل قرآن غلط ہے اور جو اس نے مکاری کر کے تحریف کی ہے وہ صحیح ہے۔

بہر حال یہ صادق و مصدوق ﷺ کے قول کے مطابق ایک دجال ہے جو اس زمانے میں پیدا ہوا ہے ایسے کئی دجال آئے اور آتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دجالوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ☆☆☆

صدر العلماء

رخ حیات کے چند درخشاں پہلو

از: غلام مصطفیٰ قادری رضوی باسنی ناگور شریف راجستھان

رسول کونین ﷺ نے علامات قیامت میں ایک علامت یہ بھی بتائی کہ علم اٹھا لیا جائے گا، علماء کی قلت ہوجائے گی پھر صادق کیوں نہ ہو کہ یہ صادق ومصدوق ﷺ کا مبارک ارشاد ہے۔ آج ہم جہاں اور بہت سی نشانیاں دیکھ رہے ہیں وہیں یہ بھی عیاں ہے کہ علماء جارہے ہیں بازار علم وعمل کی رونق کم ہوتی جارہی ہے۔ جن کے اسرار و افکار میں ہمارے لئے سامان بصیرت ہے وہ اٹھتے چلے جا رہے ہیں جو ظاہری علوم وفنون کے تاجدار اور باطنی علوم و معارف کے رمز شناس ہیں ان سے ہم محروم ہوتے جارہے ہیں اس صدی کی پہلی دہائی بھی مکمل نہیں ہوئی اور ہماری جماعت کے کئی باوقار صاحبان فکروعمل ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگئے اور مسندیں ویراں ہوتی چلی گئیں۔ ایک ایک کا منہ تکتے ہیں۔ کوئی نظر نہیں آتا۔

تا سحر وہ بھی نہ چھوڑی تو نے او باد صبا
یادگار رونق محفل تھی پروانے کی خاک

۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ کو دنیائے سنیت کی ایک اور شمع علم ودانش گل ہوگئی وہ جو خدا کا برگزیدہ بندہ بھی تھا اور بارگاہ مصطفوی کا مثالی عاشق بھی، علمی بصیرت وبصارت میں اپنے معاصرین میں ممتاز بھی تھا اور اکابر علماء ومشائخ کی معتمد ہستی بھی، زندگی کا بیشتر حصہ جس کا خدمت دین وملت میں بسر ہوا اور دنیا سے جاتے وقت بھی جو اپنے خادم کو ساتھ لئے کسی کار خیر میں شامل ہونے کے لئے سفر کر رہا تھا۔ میری مراد صدر العلما مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ الشاہ محمد تحسین رضا خاں قادری رضوی نوری قدس سرہٗ السامی کی ذات گرامی ہے۔ تقریباً اسی سال کی عمر میں بھی اس مرد خدا نے اپنی خداداد علمی صلاحیتوں اور بے مثال کردار وعمل سے جو لازوال اور بیش قیمت خدمات مذہب وملت انجام دیں وہ صبح قیامت انہیں زندہ رکھیں گی (انشاء المولیٰ العظیم)

حضور صدر العلماء گلستان رضویت کے اس گل سر سبد کا نام ہے جن کی خوشبوؤں نے نہ صرف بریلی شریف کی رہ گزر کو مہکایا بلکہ جہاں جہاں بھی تشریف لے گئے اپنی مہک سے اہل ایمان اور صاحب دل حضرات کے قلوب واذہان کو مہکا دیا۔ بھلا صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری، محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد رضوی لائلپوری اور شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین رضوی جونپوری (علیہم الرحمۃ والرضوان) جیسے نجوم وکواکب علم وبصیرت سے جس نے روشنیاں پائیں وہ کیوں نہ دوسروں کو روشن ومنور کرے گا۔ ان باوقار شخصیات نے علامہ تحسین رضا صاحب کو علمی لعل و گوہر بنا دیا۔

اللہ کا خوف اور خشیت آپ کے دل میں خوب تھا جس کا اندازہ لگانے کے لئے ایک بار آپ کی زیارت اور انداز

عبادت دیکھ لینا کافی تھا، انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کی آپ تصویر تھے آپ کی سادگی وملنساری، شفقت ومروت، اخلاص ودردمندی اور علمی وفکری رہنمائی نے نہ جانے کتنوں کو آپ کا گرویدہ بنادیا، عشق رسول ﷺ کی دولت تو آپ کو ورثہ میں ملی تھی خانوادۂ رضا کا بچہ بچہ جام عشق سے سرشار ہوتا ہے بلکہ الفت مصطفیٰ تو انہیں گھٹی میں پلادی جاتی ہے اور بقول مولانا کوثر نیازی (پاکستان) ''عشق اور علم کو ہم آغوش کیا جائے تو امام احمد رضا بنتے ہیں''

اور صدر العلماء اسی احمد رضا کے خانوادے سے تھے آپ کی محبت وعشق رسول کا اندازہ کرنے کے لئے یہ مثال بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ جب محفل میلاد یا جشن مصطفیٰ میں نعتیہ اشعار گنگنائے جاتے تو آپ والہانہ انداز میں سماعت کرتے تھے نیز خود آپ کے فیض یافتہ قلم سے واردات قلب اور سوز دروں شعر وشاعری کے توسط سے صفحۂ قرطاس پر آجاتے ذرا مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ کریں۔

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے
در حقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے

عظمت فرق شہ کونین کیا جانے کوئی
جس نے چومے پائے اقدس عرش اس کا نام ہے

روئے انور کا تصور زلفیں مشکیں کا خیال
کیسی پاکیزہ سحر ہے کیا مبارک شام ہے

تو اگر چاہے تو پھر جائیں سیہ کاروں کے دل
ہاتھ میں تیرے عنان گردش ایام ہے

ساقئی کوثر کا نام پاک ہے ورد زباں
کون کہتا ہے کہ تحسین آج تشنہ کام ہے

خدا کے محبوبوں سے محبت رکھنا ان کی عقیدتوں کا چراغ اپنے دل میں روشن رکھنا بلند ہونے کی دلیل ہے یہ ادنیٰ کو اعلیٰ بنانے والی چیز ہے علامہ تحسین رضا خاں بڑوں کی بارگاہ کے ادب شناس تھے اپنے شاگردوں کو بھی اسی کی تعلیم دیتے۔ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے متعلق آپ کے یہ الفاظ بھی میری بات کی تائید کرتے ہیں۔ مولانا محمد شہاب الدین رضوی کے نام ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں: ''حضور مفتی اعظم ہند کا زہد وتقویٰ، بزرگانہ شفقت میرے لئے سب سے زیادہ باعث کشش ہوئی''۔ (مفتی اعظم اوران کے خلفا، ص ۲۶۵ جلد اوّل)

میں نے مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا ہے کہ عقیدت بزرگان دین معتقد کو بلند کردیتی ہے اور بڑوں کی نگاہ میں باعزت بنادیتی ہے حضور اعظم ہند صدر العلماء کے والد ماجد علامہ حسنین رضا قادری قدس سرہٗ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''صاحب کے جتنے لڑکے ہیں سبھی خوب ہیں، باصلاحیت و بالیاقت ہیں مگر ان میں تحسین رضا کا جواب نہیں''۔ (حوالہ مذکور)

آپ کے ہر عمل میں اخلاص تھا جو بھی نیک کام کرتے لوجہ اللہ کرتے، نام ونمود اور شہرت سے حددرجہ بچتے تھے آپ کی خاموش تبلیغ اور درس وتدریس کا ایک بڑا طبقہ علم وادب کامعترف ہے جہاں بھی پیغام حق پہنچانے جاتے اخلاص واثر کے جلوے نظر آتے اس وصف نے بھی آپ کی عظمت میں چار چاند لگادیئے، ضعیف العمری مین بھی جامعۃ الرضا اور جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں تشنگان علم ومعرفت کو سیراب کرنا بلاشبہ آپ کے مخلص ہونے کی دلیل ہے اسی لئے علامہ محمد ابراہیم رضوی خوشتر صدیقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

(بقیہ ص ۳۳ ر پر............)

رادّ المھند علیٰ السنھیق الانبھتی المفند

پیشکش:- عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) پیلی بھیت شریف (یوپی)

...... بلکہ اسی کا بندہ اور اسی کا مخلوق سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور شفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ اسی مضمون میں چند سطر بعد لکھتا ہے: "اس بات میں اولیا و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے جو کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جائے گا خواہ انبیا اولیا سے خواہ پیروں و شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے یہ تو اس گستاخ کی عادت ہے کہ ہر جگہ انبیاء و اولیاء علیٰ سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والثناء کے ساتھ اپنے بڑوں یعنی جن و شیطان بھوت و پری کو ملاتا ہے مگر یہ بات اس عبارت سے بالکل ظاہر ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمۂ مجتہدین و علمائے کاملین بلکہ تمام مسلمات و مسلمین و مؤمنین اوّلین و آخرین جو ہمیشہ سے حضور اقدس ﷺ کو اپنا شفیع مانتے اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے اور ہمیشہ مانتے رہیں گے وہ سب کے سب تقویت الایمانی دھرم میں ابو جہل کے برابر مشرک ہیں بے دینوں پر خدا کی پھٹکار کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و ﷺ کی شان میں گستاخی اور توہین کرنے والوں پر شریعت طاہرہ کے حکم سے علمائے اہل سنت کافر مرتد ہونے کا فتویٰ دیں اس کا تو رونا روئیں کہ ساری دنیا کو کافر کہہ دیا گویا گنتی کے چار پانچ دیوبندیوں کا ہی نام ساری دنیا ہے اور خود اپنے ناپاک گریبانوں میں اپنے نجس سروں کو ڈال کر اپنی خباثت نہیں سوجھتے کہ تمام امت مرحومہ تمام مسلمین و مومنین اولین و آخرین کو ابو جہل ملعون کے برابر مشرک و کافر کہتے ہیں الالعنة الله علی الکاذبین خیر تو کہنا یہ ہے کہ انبیٹھی جی نے اس سوال کے جواب میں دجالیت کذ ابیت سے کام لیا اور اپنا دھرم ظاہر نہ کیا الالعنة الله علیٰ الکاذبین۔

(۱۰) امام الواہابیہ تقویت الایمان مطبع مجیدی کانپور ص ۲ پر کہتا ہے: اللہ و رسول کے کلام کو اصل رکھئے اور اس کی سند پکڑیئے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے مطابق ہو سو قبول کیجئے اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیئے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجئے اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہئے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور اس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت ہے کہ اس کے موافق

چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف درج ہیں ان کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں ص ۳ پر لکھتا ہے: اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہئے کہ پیغمبر تو نادانوں کے راہ بتانے کو اور جاہلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کو علم سکھانے کو آئے تھے ص ۴ پر کہتا ہے: جو کوئی بہت جاہل ہے اس کو اللہ و رسول کے کلام سمجھنے میں زیادہ رغبت چاہئے اسی ص پر لکھتا ہے: ہر خاص و عام کو چاہئے کہ اللہ و رسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں مسلمان ان عبارتوں کو ملاحظہ فرمائیں اول تو ہر گنوار سے گنوار جاہل سے جاہل گیدی کو قرآن وحدیث کے معانی ونکات سمجھنے کے قابل بتایا پھر اللہ عزوجل پر افتراء بھی جڑ دیا کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف وصریح ہیں ان کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں کیا ہے دم کسی وہابی دیوبندی غیر مقلد میں کہ بتا سکے کہ اللہ عزوجل نے یہ کہاں فرمایا ہے یہ کون سی آیت کا ترجمہ ہے پھر قرآن پاک صراحۃً جھٹلا دیا کہ اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہئے اللہ عزوجل فرماتا ہے: وتلك الامثال نضربها للنّاس وما يعقلها الّا العالمون۔ یہ کہاوتیں بیان تو سب کے لئے کرتے ہیں اور انہیں عالموں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا، اب نہیں معلوم وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین اللہ عزوجل کو سچا کہتے ہیں یا اسماعیل دہلوی کو ہمیں تو یہی توقع ہے کہ ان سے اللہ چھوٹ جائے تو پرواہ نہیں مگر امام الوہابیہ کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتے ولا حول ولا قوۃ الّا باللّٰہ۔

اہل اسلام ملاحظہ فرمائیں ان عبارتوں میں امام الوہابیہ نے صاف صاف مسلمانوں کو اماموں کی تقلید سے توڑا اور ہر جاہل اجہل کو حکم دیا ہے کہ تم خود قرآن وحدیث سے احکام سمجھو اور ہر جاہل اجہل جو کچھ قرآن وحدیث سے سمجھے اسی پر عمل کرے بلکہ صاف صاف کہا کہ جو شخص بہت زیادہ جاہل ہو وہ اپنی سمجھ کے مطابق بہت زیادہ مسئلے قرآن وحدیث سے نکالے بلکہ جاہل گیدی کو حکم دے رہا ہے کہ مولویوں کی نہ سنو بلکہ کلام الٰہی کو خود سمجھو اور اس کے ذریعہ سے اپنی سمجھ کے مطابق مولویوں یعنی ائمۂ مجتہدین امام اعظم ابوحنیفہ وامام شافعی وامام مالک وامام احمد بن محمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال کو پرکھو ان کی جانچ پڑتال کرو اگر تمہاری سمجھ میں وہ قرآن وحدیث کے مطابق معلوم ہوں تو مانو ورنہ پھینک دو کیوں بھائیو کیا غیر مقلدی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں دیکھو صاف صاف ہر جاہل اجہل کو اماموں کی تقلید سے منع کیا اور خود قرآن وحدیث سے مسائل سمجھنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ تقویت الایمانی دھرم میں اماموں کی تقلید ناجائز ہے اسی تقویت الایمان کے دوسرے حصہ تذکیر الاخوان ص ۱۸۸ پر لکھا مسلمانوں کو چاہئے کہ جب تک مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو تب تک مجتہد کی پیروی وتقلید نہ کرے اور تحقیق کی فکر میں رہے اور کوشش کرے محض تقلید ہی پر خاطر جمع کر کے نہ بیٹھ رہے اسی تذکیر الاخوان کے ص ۱۸۹ پر لکھا جیسے خدا کے حکم کو ماننا ویسے ہی اور کسی مولوی درویش کا حکم ماننا شرک ہے دیکھئے صاف تقلید کو شرک لکھا۔

اب ملاحظہ ہو انبیٹھی جی نے آٹھویں نویں دسویں سوال کا جواب المہند میں لکھا: اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے کیوں کہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس وہوا کے اتباع کرنے کا انجام الحاد اور زندقہ کے گڑھے میں جا گرتا ہے اللہ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول وفروع میں امام

المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد ہیں خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو۔ اس جواب میں انیٹھی جی نے کس قدر بے ایمانیاں کی ہیں، ۱- تقویت الایمان و ۲- تذکیر الاخوان کی اصل عبارتیں جن میں تقلید کو شرک اور ناجائز لکھا ہے وہ نہیں پیش کیں۔ ۳- جس بات کو تقویت الایمان و تذکیر الاخوان میں ناجائز و شرک لکھا، اسے ضروری بتایا بلکہ اسے واجب کہا پھر ۵- پھر اسی تقویت الایمانی شرک کے چھوڑنے کا انجام ملحد اور ۶- زندیق ہوجانا بتایا ۷- پھر کہا اللہ پناہ میں رکھے یعنی اسی تقویت الایمانی شرک میں مبتلا رکھے۔ ۸- پھر اسی تقویت الایمانی شرک پر موت مانگی ۹- پھر تقویت الایمانی دھرم میں جو لوگ مشرک ہیں انہیں کے گروہ میں حشر کی دعا کی اب نہیں معلوم المہند کے فتویٰ سے امام الوہابیہ ملحد و زندیق تھا یا تذکیر الاخوان کے حکم سے انیٹھی تھانوی گنگوہی نانوتوی جو اپنے آپ کو مقلد بتاتے ہیں یہ لوگ مشرک ہیں دیکھیں اب وہابیہ دونوں میں سے کس کا فتویٰ مانتے ہیں، انیٹھی جی اگر بہادر ہوتے تو اپنا تقویت الایمانی دھرم ہرگز نہ چھپاتے اور صاف صاف ان تینوں سوالوں کا جواب یوں لکھتے کہ: بیشک ہمارے اور ہمارے دیوبندی پیشواؤں کے دھرم میں ضرور اماموں کی تقلید شرک ہے تو ہم اور اکابر طائفہ کیوں اپنے آپ کو مقلد کہتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہمارا ہمارے بزرگوں کا تقیہ ہے اگر ہم کھلے غیر مقلد بن جائیں تو حنفیوں میں ہماری دال نہ گلے اور کسی کو ہم اسلام سے برگشتہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں اس لئے حنفیوں کو دھوکے دینے کے ہے ہم اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرتے ہیں ورنہ اصل بات یہ ہے کہ ہم غیر مقلدوں کو بھی برا نہیں جانتے ہیں بلکہ وہ بھی ہمارے جگری بھائی ہیں دیکھو ہمارے دھرم گرو گنگوہی جی کا فتاویٰ گنگوہیہ حصہ دوم ص ۱۸ عقائد میں سب متحد مقلد غیر مقلد ہیں البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں دیکھو ہمارے اور غیر مقلدوں کے عقائد بالکل ایک ہی ہیں، مگر انیٹھی جی کو معلوم تھا کہ اگر تقویت الایمانی دھرم کے مطابق صاف جواب لکھ دیں گمراہی و بدمذہبی کے فتوے حرمین شریفین سے ملیں گے اور مقصود تو یہ تھا کہ کسی طرح دھوکے اور فریب سے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے کچھ فتوے اپنی موافقت میں حاصل کئے جائیں مجبوراً یوں جھوٹ اور فریب سے کام لیا الا لعنة اللّٰہ علی الکاذبین

(۱۱) اسی تقویت الایمان مطبع مجیدی کانپور کے حصہ دوم تذکیر الاخوان ص ۶۴ پر وہابیوں دیوبندیوں کا امام اسماعیل دہلوی لکھتا ہے: تم اپنے دین میں نئی نئی رسم اور نئے نئے عقیدے اور طریقے نہ نکالو اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی ہووے کوئی خارجی بنے اور کوئی رافضی اور کوئی ناصبی اور کوئی جبری اور کوئی قدری اور کوئی مرجئی کہلائے اور کوئی سر پر بال رکھ کر اور چار ابرو کا صفایا دے کر فقیری جتائے پھر ان میں کوئی قادری سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے حکم یہی ہے کہ سب مل کر قرآن و حدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی فرقے مت ہو جاؤ اور نئی نئی باتیں نکال کر تفرقہ اور پھوٹ مت ڈالو اس واسطے کہ قیامت کو بعض لوگ سرخرو اور بعض سیاہ رو ہوں گے تو ان روسیاہوں سے کہا جائے گا کہ تم پہلے مسلمان ہوئے اور اللہ کی کتاب قرآن کے ماننے کا تم نے اقرار کیا پھر دین میں نئی نئی باتیں رسمیں نکالیں اور بدعات کفریہ جاری کیں تو اس سے اللہ کی کتاب کے موافق عمل کرنا چھوٹ گیا پھر ان نئی رسموں کے جاری ہونے سے ان کی محبت دل میں پڑ گئی اور چھوٹنا ان کا مشکل پڑ گیا تو قرآن میں

جو اس کے خلاف ہے اس حکم سے دل میں انکار آ گیا اس انکار کا مزہ چکھو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص نئی نئی باتیں بدعتیں نکالے اور بدعت کے کام کرے تو اللہ صاحب کے نزدیک قرآن کا منکر ٹھہر جاتا ہے اور روز قیامت کو روسیاہ اٹھے گا پھر اس پر عذاب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا مزا چکھ ان بدعتوں کا۔

پیارے بھائیو! ذرا اس ناپاک عبارت کو دیکھو اس بے ایمان خبیث نے تمام قادریوں چشتیوں سہروردیوں نقشبندیوں کو کیسی کیسی جی بھر کر گندی گالیاں دی ہیں ۱- قادریوں چشتیوں سہروردیوں نقشبندیوں کو معتزلہ خوارج روافض نواصب جبریہ قدریہ مرجیہ جیسے بدمذہبوں گمراہوں کے مثل ٹھہرایا ۔۲- انہیں یہود و نصاریٰ کے کافر فرقوں کی طرح بتایا ۳- انہیں قرآن وحدیث کے خلاف کہا ۴- انہیں بدعتی کہا اور خالی بدعتی نہیں بلکہ ۵- معاذ اللہ بدعات کفریہ جاری کرنے والا پھر کہا ۶- قیامت کے دن ان کے منہ کالے ہوں گے ۷- وہ جہنم میں جائیں گے ۸- ان پر عذاب ہوگا ۹- ان سے کہا جائے گا کہ اپنی بدعتوں کا مزا چکھو ۱۰- حتیٰ کہ منہ بھر انہیں اللہ کے نزدیک قرآن کا منکر یعنی کافر کہہ دیا یہ ۱۰- دس گالیاں ہیں جو امام الوہابیہ نے اس ایک ہی عبارت میں چاروں سلسلوں کے اولیائے کرام و مشائخ عظام کو دی ہیں خیر اس کی اس ذرّیت شیطان سے کیا شکایت جو خود اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں سنا رہا ہے مگر اب ملاحظہ فرمایئے کہ انبیٹھی جی المہند میں گیارھویں سوال کا جواب دیتے ہیں :ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہوجائے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو جو شریعت میں راسخ القدم ہو چند سطر بعد لکھا بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد وتلقین کے درپے رہے ہیں دیکھئے ۱- انبیٹھی جی نے تذکیر الاخوان کی اصل عبارت نہیں پیش کی ۲- جواب وہ لکھا جو بالکل تذکیر الاخوان کے خلاف ہے ۳- بلکہ جو بات تذکیر الاخوان میں کفر تھی وہی المہند میں مستحب ہوگئی اگر تذکیر الاخوان سچی ہے تو انبیٹھی جی اور ان کے دیوبندی مشائخ ضرور جہنمی اور کافر ہوں گے اور قیامت کے روز ان سب کے منہ کالے ہوں گے اور اگر جھوٹی ہے تو امام الوہابیہ کا منہ انشاء اللہ تعالیٰ کالا ہوگا اور اس کو امام مان کر تمام وہابیوں دیوبندیوں کے منہ کالے ہوں گے اس سوال کا جواب بھی تقویت الایمانی دھرم کے مطابق یوں تھا کہ ہمارے نزدیک اور ہمارے دیوبندی پیشواؤں کے نزدیک قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ وغیرہ کسی سلسلہ میں بیعت کرنے والا قرآن کا منکر بدعتی دوزخی ہے قیامت کے دن اس کا منہ کالا ہوگا رہا یہ سوال کہ جب ہم لوگ بیعت کو کفر جانتے ہیں تو ہم خود کیوں چشتی صابری نقشبندی بنتے ہیں تو اس کا جواب وہی ہے کہ اس طرح بیچارے عوام المسلمین ہمارے فریب میں آسانی سے آ جاتے ہیں اور تقیہ ہمارے دھرم کا اصل اصیل ہے مگر انبیٹھی بیچارے کو معلوم تھا کہ یہاں بغیر تقیہ کے کام نہیں چل سکتا مجبوراً عیاری کذابی سے کام لیا۔ الالعنة اللہ علی الکاذبین۔

(۱۲) امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے تقویت الایمان مطبع مجیدی کانپور ص ۳۵ پر لکھا مشکل کے وقت پکارنا اللہ ہی کا حق ہے اور نفع اور نقصان کی امید رکھنی اس سے چاہئے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے ص ۳۶ پر لکھا ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی

باتیں ہیں ان سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کیا چاہئے کسی مخلوق کی یہ شان نہیں کہ اس سے یہ معاملہ کیجئے ان عبارتوں میں کیسا صاف صاف بکا کہ جو کسی نبی ولی سے دین یا دنیا میں کچھ بھی فائدے کی امید رکھے وہ مشرک ہے ہم تمام مسلمانوں کا تو یہ ایمان ہے کہ ہم پر اولیائے کرام و علمائے عظام وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بے شمار احسانات ہیں اور ان سے ہمیں دین کے بیحد فائدے پہنچے ہیں اور سب سے بڑھ کر حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ہمیں اس قدر دین دنیا کی نعمتیں ملی ہیں جن کا شمار خدا ہی جانتا ہے بلکہ دین و دنیا کی جس قدر نعمتیں ہم کو اور تمام اولین و آخرین کو ملیں اور ملتی ہیں اور ابدالآباد تک ملیں گی وہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صدقہ میں ملیں اور ملتی ہیں اور ملیں گی مگر امام الوہابیہ کے ناپاک دھرم میں ایسا سمجھنے والے سب مشرک ہیں اب انبیٹھی جی کی لیجئے المہند کے گیارھویں سوال کے جواب کے آخر میں لکھتے ہیں مشائخ سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا تو بیشک صحیح ہے دیکھئے اس جواب میں کس قدر بے ایمانی کی ہے اصل عبارت تقویت الایمان کی نہیں لکھی جس بات کو تقویت الایمان میں شرک لکھا اسی بات کو انبیٹھی نے علمائے حرمین کے ڈر سے صحیح بتایا۔

اب نہیں معلوم اسماعیل دہلوی کے فتوے سے وہابیہ دیوبندیہ انبیٹھی جی اور المہند پر دستخط کرنے والوں کو مشرک کہیں گے یا انبیٹھی جی کے حکم سے اسماعیل دہلوی کو مسلمانوں پر شرک کا حکم لگانے کے سبب کافر کہیں گے مگر ہے یہ کہ جھوٹے پر خدا کی پھٹکار الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین (۳)

(جاری ہے..................)

جنت سلام کرتی ہے

فراز عرش کی عظمت سلام کرتی ہے
نبی کے شہر کو جنت سلام کرتی ہے

درود پڑھتے ہیں پیارے رسول پر، ان کو
خدائے پاک کی رحمت سلام کرتی ہے

جو ان کی یادوں کی خلوت میں کھویا رہتا ہے
عروس نور کی جلوت سلام کرتی ہے

جو نعت گوئی کے فن میں خلوص رکھتا ہے
نبی کے فیض کی قربت سلام کرتی ہے

ہیں جو بھی واقف اسرار فکر وفن، ان کو
شعور فکر کی وسعت سلام کرتی ہے

نبی کے شہر مقدس کے رہگزاروں کو
گل بہشت کی نکہت سلام کرتی ہے

تمہارے در پہ دعا کے لئے جو ہاتھ اٹھے
خود آ کے شرف اجابت سلام کرتی ہے

تمہارے در کے گداؤں کو دیکھا ہے اکثر
امیر شہر کی شوکت سلام کرتی ہے

جو تیرے مصحف رخ کا طواف کرتے ہیں
انہیں قرآں کی تلاوت سلام کرتی ہے

کبھی جو شکوۂ غربت کیا نہیں کرتے
انہیں کو صبر و قناعت سلا م کرتی ہے

تمہارے در سے ہے جس نے رکھا امید کرم
خود ان کو آ کے ضرورت سلام کرتی ہے

وہ اپنے در پہ بلاتے ہیں کب وصی جی کی
مدینہ جانے کی حسرت سلام کرتی ہے

از: وصی احمد مکرانی، ملنگوا سرلاہی

قرآن پاک کے مقابلے میں ایک اور دوسرا قرآن لانے کی ناپاک کوشش

از: محمد افضل حسین نوری متعلم جامعۃ الرضا بریلی شریف

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی ایک مقدس کتاب ہے جو کہ ہمارے آقائے کریم ﷺ پر نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے چار کتابیں چار انبیاء کرام پر نازل فرمائی جن میں قرآن پاک کو ایک اہم فضیلت حاصل ہے قرآن پاک کی فضیلتوں کا ذکر بالتفصیل یہاں پر ممکن نہیں مگر اس بات سے اس کی فضیلت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحیفوں کے علاوہ چار کتابیں نازل فرمائی اور تمام صحیفوں میں ان چار کتابوں کی فضیلت زیادہ ہے مگر ان چار کتابوں میں بھی قرآن پاک کو ایک اہم فضیلت حاصل ہے، اس کی سب سے بڑی فضیلت وخصوصیت تو یہ ہے کہ یہ خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہوئی تو جس طرح ہمارے نبی تمام انبیائے کرام میں افضل ہیں ٹھیک اسی طرح ان پر نازل شدہ کتاب بھی تمام کتابوں میں افضل ہے۔

اور یہ بھی قرآن پاک کی ایک فضیلت ہی ہے کہ تمام کتابوں میں لوگوں نے تحریف کر دی مگر جب ان لوگوں نے قرآن پاک میں تحریف کرنے کی ناپاک کوشش کی تو ناکام رہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس کی حفاظت اس ذات کے ذمہ کرم میں ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا فرمان الٰہی ہے:

انا نحن نزلنا الذکریٰ وانا لہ لحافظون۔

آپ نے لوگوں کو توحید کی دعوت دی اور جب یہ کتاب ہمارے نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی اور یہ بات ان کے ذہن ودماغ میں اتارنے کی کوشش کی کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے یہ سن کر بے شمار لوگوں کے ذہن ودماغ الجھنوں کے شکار ہو گئے فی الواقع اس کے اعجاز کے سامنے زبان کھولنے کی سکت نہ تھی تو ہٹ دھرمی کا طریقہ اپنایا اور بولے کہ آپ تو ہم جیسے بشر ہیں اور یہ کلام آپ اپنے پاس سے (معاذ اللہ) گڑھ کر لوگوں کو سنا دیتے ہیں۔ اس پر من جانب اللہ ان کو چیلنج ہوا کہ اگر یہ بشر کا کلام ہے تو تم اس کی ایک آیت ہی کے مثل لا کر دکھا دو۔ "ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ"۔ تو کفار مکہ دو مہینے کوشش کرنے کے بعد قرآن پاک کی آیت: القارعۃ ما القارعۃ الخ کے مقابلے میں چند کوتاہ مفہوم جملے اس طرح بنا کر لائے "الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل خرطومہ طویل" مگر پھر بھی وہ ناکام رہے کیوں کہ قرآن پاک کی ہر سورت وہر آیت میں کوئی وعدہ وعید یا حکم وقصہ وغیرہ ہے مگر اس میں نہ تو کوئی قصہ ہے اور نہ حکم یا وعدہ ووعید یہ تو ہر انسان جانتا ہے کہ ہاتھی کی سونڈ لمبی ہوتی ہے یہ فصاحت وبلاغت سے گری ہوئی بات ہے اور قرآن پاک کی ہر ہر آیت فصیح وبلیغ ہے بہر حال وہ اپنی اس ناپاک کوشش میں ناکام رہے اور کفار مکہ کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔

پھر کچھ دنوں کے بعد کفار مکہ نے قرآن پاک میں یہ اعتراض وارد کیا کہ قرآن پاک میں تین الفاظ فصاحت و

بلاغت سے گرے ہوئے ہیں (۱) ھزواً (۲) عجاب (۳) کبّار۔ اور یہ اعتراض ہمارے نبی کریم ﷺ تک پہنچا تو سرکار نے کفار مکہ سے فرمایا کہ تم میں جو سب سے فصیح و بلیغ انسان ہے اس کو میرے سامنے لاؤ تو وہ لوگ ایک بہت ہی بوڑھے انسان کو بلا کر لائے جو کہ ان کی نظر میں بہت ہی بڑا فصیح و بلیغ تھا تو حضور ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا کہ تم یہاں بیٹھو جب وہ بیٹھ گیا تو سرکار نے فرمایا کہ وہاں سے اٹھو اور یہاں بیٹھو پھر جب وہ بیٹھ گیا تو سرکار نے فرمایا کہ یہاں سے اٹھو اور وہاں بیٹھو آخر وہ شخص غصہ میں آ گیا اور بولا کہ "ھذا رجل عجاب انا شیخ کبار اتتخذنا ھزواً" آخر اس نے بھی یہی تین الفاظ کہہ ڈالے جس کو لے کر کفار مکہ نے اعتراض وارد کیا تھا پتہ چلا کہ یہ تینوں الفاظ بھی فصیح و بلیغ ہیں اس سے ہمارے نبی کا علم غیب بھی ثابت ہوا کیوں کہ حضور کو پتہ تھا کہ میں اس کو اس طرح اٹھاؤں گا اور بیٹھاؤں گا تو وہ یہی تینوں الفاظ کہے گا، بہر حال یہ مقام علم غیب کا نہیں۔ لیکن سرکار کی ظاہری حیات طیبہ کے بعد ایک دجال پیدا ہوا جس نے قرآن پاک کی آیت السماء ذات البروج کے مقابلے میں ایک آیت لانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا اس نے آیت کچھ اس طرح بنائی "النساء ذات الفروج" اس پر اس زمانے کے لوگوں نے ہی اس کا رد کیا۔ یہ تو ایک بدیہی بات ہے ہر انسان مانتا ہے کہ عورتوں کے پاس شرمگاہ ہوتی ہے شاید یہ ناپاک کوشش کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کوشش کرنے والا متوسطین میں سے رہا ہو یعنی (نامرد) بہر حال وہ اپنی اس ناپاک کوشش میں ناکام رہا۔

قرآن پاک کو مٹانے کی بہت کوششیں کی گئیں مگر سب ناکام رہیں کبھی قرآن (بقیہ ص ۳۳ ر پر ....)

لو مانگ لو مدینہ

اللہ کا مہینہ یہ رمضان پاک ہے
خلد بریں کا زینہ یہ رمضان پاک ہے

ہر سمت ایک ابر بہاراں ہے چھا گیا
لو مانگ لو مدینہ یہ رمضان پاک ہے

عصیاں شعار بندو نوید خوشی سنو
فیضان کا خزینہ یہ رمضان پاک ہے

اللہ اور نبی کا کرو خوب تذکرہ
قرآن کا مہینہ یہ رمضان پاک ہے

فساق میں بھی ہوتی ہے اکثر گفتگو
دن میں نہ کھانا پینا یہ رمضان پاک ہے

ہر لمحہ کیوں نہ رحمتیں نازل ہوا کریں
رب کی رضا کا زینہ یہ رمضان پاک ہے

رحمت ہے مغفرت بھی ہے مومن کے واسطے
آزادی کا زمانہ یہ رمضان پاک ہے

آنکھوں سے دیکھوں اور پڑھوں میں قرآن کو
دل میں اتاروں معنیٰ یہ رمضان پاک ہے

اے جان جب ہو ماہ قیام اور جمعہ کا دن
ساغر اجل کا پینا یہ رمضان پاک ہے

تینوں دہائیاں کٹیں یکتا کے ذوق میں
جینا یہی ہے جینا یہ رمضان پاک ہے

اکرام اس کا کرتے رہو تاعمر مظہر
بخشش کا تو سفینہ یہ رمضان پاک ہے

نتیجہ فکر: حافظ محمد مظہر حسن اویسی
دارالعلوم دعوۃ الصغریٰ بلگرام شریف

آل انڈیا سنی کانفرنس
چند مقاصد کے آئینے میں

از: مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری بنارس

مارچ ۱۹۲۵ء میں جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں چار روزہ کانفرنس ہوئی جس میں "الجمیعة العالیة المرکزیة" (آل انڈیا سنی کانفرنس) کی داغ بیل ڈالی گئی۔ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں نے صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے خطبۂ صدارت پڑھا۔صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی اس کے ناظم اعلیٰ اور امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری اس کے صدر منتخب کیے گیے۔ قائدین نے شبانہ روز کوشش سے ہندوستان کے گوشے گوشے میں اس جماعت کی شاخیں قائم کیں۔ایک طرف اہلِ سنت و جماعت کے علما و مشائخ کو منظم کیا تو دوسری طرف مسلمانوں کے خلاف کی جارہی سازشوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔آل انڈیا سنی کانفرنس کے حسب ذیل اغراض و مقاصد تھے:

"(۱) ہندوستان کے سنی مسلمانوں کی کثیر تعداد کے انتشار کو دور کرکے ان کی تنظیم کرنا اور انفرادی طور پر مذہبی کام کرنے والوں میں ایک ربط پیدا کرکے متحدہ قوت بنانا۔

(۲) ہندوستان کے ہر شہر اور قصبات و دیہات میں اسلامی انجمنیں قائم کرنا اور موجودہ انجمنوں کو جمیعت عالیہ کے ساتھ مربوط کرنا۔

(۳) تبلیغی کام کو ایک نظم محکم کے ساتھ وسیع کرنا اور اس کے لیے مفید ذرائع اختیار کرنا۔

(۴) تبلیغ کی تعلیم دینے کے لیے خاص مدارس کھولنا۔

(۵) مذہبی تعلیم عام کرکے مسلمانوں کے ہر طبقے کو مذہب سے باخبر اور شائستہ بنانا۔

(الف) انگریزی خواں طلبہ کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام اور آسان ذرائع بہم پہنچانا۔

(ب) مزدوری اور پیشہ وروں کی تعلیم کے لیے مدارس شبینہ جاری کرنا۔

(۶) مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا اور ان کی معاشرت میں اصلاح کرنا۔

(۷) مسلمانوں سے قرض کی عادت چھوڑوانا اور ایسی تدابیر اختیار کرنا کہ مسلمان اپنی ضرورتیں خود پوری کریں اور غیر اقوام کے سامنے قرض کے لئے ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے محفوظ رہیں۔

(۸) مقروض مسلمانوں کے لیے وہ تدابیر اختیار کرنا کہ وہ ایک محدود مدت میں قرض سے سبکدوش ہوجائیں۔

(۹) بیکار مسلمانوں کے لئے ذریعہ معاش تجویز کرنا اور انہیں کام پر لگانا" [۱]

آل انڈیا سنی کانفرنس کا قیام بڑے ہی کسمپرسی کی حالت میں ہوا تھا۔جس کا اندازہ تاج العلما کی اس اپیل سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

" ظاہر ہے کہ دنیا کا سروسامان ہمارے پاس نہیں، ہمارا طبقہ کا طبقہ غریب ہے،نادار ہے، بے زر ہے،ہم دوسروں کی طرح کثیر اموال خرچ کرنے کے قابل نہیں،ہم

میں وسعت نہیں کہ اپنے اکابر اور حامیان ملت کو جمع کرنے کے لیے ان کے مصارف سفر کا تکفل بھی کر سکیں۔ ہم میں طاقت نہیں کہ ہم ان کی شان کے لائق میزبانی کی خدمتیں انجام دے سکیں۔ اس لئے ہم دردمندان ملت سے التجا کرتے ہیں کہ اگر وہ اس اجتماع کو دین وملت کے لئے نافع خیال فرمائیں تو زحمت سفر برداشت کریں۔'' ۲

آل انڈیا سنی کانفرنس کی تشکیل کے بعد ملک کے طول وعرض میں اس کے اجلاس منعقد ہوتے رہے اور وقت ضرورت بہت سی قراردادیں پاس کی گئیں۔ ۱۶/مئی تا ۱۸/مئی ۱۹۲۷ء کو پوکھریرا ضلع مظفر پور میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس ہوا۔ جس کے مستقل صدر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب تھے۔ اور صدر جلسہ مولانا محدث کچھوچھوی تھے۔ اس اجلاس میں مذہبی، اعتقادی اور سیاسی اہمیت کی بہت سی قراردادیں پاس کی گئیں۔

۳/اگست ۱۹۲۸ء کو مرادآباد میں ایک اجلاس ہوا جس میں جموں کشمیر میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے داخلے پر پابندی، گجراتی اخبار ''ہندو'' (سورت) کی دریدہ دہنی اور اس کے جواب میں سلیمان ابراہیم مدیر رسالہ ''آفتاب اسلام'' (احمد آباد) کی کتاب کے بارے میں قراردادیں پاس ہوئیں۔ ۱۸/ستمبر ۱۹۲۸ء کو مرادآباد میں ایک اور اجلاس ہوا جس میں ''نہرو کمیٹی'' کی رپورٹ کے خلاف قراردادیں پاس کی گئی اور لازم تعلیم کے ساتھ جزوی طور پر مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دینے کے حق میں بھی قرارداد پاس ہوئی۔ غرضکہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس ملک کے طول وعرض میں منعقد ہوتے رہے اور اس کا صرف ایک مقصد تھا۔ جس کا اظہار تاج العلما نے اس طرح کیا ہے۔

''ہندوستان کے لئے مراعات طلب کرنے میں اگر ہندؤں نے مسلمانوں کی پروانہیں کی تو مسلمان اپنی آواز خود علیحدہ کیوں نہ اٹھائیں، اپنے لیے ضروری اور مناسب مراعات کیوں نہ طلب کریں، اپنے حقوق کے مطالبہ سے کیوں زبان روکیں'' ۳

۲۰/مئی تا ۲۲/مئی ۱۹۳۰ء کو بہرال ضلع مالدہ بنگال میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا سہ روزہ اجلاس ہوا۔ شیخ طریقت حضرت شاہ ابواحمد محمد علی حسین کچھوچھہ شریف بحیثیت صدر کانفرنس تشریف لائے۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے بھی اس کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ اس کانفرنس میں خاص طور پر کچھ سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے فریب سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے قرارداد پیش کی گئی۔ ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء میں مولانا عبدالرشید صاحب نے بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس منعقد کیے اور ہندوستان کی تمام خانقاہوں اور آستانوں کو اپنے اپنے نمائندے بھیجنے کی دعوت دی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا آغاز ۱۹۲۵ء میں مرادآباد کی سرزمین پر جس سادگی سے ہوا۔ اس کا انجام ۱۹۴۶ء میں سرزمین بنارس میں نہایت ہی شاندار ہوا۔ یوں تو آل انڈیا سنی کانفرنس کی ملک کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی کثیر التعداد شاخیں اور ان سے وابستہ ہزاروں علما اپنے حلقوں میں اس کے مقاصد سے عوام وخواص کو روشناس کرا رہے تھے لیکن بنارس کا اجلاس اپنی جامعیت اور شان وشوکت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا۔ اہلسنّت و جماعت کے پانچ ہزار علما و مشائخ اور اجلاس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ حاضرین کا اجتماع شرکا کے جنوں خیز جذبے اور تنظیم کے ساتھ گہرے قلبی لگاؤ کا غماز تھا۔

یہ کانفرنس ۲۷ تا ۳۰/اپریل ۱۹۴۶ء کو فاطمان، بنارس

میں منعقد ہوئی چاروں دن ہر اجلاس کی صدارت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے فرمائی۔ خطبۂ صدارت حضرت مولانا شاہ محمد محدث کچھوچھوی نے دیا۔ یہ خطبہ تاریخی اور سیاسی حیثیت سے نہایت اہم ہے۔ اس کانفرنس میں جو تجاویز منظور ہوئیں ان میں نظریۂ پاکستان کی خاص طور پر حمایت کی گئی ہے۔

''آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علما مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار رہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن حکیم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔'' ۴

اسی اجلاس میں اسلامی حکومت کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل کی گئی جس میں حسب ذیل حضرات شامل تھے۔

''مولانا محمد محدث کچھوچھوی، صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی، مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (یہ تمام حضرات امام احمد رضا محدث بریلوی کے خلفا ہیں) مولانا عبد الحامد بدایونی، دیوان سید آل رسول اجمیر شریف، شاہ عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریف (سندھ) خواجہ قمرالدین سیالوی سیال شریف، مولانا سید زین الحسنات مانکی شریف (سرحد) خاں بہادر بخشی مصطفےٰ علی مدارس، مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری لاہور۔'' ۵

تقسیم ملک کے بعد مارچ ۱۹۴۸ء میں مدرسہ انوار العلوم ملتان میں علمائے اہلسنت کا اجتماع ہوا۔ جس میں طے پایا کہ پاکستان میں سنی کانفرنس کا نام تبدیل کر کے ''جمیعۃ العلماء پاکستان'' رکھا جائے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس میں سب سے زیادہ حصہ صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کا تھا۔ ان کے سوز و گداز اور حکیمانہ طریق کار کا اثر یہ تھا کہ تمام علما و مشائخ اہل سنت کو ایک اسٹیج پر جمع کر دیا۔ حضرت صدر الافاضل کی ہمہ گیر کاوشوں اور سنی کانفرنس کی بے پناہ مقبولیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے ممبران کی تعداد ایک کروڑ سے بھی متجاوز ہو چکی تھی۔

ماخذ و مراجع

۱ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، پروفیسر مسعود احمد لاہور ۱۹۹۷ء ص ۲۴۶، ۲۴۵

۲ السواد الاعظم، شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ ص ۲

۳ السواد الاعظم، ماہنامہ مرادآباد ربیع الاول ۱۳۴۹ھ ص ۱۲

۴ مختصر رپورٹ خطبۂ صدارت جمہوریت اسلامیہ مرادآباد ۱۹۴۶ء ص ۲۹

۵ مختصر رپورٹ خطبۂ صدارت جمہوریت اسلامیہ مرادآباد، ۱۹۴۶ء ص ۳۰

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

توجہ دیں

مضمون نگار حضرات ماہنامہ سنی دنیا کے لئے اپنے مضامین ہمارے ان ای میل ایڈریس پر میل کر سکتے ہیں۔

atiqhashmati@gmail.com

atiq_shujamalik@yahoo.com

munisuwais@yahoo.com

تبصرہ

نام کتاب: اللہ والے بلگرام کے
مصنف: مولانا نورالحسن نوری اویسی
ناشر: مخدوم ملت لائبریری، سیف آباد، پرتاپ گڑھ یوپی
صفحات: ۱۱۲ر
قیمت: ۳۰ر
مبصر: شہیر رضوی کھیروی، سیدواڑہ، کھیری، یوپی
ملنے کا پتہ: دارالعلوم الدعوۃ الصغریٰ میدان پورہ بلگرام شریف ضلع ہردوئی یوپی

تبصرہ

بلگرام شریف کا نام سنتے ہی ذہن ودل عقیدت ومحبت سے جھوم اٹھتے ہیں۔ بلگرام شریف ہمیشہ علم وعرفان کا مرکز رہا ہے یہاں ایک سے ایک عظیم المرتبت اولیا، اصفیا، اتقیا، ادبا، شعرا، اور ماہر علم وفن پیدا ہوئے ہیں اور الحمدللہ آج بھی ہو رہے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب ''اللہ والے بلگرام کے'' کے مصنف نے بلگرام شریف کی مختصر تاریخ، زیدی سادات کرام کا خاندانی پس منظر اور بلگرام شریف سادات کرام کی آمد، فضائل ومناقب بہت ہی آسان انداز میں بیان کئے ہیں۔ اس کتاب میں بلگرام شریف کے صرف پانچ بزرگوں کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے اور پانچوں بزرگوں کو نور اول، نور دوم، نور سوم، نور چہارم، اور نور پنجم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

۱-نوراوّل باب میں مولانا موصوف فاتح بلگرام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ فاتح بلگرام حضور سید محمد صاحب الدعوۃ الصغریٰ قدس سرہٗ جملہ سادات حسینی زیدی الواسطی بلگرامی کے جداعلیٰ ہیں۔ آپ کا نسب نامہ ۲۰رواسطوں سے سید الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہوا حضور پرنور جناب مصطفیٰ جان رحمت ﷺ تک پہنچتا ہے۔ سرکار سید محمد صاحب الدعوۃ الصغریٰ قدس سرہٗ حضور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی ثم دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے آپ نے ۶۱۲ھ میں بلگرام شریف کو فتح کیا۔

۲-نور دوم میں مصنف نے بیان کیا ہے کہ صاحب العرفان حضرت سید محمد قادری صغروی زید الواسطی بلگرامی علیہ الرحمہ کا سلسلۂ نسب ۳۵رواسطوں سے سرکار امام حسین رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہوا جناب مصطفیٰ جان رحمت ﷺ تک پہنچتا ہے۔ آپ سرکار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سجادہ نشین حضور سیدنا یٰسین حموی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے آپ کا شمار جید علماء کرام میں ہوتا ہے۔ آپ کا مزار شریف بلگرام شریف میں ہی ہے۔

۳-نور سوم کا خلاصہ اس طرح ہے کہ سید العارفین حضرت سید لطف اللہ قادری صغروی زید الواسطی کا سلسلۂ نسب ۲۳رواسطوں سے امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتا ہوا حضور پرنور جناب مصطفیٰ جان رحمت ﷺ تک پہنچتا ہے۔ آپ علوم نقلیہ وعقلیہ سے مکمل طور پر مزین تھے۔ حسان الہند حضرت علامہ سید میر غلام علی آزاد قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ''آپ اپنے زمانے کے اولیائے کرام میں سب سے زیادہ کامل اور سلف الصالحین کے لئے باعث افتخار بن گئے''۔ (روضۃ الکرام ص ۲۰۹)

آپ حضرت شاہ برہان علیہ الرحمہ کی بارگاہ فیض سے فیضیاب ہونے کے بعد حضرت میر سید احمد کالپوی قدس سرہٗ سے آپ نے بیعت وخلافت حاصل کی آپ ستر سال تک

گوشہ نشینی اختیار کئے رہے۔ آپ کے معاصر علماء وصوفیا کرام میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت سید فضل اللہ کالپوی، حضرت اورنگ زیب، حضرت ملا جیون، حضرت سید شاہ برکت اللہ بلگرامی ثم مارہروی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ اجمعین ہیں۔

۴-نور چہارم باب میں مولانا موصوف رقمطراز ہیں کہ قطب بلگرام حضرت سید زین العابدین علیہ الرحمہ کا سلسلۂ نسب ۴۱/واسطوں سے سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتا ہوا حضور پرنور جناب مصطفیٰ جان رحمت ﷺ تک پہنچتا ہے اور آپ بہترین حافظ، عمدہ قاری اور جید عالم ربانی تھے۔ آپ سید حبیب احمد میاں صغروی قدس سرہٗ سے ارادت وخلافت رکھتے تھے۔ آپ فرنگی محل لکھنؤ میں تین سال مسند افتا پر جلوہ بار رہے۔ اسلامیہ کالج شاہجہاں پور میں ۳۲/سال تک اردو اور فارسی کی تعلیم دی۔ آپ کا وصال مبارکہ ۱۱/شوال المکرّم ۱۴۱۶ھ کو ہوا۔

۵- نور پنجم باب میں مصنف نے جانشین مشائخ بلگرام صاحب سجادہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا حافظ و قاری سید شاہ اویس مصطفیٰ صاحب قادری صغروی زیدالواسطی بلگرامی کا سلسلۂ نسب سرکار امام حسین رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے ۴۲/واسطوں سے مل کر حضور پرنور جناب مصطفیٰ جان رحمت ﷺ تک پہنچتا ہے۔

صاحب سجادہ حضور سید اویس مصطفیٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ قطب بلگرام حضرت سید مولانا زین العابدین قدس سرہٗ کے برادر اصغر حضور سید شاہد حسین واسطی کے منجھلے شہزادے ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت ڈاکٹر الحاج بادشاہ حسین صغروی واسطی ہیں اور فیضان مصطفیٰ صغروی واسطی صاحب آپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔

سرکار سید اویس مصطفیٰ صاحب قبلہ کی ہر ادا سنت مصطفیٰ علیہ السلام کے مطابق اور خصلت پاکیزہ محمود ہے۔ آپ اپنے بڑے والد صاحب حضور مولانا سید زین العابدین قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ ہیں اور صاحب سجادہ بھی ہیں۔ آپ کا لمحہ لمحہ مخلوق خداوندی کو فیض پہنچانے میں صرف ہوتا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین ہیں۔ دارالعلوم الدعوۃ الصغریٰ (بلگرام شریف) کا قیام آپ ہی نے فرمایا۔ آپ کے بارے میں شعراء حضرات نے خوب کہا ہے ۔

واہ رے حسن اویس مصطفیٰ کی دلکشی
چار چھ کا ذکر کیا ہے سب کو بھائے بلگرام

دین حق کا آئینہ سید اویس مصطفیٰ
سنیت کے رہنما سید اویس مصطفیٰ

مظہر عاصی پہ بھی نظر عنایت ہو کبھی
مخزن لطف و عطا سید اویس مصطفیٰ

مجھے کامل یقین ہے کہ کتاب ''اللہ والے بلگرام کے'' کا مطالعہ عاشقان اولیائے کرام کے دلوں کو نور وسرور بخشے گا اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف مقبولیت سے نوازے ۔ (آمین) اور حضرت مولانا موصوف کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز کرے۔ ☆☆☆

ادارہ جامعہ کے فارغین کو جامع ازہر مصر اور شام یونیورسٹی شام بھیجے گا

جامعۃ الرضا بریلی شریف میں داخلہ لیں اور مستقبل کو روشن و تابناک بنائیں

درس نظامی اور عصری علوم کی بہترین آمیزش ☆ آیئے اور اپنے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کیجئے

شعبۂ جات:

تخصص فی الفقہ
درس نظامی (اعدادیہ تا فضیلت)
التحفیظ
التجوید
عصری علوم (انگریزی، ہندی، ریاضی و سائنس)
کمپیوٹر سائنس

سہولتیں:

کمپیوٹر کی تعلیم سبھی کے لئے مفت
دارالاقامہ مفت
کوئی تعلیمی فیس نہیں
مطبخ
تاج الشریعہ لائبریری
مفسر اعظم لائبریری
جنریٹر کی سہولت
وسیع وعریض کھیل کا میدان

سرگرمیاں:

بزم ازہری
اللجنۃ العربیہ
مباحثہ ومحادثہ

امتحانات:

ماہانہ امتحان
ششماہی امتحان
سالانہ امتحان

داخلہ کیسے لیں:

امتحان داخلہ فارم جامعہ کے دفتر سے حاصل کریں یا ڈاک یا انٹرنیٹ کے ذریعہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

www.hazrat.org

اہم تاریخیں:

اجرا امتحان داخلہ فارم: یکم رمضان المبارک
فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ: ۸ر شوال المکرم
امتحان داخلہ کی تاریخ: ۱۱ر شوال المکرم

کسی طرح کی مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

0581-3291453, 2561561
Email:-jamiaturraza@gmail.com

Come & Insure Your Dream

Best combenation of darse Nezami
& Modern Education

Facilities

Research in Fiqh
Darse-e-Nizami
Tajweed
Tahfeez
Computer Education
Hostel
Mess
Tajushshariya Library
Mufassir-e-Azam Library
Power Backup 24 hour's
Play Ground

حضور تاج الشریعہ کے خلفاء اور تلامذہ متوجہ ہوں!

استاذ گرامی شیخ طریقت تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم النورانیہ کے خلفاء اور تلامذہ سے درخواست ہے کہ وہ اپنے کوائف (بشکل تعارف) زیادہ سے زیادہ دو صفحات میں لکھ کر بھیجیں تا کہ ہر ماہ ایک خلیفہ اور ایک شاگرد کا تعارف ماہنامہ سنی دُنیا میں شائع کیا جاسکے اور اپنا مضمون ہمارے ای میل ایڈریس پر بھی بھیج سکتے ہیں۔ (یونس رضا مونس اویسی)

خاکہ برائے خلفاء

نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ولدیت۔۔۔۔۔۔۔۔۔وطن مالوف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سنہ پیدائش۔۔۔۔۔۔

موجودہ پتہ۔۔۔۔۔۔۔۔شغل/پیشہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔کس سن میں مرید ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کس سن میں

خلافت مرحمت کی گئی۔۔۔۔۔۔(خلافت نامہ کی زیروکس کاپی بھی بھیجیں) آیا امامت، تقریر وخطابت، تصنیف وتالیف وغیرہ کا کام انجام دے رہے ہیں؟ یا مدرسہ چلا رہے ہیں؟ یا مدرس ہیں؟ وغیرہ وغیرہ مکمل حوالہ دیجئے۔

خاکہ برائے تلامذہ

نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ولدیت۔۔۔۔۔۔۔۔۔وطن مالوف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سنہ پیدائش۔۔۔۔۔۔

موجودہ پتہ۔۔۔۔۔۔۔۔شغل/پیشہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔کس سن سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کس سن تک۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔اور کس ادارہ میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔دار العلوم منظر اسلام/جامعۃ الرضا بریلی شریف میں تلمذ حاصل کیا؟ یا مرکزی دار الافتاء میں افتاء کی تربیت لی۔۔۔۔۔۔۔آیا امامت، تقریر وخطابت، تصنیف وتالیف وغیرہ کا کام انجام دے رہے ہیں؟ یا مدرسہ چلا رہے ہیں؟ یا مدرس ہیں؟ وغیرہ وغیرہ مکمل حوالہ دیجئے۔

نوٹ: حضور تاج الشریعہ کے خلفاء، تلامذہ کا تعارف اگر کوئی عقیدت مند یا شاگرد لکھ کر بھیجتا ہے تو ضروری ہے کہ ان سے رابطہ کر کے پوری معلومات اور ان کی اجازت کے ساتھ قلم بند کر کے روانہ کرے۔

رابطہ کے لئے

Cell: 09358615951, 09760599305
E-mail: atiq_shujamalik@yahoo.com, munisuwaisi@gmail.com

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY

Regd. No. 17(82) Vol-8 Annual Subscription
Rs.(150) Per Copy (15) Regd. PO. No. BR/211/2009

دنیائے سنیت کی عظیم درسگاہ

مرکز الدراسات الإسلامیة

جامعۃ الرضا

بریلی شریف یوپی، ھند





لائف ٹائم مفت اسلامی SMS (Only for India)

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی طرف سے مفت SMS شروع کیا گیا ہے، جس میں احادیث، مسائل اور مرکز اہلسنت کی اہم خبریں روزانہ بھیجی جاتی ہیں۔ اس کے لئے اپنے موبائل میں ٹائپ کریں JOIN MARKAZNEWS اور 567678 نمبر پر بھیج دیں۔ صرف ایک مرتبہ تین روپے خرچ ہوں گے، اس کے بعد کوئی چارج نہیں لگے گا۔ ٹائپ کرنے میں کیپٹل حروف ہوں اور اسپیلنگ صحیح ہونا چاہئے۔ JOIN لکھنے کے بعد اسپیس (خالی جگہ) دیں، پھر MARKAZNEWS ملا کر لکھیں، بیچ میں نکتہ نہ دیں۔ اگر آپ نے صحیح لکھا تو آپ کو فوراً یا تھوڑی تاخیر سے مبارکباد کا SMS آئے گا۔

Under Management — **باھتمام**

IMAM AHMAD RAZA TRUST

82, Saudagaran,
Bareilly Shareef (U.P.)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲ ، سوداگران، بریلی شریف (یوپی)

مرکز سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماھنامہ

سنّی دنیا

بریلی شریف

تمبر ۲۰۰۹ء

SEPTEMBER-2009



فقہی سیمینار نمبر

شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف



مدیر:
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

زیرِ سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک و نگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

عاشقانِ اعلیٰ حضرت توجہ دیں

دینی، تعلیمی، تبلیغی واشاعتی ادارہ یا کسی اہم دینی، علمی وروحانی پیشوا کے ترجمان کی حیثیت سے کسی ماہنامہ، سہ ماہی میگزین یا روزنامہ، ہفت روزہ، پندرہ روزہ اخبار لازمی ہے۔

ماہنامہ سنی دُنیا حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خانصاحب قبلہ ازہری بریلوی کی سرپرستی میں ہر ماہ پابندی کے ساتھ شائع ہورہا ہے، جس کے مالک شہزادۂ حضرت تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا قادری مدظلہ العالی ہیں۔ یہ رسالہ حضرت کا قائم کردہ مرکزی دارالافتاء، شرعی کونسل آف انڈیا، آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ اور جامعۃ الرضا بریلی شریف کا ترجمان ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کی اشاعت کی زیادہ سے زیادہ توسیع کی جائے۔

استاذنا الکریم حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کے مریدین، معتقدین، متوسلین، تلامذہ اور خلفاء سے اپیل ہے کہ وہ ماہنامہ سنی دُنیا کے خود ممبر بنیں اور دوسروں کو بھی ممبر بنائیں۔ جو حضرات صاحب ثروت واستطاعت ہیں وہ لائف ممبر بنیں یا کم سے کم پانچ سال اور تین سال کے لئے مستقل ممبر بنیں تاکہ رسالہ بہتر سے بہتر اور وقیع انداز میں مرکز اہلسنت بریلی شریف کے شایانِ شان شائع ہوکر دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت میں اپنا اہم کردار ادا کرے۔

خویدم العلماء

محمد یونس رضا مونس اویسی

مدیر ماہنامہ سنی دُنیا بریلی شریف

خادم جامعۃ الرضا بریلی شریف

9760599305

munisuwais@yahoo.com

munisuwais@gmail.com

جلد: ۲۹

ستمبر ۲۰۰۹ء

شمارہ: ۹

مرکز سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی واصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ سنی دُنیا

بریلی شریف

یاد گار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خاں بریلوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں نوری

مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین



زیرِ عاطفت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ

حضرت مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی

حضرت علامہ حبیب رضا خاں مدظلہ

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک ونگراں:

مولانا محمد عسجد رضا قادری

ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:

یونس رضا مونس اویسی

وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۱۵ روپے ✿ زرسالانہ: ۱۵۰ روپے ✿ بیرونی ممالک: ۵۰۰ روپے ✿ لائف ممبری: ۳۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

دفتر ماہنامہ سنی دُنیا ۸۲ رسوداگران بریلی شریف (یوپی)

فون: 0581-3291453, 2472166

فیکس: 0581-2458543

Visit us: www.hazrat.org E-mail: akhtarrazakhan@yahoo.com, atiq_shujamalik@yahoo.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دار الافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

☆ کمپوزنگ: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) 09719918868☆

اشاریات

شرعی کونسل کا چھٹا فقہی سیمینار

اداریہ .... یونس رضا مونس اویسی

اصول شرع کے ترازو پرنت نئے مسائل کو تولنا اور اسے اتفاق کی صورت دے کر عوام وخواص تک پہچانا فقہی سیمینار کا مقصد اصلی ہے تا کہ امت مسلمہ انتشار واضطراب کے دلدل میں نہ دھنسے، اور اپنی روش میں مسائل حقہ صحیحہ کا پابند رہے اور کسی موڑ پر پریشان نظر نہ آئے۔

مرکز اہل سنت بریلی شریف کو تقریباً دوسوسال سے یہ اہم شرف حاصل رہا ہے اور ہے کہ مسائل شرعیہ کی صحیح ترجمانی کرتا ہے، اور بے چوں چرا سنی مسلمان اس پر عمل پیرا ہیں، بلکہ یہ کہنا بھی بجا ہوگا کہ آج ہندو پاک میں جہاں جہاں سے مسائل پوچھے جارہے ہیں اکثر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے دسترخوان علم کے کسی نہ کسی طرح فیض یافتہ ہیں اور آپ ہی کا فیضان علم سب کو سیراب کررہا ہے''شرعی کونسل آف انڈیا'' کے فقہی سیمینار میں آپ ہی کے دسترخوان علم کے فیض یافتہ علما، مشائخ پر پیچ اور لاینحل مسائل کو حل کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں اور اکابر بالخصوص امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کی روشنی میں بحث وتمحیص اور تحقیق وتدقیق کے بعد نوازل جدیدہ کا فیصلہ صادر فرما کر اسے اتفاق کی صورت بخشتے ہیں۔

آج جبکہ نئی ایجادات اور نئے طور طریقہ کے رواج میں پوری دنیا شباب پر ہے۔ انسان نت نئے کام میں مصروف ہے۔ حوادث ونوازل کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ہر دن نیا مسئلہ حاضر ہے اور قلت علمی کا بازار گرم اور بعضے ہیں ایسے جوان کے جوابات دے سکتے ہیں تو ان کے پاس وسائل سرد اور محدود کہ ان سے بھرپور استفادہ کیا جاسکے۔ ہاں! آج قلت علم کے باوجود مفتیان کرام کی لمبی فہرست ہر کوئی الا ماشاء اللہ مسائل جدیدہ پر طبع آزما ہے۔ ایسے عالم میں وہ حضرات جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے دسترخوان علم کے پروردہ ہیں ان حضرات کی ذمہ داری کتنی بڑھ جاتی ہے اسی کے پیش نظر''شرعی کونسل'' کا قیام عمل میں آیا تا کہ خداترس حاملان علم وعمل جو امام اہل سنت علیہ الرحمہ کی فکر وتحقیق سے موافقت رکھتے ہیں، انہیں بلا کر یکجا کیا جائے اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کی جائے۔ چنانچہ ۲۰۰۳ء میں''شرعی کونسل'' قائم ہوئی اور ۲۰۰۴ء میں اس نے اپنا پہلا فقہی سیمینار منعقد کیا، جس میں شرعی کونسل کے بانی وسرپرست اعلیٰ استاذنا الکریم فخر عرب وعجم تاج الشریعہ بدر الطریقہ قاضی القضاۃ حضرت علامہ شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ النورانی نے اپنے پہلے خطبہ صدارت میں یہ رقم فرمایا:

''**ایک مقصد**: اس''شرعی کونسل'' کے قیام سے یہ تھا اور ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیقات کو اجاگر کیا جائے اور اپنوں اور غیروں کے دلوں میں ان کی علمی وجاہت کا سکہ جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اور مستحکم کیا جائے اور دکھایا جائے کہ علم کے اس جبل شامخ کی تحقیقات ایسی راسخ ہیں کہ سب اکٹھا ہو کر کے ہلانا چاہیں تو بھی ہل نہ سکیں ہلانیوالے ہل جائیں۔

مزید برآں یہ امر لوگوں پر بار بار روشن ہو کہ مدت دراز گزرنے کے بعد بھی وہ علم رفیع ابھرتے ہوئے مسائل میں گم گشتگان کے لئے رہبرورہنما ہے مگر صد افسوس! اب یہ دیکھا جارہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے خوشہ چینوں کے خوشہ چیں تصریحات اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کررہے ہیں اوران کی تحقیقات کے برخلاف اپنی نئی تحقیقیں پیش کررہے ہیں، جب کہ اس بارگاہ فیض سے منہ موڑنا نہ صرف سوئے ادب ہے بلکہ اس طرز عمل سے آزادروی کو ہوا دینے کے مرادف ہے۔

بہرحال اہل حق کو اپنی فکر لازم ہے ہم امید کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری یہ ''شرعی کونسل'' اوراس کے فقہی سیمینار امتیازی شان کے ساتھ شریعت کے دائرے میں اپنا کام مستقبل میں بھی انجام دیتے رہیں گے اور حق گوئی اور حق پسندی اور حق پر استقامت اس کا طرۂ امتیاز رہے گا''۔

پہلے خطبہ صدارت سے لے کر چھٹے فقہی سیمینار کے خطبہ صدارت تک اس عبارت کو باقی رکھا ہے، تاکہ عوام وخواص سب کو معلوم رہے کہ ''شرعی کونسل'' کی راہ کیا ہے۔ شرعی کونسل کے تحت بحث میں آنے والے موضوعات کو اکابر کے کتابوں کی روشنی میں ہی جانچ پرکھ کر اس کا فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔

شرعی کونسل کے تحت اب تک ۱۸ر موضوعات پر بحث وتمحیص کے بعد فیصلے صادر کیے گئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

پہلا فقہی سیمینار ۲۰۰۴ء

موضوعات:
(۱) نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال
(۲) اجارۂ تراویح
(۳) سفر میں جمع بین الصلاتین

دوسرا فقہی سیمینار ۲۰۰۵ء

موضوعات:
(۱) انٹرنیٹ وفون سے بیع وشراء کا حکم
(۲) رمی جمار
(۳) رویت ہلال بذریعہ جدید آلات

تیسرا فقہی سیمینار ۲۰۰۶ء

موضوعات:
(۱) میڈیکل انشورنس
(۲) مساجد کی آمدنی کے مصارف
(۳) بیع قبل القبض

چوتھا فقہی سیمینار ۲۰۰۷ء

موضوعات:
(۱) ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ بچہ پیدا کرنا
(۲) رشوت دے کر مدارس ایڈ کرانے اور مدرسین کی تقرری کا حکم
(۳) اختلاف زمان ومکان کی صورت میں وکیل وموکل کے یہاں قربانی کے اوقات واسباب

پانچواں فقہی سیمینار ۲۰۰۸ء

موضوعات: (۱) حوالہ و دو ملک کی کرنسیوں کے تبادلے کا حکم
(۲) تبدیلی جنس کی شرعی حیثیت
(۳) منیٰ و مزدلفہ کی توسیع و تحدید کی شرعی حیثیت

چھٹا فقہی سیمینار ۲۰۰۹ء

موضوعات: (۱) جدید طریقہ بیع (بیع در بیع) کی شرعی حیثیت
(۲) ری سائیکل پانی و کاغذ وغیرہ کا شرعی حکم
(۳) اموال زکوٰۃ عشر اور عطیات میں خلط یا تصرف کا شرعی حکم۔

ادارہ ''سنی دنیا'' اس بار جملہ سوالات اور اس کے فیصلے کو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

چھٹا فقہی سیمینار

شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف نے اپنا چھٹا فقہی سیمینار مورخہ ۲۴/۲۵/۲۶/ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۷/۱۸/۱۹/ جولائی ۲۰۰۹ء کو منعقد کیا جس میں تین موضوعات زیر بحث اور تحت فیصل تھے۔

(۱) جدید طریقہ تجارت (بیع در بیع) کی شرعی حیثیت (۲) اموال زکوٰۃ وعشر اور عطیات میں خلط یا تصرف کا شرعی حکم (۳) ری سائیکل پانی و کاغذ وغیرہ کا شرعی حکم

یہ سیمینار پانچ نشستوں پر مشتمل تھا ہر مجلس کی سرپرستی مندرجہ ذیل حضرات کے سپرد تھی۔ گل گلزار برکاتیت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ۔ رفیق ملت حضرت شاہ سید نجیب حیدر میاں قادری برکاتی نائب سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ۔ رئیس الاتقیاء حضرت مولانا سید محمد اویس مصطفیٰ واسطی قادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ صغرویہ بلگرام شریف۔ امین شریعت حضرت مولانا محمد سبطین رضا رضوی بریلی شریف۔ نشست پنجم میں رئیس الاتقیاء حضرت مولانا سید اویس مصطفیٰ میاں واسطی قادری مدظلہ نے شرکت فرمائی۔ ہر نشست کے اوقات نیز اسکے صدر و ناظم کا انتخاب پہلے ہی کر دیا گیا تھا جو حسب ذیل ہے۔

نشست اوّل: آغاز مجلس بعد نماز مغرب (بروز جمعہ) تا ۱۰:۳۰ بجے رات۔ صدر: استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد شبیر حسن صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ روناہی۔ ناظم: حضرت مفتی محمد اختر حسین صاحب رضوی جمداشاہی۔

نشست دوم: آغاز مجلس صبح ۸ بجے تا ۱:۳۰ بجے (بروز ہفتہ)، صدر: محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب۔ ناظم: حضرت مفتی محمد ناظم علی صاحب مبارکپور۔

نشست سوم: آغاز مجلس بعد نماز مغرب تا ۱۰:۳۰ بجے رات۔ صدر: تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا صاحب قبلہ۔ ناظم: حضرت مفتی محمد آل مصطفیٰ صاحب گھوسی۔

نشست چہارم: آغاز مجلس صبح ۸ بجے تا ۱:۳۰ بجے (بروز اتوار)، صدر: استاذ الفقہاء حضرت مفتی قاضی عبد الرحیم

صاحب۔ناظم:حضرت مفتی محمد معراج القادری صاحب مبارکپور۔
نشست پنجم: آغاز مجلس بعد نماز مغرب تا ۳۰۔۱۰ بجے رات صدر: استاذ العلما ماہرہفت سان حضرت علامہ عاشق الرحمن صاحب، ناظم: حضرت مفتی محمود اختر صاحب۔

ہر مجلس کا آغاز کلام الٰہی اور نعت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا گیا۔نشست اوّل میں بعد آغاز مجلس شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری مدظلہ العالی ناظم اعلیٰ شرعی کونسل آف انڈیا نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا اس کے بعد ناظم اجلاس نے خطبۂ صدارت کے لئے فخر عرب وعجم تاج الشریعہ مدظلہ کا اعلان کیا۔حضور تاج الشریعہ نے خطبۂ صدارت پڑھنے کے لئے اپنے شہزادہ کو حکم دیا پھر شہزادہ تاج الشریعہ نے خطبۂ صدارت بھی پڑھا اس کے بعد محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ نے خطبۂ تنقیح دیا جس میں ہر موضوع کے بحث کی جہت کو متعین فرماتے ہوئے ہر عنوان پر روشنی ڈالی اور اسکی باریکی سے آگاہ فرمایا۔ان موضوعات میں سب سے اہم موضوع جدید طریقہ تجارت (بیع در بیع) کی شرعی حیثیت تھا اس پر مندوبین نے خوب گرما گرم بحثیں کیں اور سب سے زیادہ وقت اسی موضوع میں مندوبین کا صرف ہوا۔حضرت مفتی محمد معراج القادری صاحب مبارکپور، حضرت مفتی عزیر احسن بسڈیلہ، حضرت مفتی قاضی شہید عالم بریلی شریف، حضرت مفتی قاضی فضل احمد صاحب، حضرت مفتی انور نظامی صاحب، حضرت مفتی آل مصطفیٰ صاحب کے مابین اس موضوع پر خوب بحثیں ہوئیں اس کے بعد فیصلہ نوٹ کرلیا گیا۔

شرعی کونسل کے پہلے فقہی سیمینار میں ایک موضوع تھا ''سفر میں جمع بین الصلوٰتین'' اسکے تحت ٹرین پر نماز پڑھنے کا مسئلہ سامنے آیا تھا جس کا فیصلہ وقت میں تنگی کی وجہ سے ۲۰۰۴ء میں موقوف رکھا گیا تھا۔پھر ۱۴۲۸ھ کے سیمینار میں یہ مسئلہ رکھا گیا مگر کچھ بحث وتمحیص ہوئی آخر کار فیصلہ نہیں ہوسکا پھر اس بار ٹرین پر نماز کا مسئلہ مندوبین کرام کے سامنے رکھا گیا۔گزشتہ بحثیں اور اختلاف رائے جو سامنے آئی تھیں وہ بھی سامنے رکھی گئی۔مندوبین کرام نے اس پر بھی کافی بحث ومباحثہ کیا اور الحمدللہ اس بار یہ مسئلہ فیصل ہوگیا۔ماہ نامہ سنی دنیا ستمبر ۲۰۰۹ء میں فیصلے اور سیمینار کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

آخر میں مندوبین کرام نے تحریری تاثرات بھی عنایت کئے اور آخری نشست میں زبانی طور پر بھی اپنے اپنے تاثر کا اظہار کیا۔یہاں کے طلبہ ومدرسین کے اخلاق سے علمائے کرام ومفتیان عظام بہت خوش ہوئے نیز کچھ علما نے یہاں کا تعلیمی جائزہ بھی لیا۔ان حضرات کا تأثر یہی تھا کہ اس نہج سے تعلیم وتربیت یہیں کا خاصہ ہے دوسرے مدارس کو بھی اس طرف پیش قدمی کرنا چاہیئے۔مندوبین کرام نے ناظم اعلیٰ شرعی کونسل حضرت شہزادۂ تاج الشریعہ محبوب العلما مولانا محمد عسجد رضا قادری صاحب قبلہ کو خوب سراہا اور مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عام وتام کرنے لے لئے بیش بہا قیمتی مشورے بھی دیئے۔آخر میں فیصلے نوٹ کرلئے گئے، جس پر فیصل بورڈ کے ارکان نے اپنے اپنے دستخط ثبت کردیئے ہیں اور جملہ مندوبین کرام نے بھی فیصلوں پر دستخط کردیا ہے۔صلوٰۃ وسلام اور استاذنا الکریم سیدنا وشیخنا تاج الشریعہ فقیہ اعظم محدث اعظم حضرت علامہ شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی جانشین مفتی اعظم عالم کی دعا پر مجلس اختتام کو پہنچی۔اللہ تعالیٰ جملہ علمائے اہل سنت اور مشائخ ملت کی عمروں میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور انہیں مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا مبلغ بنائے۔آمین ☆☆

خطبۂ استقبالیہ

بموقع: چھٹا فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

از: شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری رضوی مدظلہٗ

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ وآلہ وصحبہ المتأدبین بادابہ۔

حضرات علمائے کرام ومفتیان عظام! ....السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اما بعد!

خداوند قدوس کے فضل بے پایاں اور حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے بے کراں صدقہ وطفیل آج نہایت ہی مسرت وشادمانی کا موقع ہے کہ چھٹا فقہی سیمینار اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں اور ضیاء پاشیوں کے ساتھ انعقاد پذیر ہو رہا ہے، ''شرعی کونسل آف انڈیا'' آپ حضرات کو اپنی ذمہ داریوں اور فرائض منصبی کا احساس دلاتے ہوئے سال میں ایک بار تکلیف وزحمت دیتی ہے، اور جدید یا مختلف فیہ مسائل کے حل اور انہیں متفقہ صورت دینے کے لئے صاحبان علم وافتاء وارباب تحقیق کی مقدس جماعت کو اکٹھا کرتی ہے اور ملت اسلامیہ کو منتشر ہونے سے بچاتی ہے۔ اور آپ حضرات کے توسط سے ہزار ہا ثواب اپنے دامن میں سموتی ہے۔ یہ چھٹا حسین وخوبصورت موقع ہے کہ یہ نورانی قافلہ مرکز اہل سنت بریلی شریف کے عظیم الشان اور مایہ ناز ادارہ ''مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا'' کے ''علامہ حسن رضا کانفرنس ہال'' میں جلوہ فگن ہے جو کچھ ہی لمحوں میں اپنی علمی وتحقیقی ضوفشانی اور مہک سے ماحول وفضا کو منور ومجلیٰ ومعطر کرنے والا ہے۔ ازیں قبل اسی ہال میں اس مبارک جماعت نے پانچ سیمینار جو مختلف موضوعات پر مشتمل تھے، پر بحث وتمحیص، تحقیق وتدقیق اور توضیح وتنقیح کے بعد چند اہم مسائل کا حل تلاش کر کے ''شرعی کونسل آف انڈیا'' بریلی شریف کو ظفر وکامرانی کا زریں تاج پہنایا ہے۔ ان حل شدہ مسائل کو ارکان فیصل بورڈ کے دستخط کے ساتھ ماہنامہ ''سنی دنیا'' ودیگر موقر جرائد ورسائل میں شائع کر دیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ مستقبل قریب میں کتابی شکل میں ان کی اشاعت کی جائے گی۔

محترم حضرات! ''شرعی کونسل آف انڈیا'' بریلی شریف کی جانب سے جو سوال نامہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا گیا تھا وہ حسب ذیل تین موضوعات پر مشتمل تھا۔

(۱) اموال زکاۃ وعشر اور عطیات میں خلط یا تصرف کا شرعی حکم۔

(۲) جدید طریقۂ بیع کی شرعی حیثیت۔

(۳) پانی وکاغذ وغیرہ کے ری سائکل کا شرعی حکم۔

آج کی اس مبارک محفل اور تقریب سعید میں ان پر بحث وتمحیص اور تحقیق کے بعد ان کا حل نکالنا ہے۔ امید ہے کہ سابقہ روایات کے مطابق اس بار بھی آپ حضرات فقیہانہ انداز میں زیر بحث مسائل کے جواز وعدم جواز کے تعلق سے اپنے اپنے

نظریات وآراء کو دلائل و براہین سے مزین فرمائیں گے اور ''شرعی کونسل آف انڈیا'' کے جملہ ارکان پر امید ہیں کہ آپ مندوبین کرام ومفتیان عظام مکمل غور وخوض اور بحث وتمحیص کے بعد ان اہم مسئلوں کا نکھرا ستھرا حل پیش فرمائیں گے اور ایک بار پھر ''شرعی کونسل'' کے سر کامرانی کا سہرا باندھیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ بارگاہ رب جلیل میں یہ دعا کریں کہ ''شرعی کونسل'' آپ حضرات کے حل کردہ مسائل اور متفقہ فیصلوں کو امت محمدیہ قبول کرے اور اصلاح عمل کے لئے انتشار و اختلاف سے بچے، ہمیں آپ حضرات کی مشغولیات ومصروفیات کا بھرپور احساس ہے کہ آپ حضرات گونا گوں مصروفیات اور ذمہ داریوں میں گھرے ہونے کے باوجود ''شرعی کونسل'' کی طرف سے ارشاد کردہ عنوانات وموضوعات پر مکمل انہماک وتوجہ کے ساتھ مقالے تحریر فرماتے ہیں اور قیمتی وقت نکال کر، سفر کی صعوبتوں کو جھیلتے ہوئے وقت موعود پر یہاں تشریف لاتے ہیں اور زیر بحث مسائل پر مکمل دیانت داری کے ساتھ تحقیق وتنقیح کے بعد کسی متفقہ فیصلہ پر مجتمع ہوتے اور سیمینار کو کامرانی وکامیابی سے ہمکنار فرماتے ہیں۔ رب جلیل وقدیر کا شکر جزیل ہے کہ آپ حضرات اپنی کاوشوں اور محنتوں سے اس عظیم ورفیع سلسلے کو آگے بڑھا رہے ہیں اور امید کہ انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی بڑھاتے رہیں گے۔ اور آپ حضرات اس میں مکمل کامیاب بھی ہیں۔ عصر حاضر میں ملت کے بے شمار مسائل علمائے کرام ومفتیان عظام کی توجہ کے محتاج ہیں اور ہر معاملے میں علماء ہی ذمہ دار قرار پاتے ہیں۔ لیکن جس طرح دنیا میں بسنے والے افراد کی مصروفیات ہیں اسی طرح علمائے کرام کے بھی اپنے مسائل و معمولات اور مصروفیات ہیں انہیں نظر انداز کر کے نئے کام کے لئے وقت نکالنا بڑا کٹھن اور دشوار ہے، لیکن قوم وملت کے غمگسار بھی علمائے کرام ہی ہیں اور انہیں کے قلب وجگر میں اس کا درد ہے جس کی بنا پر صعوبتوں کو جھیلتے ہوئے سیمینار میں تشریف لاتے ہیں۔ اس کا اجر وصلہ کوئی بندہ کیا دے سکے گا ''اِنْ اَجْرُکُمْ اِلَّا عَلَی اللّٰہ'' اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دین اسلام پر ثابت قدم رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور جو ذمہ داریاں ہمارے نحیف وناتواں کندھوں پر رکھی گئی ہیں انہیں خلوص وللّٰہیت کے ساتھ بحسن وخوبی انجام دینے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آپ حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ اخیر میں آپ ''شرعی کونسل'' کے تعلق سے اپنا تحریری تاثر ضرور عنایت فرمائیں۔ اخیر میں ہم آپ حضرات مندوبین کا دعوت قبول کرنے پر اظہار تشکر کرتے ہیں اور تشریف آوری پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ میزبانی کے فرائض انجام دینے میں کسی طرح کی کوئی کوتاہی رہ جائے تو اسے درگزر کر کے شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف

اور آئندہ کے لئے مفید مشوروں سے سرفراز فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو دین و دنیا کی برکات سے ہمکنار فرمائے۔ آمین والسلام مع الکرام فقط والسلام

فقیر محمد عسجد رضا قادری غفرلہٗ
ناظم اعلیٰ: شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف
ناظم اعلیٰ: مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، مرکز نگر، بریلی شریف
۲۳؍رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۷؍جولائی ۲۰۰۹ء

خطبۂ صدارت

بموقع: چھٹا فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

از: تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ، مفتی اعظم مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ سیدنا محمد وآلہ الصفوۃ وصحبہ القدوۃ ومن حذا حذوھم، ونحیٰ نحوھم، فاتخذھم أسوۃ۔

معزز علمائے دین ومفتیان شرع متین! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ فقیر بے مایہ ''جامعۃ الرضا'' میں انعقاد پذیر اس چھٹے فقہی سیمینار میں آپ حضرات کی شرکت پر بہت ہی ممنون ومسرور ہے۔آپ حضرات کی علمی ودینی مصروفیات نے آپ کو جو رفعت ومنزلت عطا فرمائی ہے اس پر قرآن عظیم اور احادیث کریمہ شاہد ہیں، اس کے ساتھ ہی ہمہ دم خشیت الٰہی کا استحضار علما ہی کا وصف لازم ہے۔رفعت درجات وخشیت الٰہی کا تقاضا ہے کہ ہم سب اخلاص وللّٰہیت کے سایہ میں مسائل جدیدہ کے استخراج احکام میں اپنی پوری بصیرت بروئے کار لائیں اور کتاب وسنت نیز فقہائے کرام کے اقوال راجحہ منقحہ کی روشنی میں دینی فکر کی صحیح سمت متعین کریں، جب مختلف رائیں سامنے آتی ہیں تو اس وقت دلائل کی تنقیح وترجیح اور متضاد نظائر میں سے کسی ایک کا مسئلہ دائرہ پر منطبق کرنا سخت آزمائش کا موقع ہوتا ہے۔ایسے موقع پر اخلاص نیت ہی سے مسائل کا حل آسان ہوتا ہے۔اس لئے مجھے یہ احساس دلانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ آپ علماء امت ہیں بالفاظ دیگر آپ شریعت کے امین ہیں یہ آپ ہی کی ذمہ داری ہے کہ آپ نئے مسائل میں پوری دیانت سے اپنی فکر کو بروئے کار لائیں اور منہج اسلاف کو رہنما بنائیں، اور اشباہ ونظائر میں نظر صحیح سے کام لیں اور نوازل کے احکام وعلل اصول شرع کی روشنی میں دریافت کریں پھر آپ کی فکر جس نتیجے پر پہنچے اس پر خوب نظر کرکے کوئی فیصلہ سنائیں۔اور خود اعتمادی سے بچنے کے لئے ہماری رائے ہے کہ اپنے فیصلے کی تصویب وتصدیق کے لئے بہر حال اکابر کی طرف رجوع کریں خصوصاً جب کہ ضرورت درپیش ہو تو پوچھنے سے اور مراجعت سے ہرگز گریز نہ کریں۔ فانما شفاء العیّ السوال، أو کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور اگر ہم سے کوتاہی کے باعث دریافت احکام میں خطا ہوئی ہو تو بعد علم لازم ہے کہ رجوع کریں، تاکہ اللہ ہم پر اپنی رحمت فرمائے اور ہم پناہ رحمت میں ہوں، یتوب اللہ علی من تاب۔

یہاں یہ یاد رہے کہ ظہور حق کے بعد اپنی جمی ہوئی رائے سے رجوع کرنا اور اعتراف خطا اور قبول حق امام اعظم ابوحنیفہ ودیگر مجتہدین اور ان کے متبعین کا شیوہ رہا ہے کما ھو فی الکتب المذکور ہمیں ان کی سنت سے روگردانی زیب نہیں دیتی کہ ہم ان کے مقلد ہیں نہر الفائق پھر عالمگیری میں ہے: ولا ینبغی لہ أن یحتج للفتویٰ إذا لم یسأل عنہ، وإذا أخطا رجع ولا یستحي ولا یأنف۔ (نہر الفائق ج ۳،ص ۵۹۹)

قرآن حکیم میں بظاہر اس سے خطاب ہوا جو اتباع ہوا سے معصوم ہے ارشاد ہوا: یٰداوٗدُ إنّا جَعَلْنٰكَ خَلِيفَةً إلىٰ قولِهٖ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰه الآية. اور حقیقۃً یہ خطاب حکام علما اور نا قلان فتویٰ سے ہے کہ وہ نصیحت مانیں اور اتباع ہوا کا ہولناک انجام سوچیں، اور اس وعید کی شدت پر غور کریں جو بر سبیل فرض معصوم کو سنائی گئی تو ہم غیر معصومین کی کیا بساط؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت بخشے اور اتباع ہوا و تشہی کی آفتوں سے محفوظ رکھے۔

ایک مقصد: اس ''شرعی کونسل'' کے قیام سے یہ تھا اور ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیقات کو اجاگر کیا جائے اور اپنوں اور غیروں کے دلوں میں ان کی علمی وجاہت کا سکہ جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اور مستحکم کیا جائے اور دکھایا جائے کہ علم کے اس جبل شامخ کی تحقیقات ایسی راسخ ہیں کہ سب اکٹھا ہو کر کے ہلانا چاہیں تو ہل نہ سکیں ہلانیوالے ہل جائیں۔ مزید برآں یہ امر لوگوں پر بار بار روشن ہو کہ مدت دراز گزرنے کے بعد بھی وہ علم رفیع ابھرتے ہوئے مسائل میں گم گشتگان کے لئے رہبر و رہنما ہے مگر صد افسوس! اب یہ دیکھا جا رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے خوشہ چینوں کے خوشہ چیں تصریحات اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کر رہے ہیں اور ان کی تحقیقات کے برخلاف اپنی نئی تحقیقیں پیش کر رہے ہیں، جب کہ اس بارگاہ فیض سے منہ موڑنا نہ صرف سوئے ادب ہے بلکہ اس طرز عمل سے آزادروی کو ہوا دینے کے مرادف ہے۔ بہر حال اہل حق کو اپنی فکر لازم ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری یہ شرعی کونسل اور اس کے فقہی سیمینار امتیازی شان کے ساتھ شریعت کے دائرے میں اپنا کام مستقبل میں بھی انجام دیتے رہیں گے اور حق گوئی اور حق پسندی اور حق پر استقامت اس کا طرۂ امتیاز رہے گا۔

اخیر میں بطور یاد دہانی گزارش ہے کہ درمیان بحث مخاطب کے حفظ مراتب کو ملحوظ خاطر رکھیں اور اظہار حق کے لئے اپنے استدلال کو بلطف و نرمی و حکمت کے ساتھ پیش کریں اور کم سے کم وقت میں بحث کو سمیٹنے کی کوشش کریں اور لفظی بحث سے احتراز کریں۔ آپ جیسے تجربہ کار افراد کی کوششوں سے میں پوری امید رکھتا ہوں کہ زیر بحث مسائل (۱) اموال زکوٰۃ وعشر اور عطیات میں خلط یا تصرف کا شرعی حکم۔ (۲) جدید طریقۂ بیع کی شرعی حیثیت۔ (۳) پانی و کاغذ وغیرہ کے ریسائکل کا شرعی حکم۔ جیسے اہم مسائل میں ہم کسی اہم فیصلے تک پہنچ جائیں گے۔ وبا للّٰہ التوفیق

ہمیں احساس ہے کہ آپ نے اپنے اوقات عزیز میں سے کچھ قیمتی وقت نکالا اور سفر کی تکالیف برداشت کر کے آپ شریک اجلاس ہوئے ہیں ہم ''شرعی کونسل'' کے تمام شرکاء کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں آپ تمامی حضرات کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

فقیر محمد اختر رضا القادری الازہری غفرلہٗ
بانی وسرپرست اعلیٰ: شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف
(رکن فیصل بورڈ شرعی کونسل)
۲۳؍رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

خطبۂ تنقیح

بموقع: چھٹا فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

از: محدث کبیر حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ المتأدبین بآدابہ۔

الحمدللہ! آج ہم تمام مندوبین امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کے علمی وتحقیقی فیوض و برکات سے استفادہ کرتے ہوئے چند مسائل کا شرعی حل تلاش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں اور ہم سب کا یہ عہد ہے کہ احقاق حق کے لئے ہم سب اپنی تمام تر علمی وفکری توانائیوں کو صرف کریں گے اور عوامی رجحان سے بے نیاز ہوکر حکم شرع ہی کی دریافت پر مرکوز رہیں گے۔

آج ہمیں جن مسائل پر گفتگو کرنا ہے وہ سب آپ کے پیش نظر ہیں۔ یہ فقیر اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے چند جملوں میں اپنی معلومات کا اقتباس پیش کرتا ہے۔

(۱) سوالنامہ میں اشیائے معدومہ یا اشیائے غیر مقبوضہ کی جس بیع کا ذکر ہے وہ نہ تو سلم ہے اور نہ استصناع اور نہ بیع مطلق، سلم اس لئے نہیں ہے کہ صحت سلم کی شرائط میں سے کل یا اکثر معدوم ہیں جن کی تفصیلات آپ حضرات کے پیش نظر ہیں جبکہ بیع معدوم یا بیع غیر مملوک کی صورت مسئولہ سلم نہیں ہوسکتی۔

جواز استصناع کے لئے سب سے پہلی شرط تعامل ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ اس میں یا تو ذکر اجل سرے سے نہ ہو، یا ہو تو باختلاف اقوال ایک ماہ سے کم ہو، یا ذکر اجل بطور شرط نہ ہو بلکہ بطور استعجال یا استمہال ہو۔ چونکہ تعامل اجماع عملی ہے اس لئے اس تعامل میں علماء کا شمول لازم ہے۔ جبکہ صورت مسئولہ کی اکثر صورتوں میں علما سے استصناع ثابت نہیں، خصوصاً وہ علما جو مسائل بیع میں گہری بصیرت رکھتے ہیں ایسی تجارتوں سے ان کا کوئی شغف ہی نہیں اور یہاں علما سے ایسے ہی علما مراد ہیں جو ان مسائل پر درک رکھتے ہوں جن کے تعامل کا دعویٰ ہے۔

اجل کا ذکر ہو تو قول امام پر ایک ماہ سے کم ہو اور صاحبین کے نزدیک استصناع میں ذکر اجل بطور شرط نہیں ہوتا بلکہ استعجال یا استمہال کے طور پر ہوتا ہے۔ قول امام سے مذہب صاحبین کی طرف عدول اگر بوجہ دفع حرج درست بھی ہو تو انہی اشیاء میں عدول صحیح ہوگا جن کے استصناع میں عامہ علماء بھی شریک ہوں۔ اسے بیع مطلق میں شمار کرنے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے: وھو الظاھر الغنی عن البیان۔

اس لئے میری نظر میں جواز کی ایک صورت ہے کہ تجار کے اس عمل کو معاہدہ اور ایگریمنٹ کے خانہ میں رکھنا چاہئے کیوں کہ عموماً تجار میں یہی طریقہ رائج بھی ہے اور مشتری کی طرف سے جو رقم ادا ہوئی اسے بیعانہ قرار دیا جائے جو حکماً ایسا قرض ہے جو بیع تعاطی کے وقت زر ثمن میں محسوب ہو جائے گا۔

اسی طرح قبل تعمیر بلڈنگوں کے فلیٹ اور دکانوں کی خریداری میں بار بار مدتیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور اس کے پورے نقشہ، جائے وقوع، فلیٹ کی منزلوں وغیرہ میں کئی جہالتیں رہ جاتی ہیں جو بسا اوقات محل نزاع بھی ہوتی ہیں مگر چونکہ مشتری مختلف حصوں میں زرِ ثمن ادا کر چکا ہوتا ہے اس لئے اسے جبراً لینا پڑتا ہے کہ اداشدہ رقم واپس نہ مل سکے گی اور اس لئے بھی کہ وہ رہائش یا دکان کا سخت حاجت مند ہے۔ اسے بھی بیع مطلق یا بیع سلم یا بیع استصناع میں سے کسی خانہ میں رکھنا درست نہیں ہے اسے بھی معاہدہ بیع ہی کے زمرہ میں آنا چاہئے۔

(۲) پانی و دیگر اشیاء کی ری سائکلنگ کا کام ہندوستان کے چند شہروں میں جاری ہوا مگر سنا گیا ہے کہ پانی کی ری سائکل فیکٹریاں بند ہو رہی ہیں اس لئے کہ ہندوستان میں جہاں پانی کی فراوانی ہے اس کو فلٹر کرنا ری سائکلنگ کے عمل سے ارزاں پڑتا ہے، اور جہاں پانی کی قلت ہے وہاں پانی پہنچانے کی ترکیبیں سستی پڑتی ہیں، اس لئے اب کمپنیاں پانی کی ری سائیکلنگ میں رقم پھنسانے کو تیار نہیں ہیں۔

رہ گیا مسئلہ ری سائکلنگ شدہ پانیوں کا تو جب تک اس بات کا یقین یا ظن غالب ملحق بہ یقین نہ ہو جائے کہ جس پانی کو ری سائکل کیا گیا ہے وہ کل کا کل نجس ہے اس پر نجاست کا حکم عائد کرنے کی گنجائش نہیں ہے لان الماء اصله طهارة۔ اور یہی حکم کاغذ، پلاسٹک وغیرہ کا ہے بالخصوص پلاسٹک اور دھاتوں کی ری سائیکلنگ میں پگھلانے اور آتشی اعمال سے گذرنا پڑتا ہے اور یہ عمل خود ہی مطہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ولعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا۔

ہاں! اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ مستعمل پانی جو ری سائیکل کیا گیا نجس ہی ہے تو اگر اسے بخارات میں تبدیل کر کے پھر پانی بنالیا گیا تو وہ بھی طاہر ہے۔ مراقی میں ہے: "وبخار الكنيف والاصطبل والحمام اذا قطر لايكون نجسًا استحسانا" اسی طرح اگر اس سے اوصاف نجاست زائل ہو گئے اور وہ ماء جاری میں مخلوط ہو گیا تو بھی اس پر حکم طہارت ہی جاری ہوگا: لأن الماء النجس اذا خالط ماء جاريا ولم يظهرا حد اوصاف النجاسة عليه فصار طاهراً۔ الحاصل جب تک کہ ری سائیکل کے طور طریقہ اور اس عمل کی پوری تحقیق نہ ہو جائے پانی کی نجاست کا حکم دینا متعذر رہے۔

(۳) خلط اموال زکوٰۃ وعشر وصدقات نافلہ وغیرہ

(الف) سب سے پہلے یہ تنقیح ضروری ہے کہ سفراوصول کردہ اموال کو صرف مدارس کے ناظمین تک پہنچانے کے وکیل ہوتے ہیں اور ان اموال میں تصرف کے حقیقی وکیل ناظمین ہوتے ہیں، مگر اموال زکوٰۃ وغیرہ کو عموماً بے تصرف ناظمین تک پہنچانا اس دور میں سخت دشوار امر ہے اس لئے سفرا یعنی وکیل ارسال کو یہ حق عرفاً حاصل ہے۔ کہیں کہیں صراحۃً اور کہیں کہیں دلالۃً اور مما لک غیر کے لوگ بھی یہی جانتے ہیں کہ بے تصرف نہیں پہنچے گا اگر پہنچا بھی تو اکثر وہ مصرف میں خرچ نہ ہو پائے گا، اسی لئے جب ان سے تصرف وتبدیل کی اجازت طلب کی جاتی ہے تو وہ حیرت سے کہتے ہیں کہ یہ تو ہمیں بھی علم ہے۔ مختلف اموال زکوٰۃ کو بلکہ غیر زکوٰۃ کو بھی زکوٰۃ سے خلط کرنے کا رواج عام ہو چکا ہے جسے تقریباً تمام زکوٰۃ دہندگان جانتے بھی ہیں جو دلالۃً اذن ہے البتہ اگر سفیر کسی مزکی کے بارے میں یہ شبہ کرتا ہے کہ شاید اسے اس رواج کا علم نہیں ہے تو احتیاطاً اذن حاصل کر لے بہر حال تمام اموال ودیعت اس حکم میں یکساں ہیں کیوں کہ وہ متعین ہوتے ہیں۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ اگر سفیر تنگی میں پڑ جائے تو کیا اس حال میں تصرف کر سکتا ہے؟ تو اس مسئلہ میں یہ تنقیح اہمیت کی حامل ہے کہ وہ صرف وکیل ارسال اور امین ہے تو کیا اسے اس تصرف کا حق ملنا چاہئے۔ ساتھ ہی وہ ابن السبیل بھی ہے تو اسے تصرف کا حق کیوں نہ ملے؟ یہ بھی غور طلب ہے کہ مزکی نے اپنے وکیل کو اگر کسی کو نامزد کر کے دینے کو کہا تو وکیل کو دوسرے پر یا خود اپنے اوپر خرچ کا حق نہیں تو اسے یہ کیوں دیا جائے۔ اس لئے ایسے مقید اموال میں اسے بطور ابن السبیل اپنے اوپر تصرف کا حق نہ ہونا چاہئے۔

(ب) عدم جواز کا تعلق صرف زکوٰۃ کے تصرف کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دیگر عطیات کا بھی یہی حکم ہے۔ سوالنامہ میں فتاویٰ قاضیخاں کی عبارت اس پر شاہد ہے۔

(۳) جو رقم جس ادارہ کے نام پر وصول کی گئی وہ اسی ادارے کے مستحقین پر خرچ کی جائے۔ یہی عرف بھی ہے اسی لئے زکوٰۃ وعطیات دینے والے اس ادارہ کی کارکردگی پر نظر رکھتے ہیں اور کارکردگی کی بہتری پر اموال کا اضافہ کرتے ہیں یا کم کر دیتے ہیں یا بند کر دیتے ہیں۔

اخیر میں عرض ہے کہ ہم اپنی بحثوں کو سمیٹنے پر متوجہ رہیں تا کہ گذشتہ سیمناروں کے کئی باقی اجزا کا حل بھی ہم اسی سیمینار میں تلاش کر سکیں۔ واللّٰہ المستعان وعلیہ التکلان

آپ کی دعاؤں کا طالب

فقیر ضیاء المصطفیٰ القادری غفرلہٗ

(رکن فیصل بورڈ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف)

۲۴؍رجب المرجب ۱۴۳۰ھ/ مطابق ۱۷؍جولائی ۲۰۰۹ء

شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا چھٹا فقہی سیمینار

مورخہ ۲۴/۲۵/۲۶/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۷/۱۸/۱۹/جولائی ۲۰۰۹ء

زیر سرپرستی

☆ گل گلزار برکاتیت حضرت سید محمد امین میاں قادری برکاتی مارہرہ شریف

☆ رفیق ملت حضرت سید محمد نجیب میاں قادری برکاتی مارہرہ شریف

☆ حضرت مولانا سید محمد اویس مصطفےٰ صاحب قادری واسطی بلگرام شریف

☆ امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا صاحب رضوی بریلی شریف

موضوعات بحث

۱- جدید طریقۂ بیع کی شرعی حیثیت

۲- اموال زکوۃ وعشر اور عطیات میں خلط یا تصرف کا شرعی حکم

۳- پانی وکاغذ وغیرہ کے ریسائکل کا شرعی حکم

۲۴/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۷/جولائی ۲۰۰۹ء بروز جمعہ مبارکہ

نشست اوّل: بعد نماز مغرب تا 10:30 بجے رات

زیر صدارت: حضرت علامہ مفتی محمد شبیر حسن صاحب رضوی

زیر نظامت: حضرت مفتی محمد اختر حسین صاحب رضوی

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف (۳) خطبہ استقبالیہ (۴) خطبہ صدارت (۵) خطبۂ تنقیح (۶) وقفہ چائے نوشی

۲۵/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸/جولائی ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ

نشست دوم: صبح 8:00 بجے سے 1:30 بجے تک

زیر صدارت: محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب

زیر نظامت: حضرت مفتی محمد ناظم علی صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف (۳) بحث ومباحثہ: موضوع نمبر ۱ (۴) وقفہ چائے نوشی

نشست سوم: بعد نماز مغرب تا 10:30 بجے رات

زیر صدارت: قاضی القضاۃ حضرت مفتی محمد اختر رضا صاحب قبلہ

زیر نظامت: حضرت مفتی محمد آل مصطفیٰ صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف (۳) بحث ومباحثہ: موضوع نمبر ۲ (۴) وقفہ چائے نوشی

۲۶؍رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹؍جولائی ۲۰۰۹ء بروز اتوار

نشست چہارم : صبح 8 بجے سے دوپہر 2 بجے تک

زیر صدارت: استاذ الفقہاء حضرت مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب

زیر نظامت : حضرت مفتی معراج القادری صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف (۳) بحث ومباحثہ: موضوع نمبر ۳ (۴) وقفہ چائے نوشی

نشست پنجم : بعد نماز مغرب تا 10:30 بجے رات

زیر صدارت: استاذ العلماء حضرت مفتی عاشق الرحمن صاحب

زیر نظامت : حضرت مفتی محمود اختر صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف (۳) ٹرین پر نماز کا حکم (۴) وقفہ چائے نوشی

نظام الاوقات

۲۴؍رجب المرجب ۱۴۳۰ھ/ مطابق ۱۷؍جولائی ۲۰۰۹ء بروز جمعہ مبارکہ

نمبر شمار	مصروفیات	وقت
۱	سیمینار	بعد نماز مغرب تا 10:30
۲	وقفہ چائے نوشی	مناسب وقت پر

۲۵؍رجب المرجب ۱۴۳۰ھ/ مطابق ۱۸؍جولائی ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ

نمبر شمار	مصروفیات	وقت
۱	نماز فجر بعدہٗ چائے نوشی	5:00 بجے
۲	ناشتہ	صبح 7:30 پر
۳	سیمینار	8:00 تا دوپہر 1:30 بجے
۴	وقفۂ چائے نوشی	10:00 بجے کے بعد
۵	طعام	دوپہر 2:00 بجے
۶	نماز ظہر	3:00 بجے

۷	نمازعصر	5:45 پر
۸	عصرانہ	6:15 پر
۹	نمازمغرب	7:20 پر
۱۰	سیمینار	7:45 تا 11:00 بجے
۱۱	وقفۂ چائے نوشی	9:30 بجے
۱۲	نمازعشاء	11:15 پر
۱۳	طعام	11:30 پر

۲۶؍رجب المرجب ۱۴۳۰ھ/مطابق ۱۹؍جولائی ۲۰۰۹ء بروز اتوار

نمبرشمار	مصروفیات	وقت
۱	نمازفجر بعدہٗ چائے نوشی	5:00 بجے
۲	ناشتہ	7:30 پر
۳	سیمینار	8:00 تا دوپہر 1:30 بجے
۴	وقفۂ چائے نوشی	10:00 بجے کے بعد
۵	طعام	دوپہر 2:00 بجے
۶	نمازظہر	3:00 بجے
۷	نمازعصر	5:45 پر
۸	عصرانہ	6:15 پر
۹	نمازمغرب	7:20 پر
۱۰	سیمینار	7:45 تا 10:00 بجے
۱۱	تأثرات	10:00 بجے تا 10:30 بجے
۱۱	وقفۂ چائے نوشی	9:30 پر
۱۲	طعام	11:00 بجے
۱۳	نمازعشاء	10:45 پر

☆☆☆

چھٹا فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا ٢٠٠٩ء

منعقدہ: ٢٤/٢٥/٢٦/رجب المرجب ١٤٣٠ھ مطابق ١٧/١٨/١٩/جولائی ٢٠٠٩ء

شرعی کونسل آف انڈیا کے چھٹے فقہی سیمینار میں مندرجہ ذیل اکابر و مشائخ نے شرکت فرمائی اور شرعی کونسل کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔

(١) فخر عرب وعجم، تاج الشریعہ، مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ النورانی جانشین مفتی اعظم عالم، بریلی شریف
سرپرست وبانی شرعی کونسل آف انڈیا ورکن فیصل بورڈ

(٢) رئیس الاتقیا، جانشین مشائخ بلگرام حضرت علامہ شاہ سید اویس مصطفیٰ قادری واسطی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ برکاتیہ بلگرام شریف۔
رکن شرعی کونسل آف انڈیا

(٣) سلطان الاساتذہ، محدث کبیر حضرت علامہ شاہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی سجادہ نشین خانقاہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو۔
رکن شرعی کونسل آف انڈیا ورکن فیصل بورڈ

(٤) ماہر ہفت لسان، سماحۃ الشیخ حضرت علامہ شاہ محمد عاشق الرحمٰن صاحب حبیبی صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعہ حبیبیہ الہ آباد
رکن شرعی کونسل آف انڈیا ورکن فیصل بورڈ

(٥) عمدۃ المحققین، استاذ الفقہا حضرت علامہ شاہ قاضی عبد الرحیم صاحب بستوی صدر مفتی مرکزی دار الافتاء بریلی شریف۔
رکن شرعی کونسل آف انڈیا

(٦) حبیب العلماء نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ شاہ محمد حبیب رضا خاں صاحب قادری رضوی کانکرٹولہ بریلی شریف۔
رکن شرعی کونسل آف انڈیا

(٧) جامع المعقولات حضرت علامہ شاہ محمد ہاشم رضا صاحب رضوی شیخ المعقولات جامعہ نعیمیہ مراد آباد۔
رکن شرعی کونسل آف انڈیا

(٨) استاذ العلما حضرت علامہ شاہ محمد شبیر حسن صاحب رضوی قبلہ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ روناہی فیض آباد۔
رکن شرعی کونسل آف انڈیا

(٩) شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ شاہ محمد بہاء المصطفیٰ قادری امجدی صدر المدرسین جامعۃ الرضا بریلی شریف۔
رکن شرعی کونسل آف انڈیا

شرعی کونسل آف انڈیا کے چھٹے فقہی سیمینار میں مندرجہ ذیل مفتیان کرام نے مقالات تحریر فرمائے اور سیمینار میں شرکت فرمائی۔

☆ ماہر ہفت لسان حضرت علامہ شاہ محمد عاشق الرحمٰن صاحب حبیبی صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعہ حبیبیہ الہ آباد۔

☆ جامع المعقولات حضرت علامہ شاہ محمد ہاشم رضا صاحب رضوی شیخ المعقولات جامعہ نعیمیہ مراد آباد۔

(۱۰) حضرت مفتی محمد عذیر احسن صاحب تدریس الاسلام بسڈیلہ

(۱۱) حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب دار العلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا

(۱۲) حضرت مفتی محمد ناظم علی صاحب الجامعۃ الاشرفیہ

(۱۳) حضرت مفتی قاضی فضل احمد صاحب بنارس

(۱۴) حضرت مفتی آل مصطفیٰ صاحب گھوسی

(۱۵) حضرت مفتی محمد انور نظامی صاحب ہزاری باغ

(۱۶) حضرت مفتی محمد اختر حسین صاحب جمدا شاہی بستی

(۱۷) حضرت مفتی قاضی شہید عالم صاحب بریلی شریف

(۱۸) حضرت مولانا خورشید مصطفیٰ صاحب بریلی شریف

(۱۹) حضرت مفتی رفیق عالم صاحب بریلی شریف

(۲۰) حضرت مولانا محمد افضل حسین صاحب بریلی شریف

(۲۱) حضرت مولانا بیت اللہ صاحب بریلی شریف

(۲۲) حضرت مولانا معین الدین خاں بریلی شریف

(۲۳) حضرت مولانا محمد اختر صاحب بریلی شریف

مندرجہ ذیل حضرات کے مقالات موصول ہوئے مگر کسی وجہ سے وہ شرکت نہ فرما سکے۔

(۲۴) حضرت علامہ مفتی محمد ایوب صاحب نعیمی صدر المدرسین جامعہ نعیمیہ مراد آباد

(۲۵) حضرت مفتی شیر محمد صاحب استاذ جامعہ اسحاقیہ جودھ پور

(۲۶) حضرت مفتی محمد محسن الہادی صاحب دھرول جام نگر گجرات

مندرجہ ذیل علمائے کرام نے شرکت فرمائی اور اپنی رائے کا اظہار فرمایا نیز فیصلے پر دستخط بھی فرمائے۔

(۲۷) شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا عسجد رضا قادری صاحب، ناظم اعلیٰ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

(۲۸) حضرت مفتی محمد شعیب رضا صاحب نعیمی ناظم اعلیٰ اسلامی مرکز دہلی

(۲۹) حضرت مفتی محمد معراج القادری صاحب الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور
(۳۰) حضرت مفتی فیضان المصطفیٰ صاحب جامعہ امجدیہ گھوسی
(۳۱) حضرت مفتی محمد شمشاد صاحب جامعہ امجدیہ گھوسی
(۳۲) حضرت مفتی محمود اختر صاحب حاجی علی مسجد ممبئی
(۳۳) حضرت مفتی محمد ناظم علی قادری مرکزی دارالافتاء بریلی شریف
(۳۴) حضرت مفتی حکیم محمد مظفر حسین صاحب مرکزی دارالافتاء بریلی شریف
(۳۵) حضرت مفتی محمد عالمگیر رضوی صاحب جامعہ اسحاقیہ جودھ پور
(۳۶) حضرت مفتی محمد عبید الرحمٰن صاحب مظہر اسلام بریلی شریف
(۳۷) حضرت مفتی محمد الطاف حسین صاحب لکھیم پور
(۳۸) حضرت مولانا محمد حنیف رضوی صاحب صدر المدرسین جامعہ نوریہ بریلی شریف
(۳۹) حضرت مولانا محمد انوار احمد امجدی صاحب اوجھا گنج بستی
(۴۰) حضرت مولانا محمد عزیز الرحمٰن صاحب جامعہ نوریہ بریلی شریف
(۴۱) حضرت مولانا ابوبکر صاحب جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد
(۴۲) حضرت مولانا محمد صغیر اختر صاحب جامعہ نوریہ بریلی شریف
(۴۳) حضرت مولانا مشکور احمد صاحب جامعہ نوریہ بریلی شریف
(۴۴) حضرت مولانا عبد السلام صاحب جامعہ نوریہ بریلی شریف
(۴۵) حضرت مولانا محمد عاقل رضا صاحب جامعہ قادریہ رچھا بریلی شریف
(۴۶) حضرت مولانا اثیر الدین صاحب جامعہ قادریہ رچھا بریلی شریف
(۴۷) حضرت مولانا مقصود اختر صاحب گھوسی
(۴۸) حضرت مولانا محمد قاسم رضا صاحب مظہر اسلام بریلی شریف
(۴۹) حضرت مولانا محمد عبد القیوم صاحب بریلی شریف
(۵۰) حضرت مولانا محمد شجاعت علی صاحب بریلی شریف
(۵۱) حضرت مولانا محمد حسیب رضا صاحب بریلی شریف
(۵۲) حضرت مولانا محمد ارشاد عالم صاحب بریلی شریف
(۵۳) حضرت مولانا محمد شرف عالم صاحب بریلی شریف
(۵۴) حضرت مولانا محمد سلمان رضا صاحب متعلم جامعۃ الازہر مصر
(۵۵) حضرت مولانا محمد نور العلی صاحب متعلم جامعۃ الازہر مصر

(۵۶) حضرت مولانا محمد افضال حسین صاحب مرکزی دارالافتاء بریلی شریف
(۵۷) حضرت مولانا محمد کوثر علی صاحب مرکزی دارالافتاء بریلی شریف
(۵۸) حضرت مولانا محمد ایوب عالم صاحب مرکزی دارالافتاء بریلی شریف
(۵۹) حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب مرکزی دارالافتاء بریلی شریف
(۶۰) حضرت مولانا محمد تحسین رضا صاحب مرکزی دارالافتاء بریلی شریف
(۶۱) حضرت مولانا رستم علی رضوی صاحب مرکزی دارالافتاء بریلی شریف
(۶۲) حضرت مولانا محمد عابد رضا صاحب درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
(۶۳) حضرت مولانا محمد عاشق حسین کشمیری درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
(۶۴) حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
(۶۵) حضرت مولانا محمد مطیع الرحمٰن صاحب نظامی جامعۃ الرضا بریلی شریف
(۶۶) حضرت مولانا خواجہ محمد آصف رضا صاحب جامعۃ الرضا بریلی شریف
(۶۷) حضرت مولانا محمد جمیل خاں صاحب جامعۃ الرضا بریلی شریف
(۶۸) حضرت مولانا محمد عبدالرحیم صاحب جامعۃ الرضا بریلی شریف
(۶۹) حضرت مولانا محمد شاہد رضا صاحب جامعۃ الرضا بریلی شریف
(۷۰) حضرت مولانا محمد عاصم رضا صاحب جامعۃ الرضا بریلی شریف
(۷۱) حضرت مولانا محمد شمس احمد صاحب جامعۃ الرضا بریلی شریف
(۷۲) حضرت قاری فیض النبی صاحب جامعۃ الرضا بریلی شریف
(۷۳) حضرت قاری وسیم احمد صاحب جامعۃ الرضا بریلی شریف
(۷۴) حضرت قاری عبدالحسیب صاحب جامعۃ الرضا بریلی شریف
(۷۵) حضرت قاری محمد زاہد رضا صاحب جامعۃ الرضا بریلی شریف
(۷۶) راقم الحروف محمد یونس رضا مونس اویسی جامعۃ الرضا بریلی شریف

مذکورہ حضرات کے علاوہ عالیجناب حضرت شاہ الحاج محمد سراج رضا صاحب وحضرت شاہ الحاج محمد افروز رضا صاحب خواجہ قطب بریلی شریف اور الحاج ولی عرف حاجی ببو صاحب، لنکا، انجینئر محمد برہان علی صاحب دہلی، جناب شجاع ملک حشمتی صاحب نیز قرب وجوار کے ائمہ مساجد اور دیگر علمائے کرام سیمینار میں شریک ہوئے۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

پہلا باب

پہلا فقہی سیمینار

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

منعقدہ

۱۶/۱۷/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲/۳/ ستمبر ۲۰۰۴ء

مقام

علامہ حسن رضا کانفرنس ہال جامعۃ الرضا بریلی شریف

موضوعات

۱- سفر میں جمع بین الصلاتین

۲- نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

۳- اجارۂ تراویح

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

پہلا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۶/۱۷/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲/۳/ ستمبر ۲۰۰۴ء

سفر میں جمع بین الصلوتین:

ایمان وتصحیح عقائد کے بعد تمام فرائض میں سب سے اہم نماز ہے۔ اللہ ورسول جل وعلاو ﷺ کے ارشادات اس کی اہمیت وعظمت سے مالا مال ہیں ترکِ نماز پر بے پناہ وعیدیں وارد ہیں اور اس کے ادا کرنے والوں کے لئے غیر معمولی اجروثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ لیکن اجروثواب کا ترتب نماز کے ارکان وشرائط کی ادائیگی وپابندی پر منحصر ہے۔ نماز کی ادائیگی کیلئے شریعت طاہرہ نے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ قرآن وحدیث کے نصوص اس پر ناطق ہیں۔ قال اللّٰہ تعالی: انّ الصلوٰۃ کانت علی المو منین کتابا مو قوتا (پ۱۲۵) بے شک نماز ایمان والوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا۔ احادیث کریمہ میں نماز کے اوقات کی تفصیل موجود ہے۔ اوقات کے تعلق سے فقہاء اسلام کے اجتہادات میں بعض فرق و اختلاف کے باوجود توقیت صلوٰۃ کا مسئلہ متفق علیہا ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ (جہاں بحالت احتیار حجاج کو حج میں صرف عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ میں جمع حقیقی جائز ہے) اگر حالت، سفر یا اضطرار کی نہ ہوتو نماز اپنے وقت پر ادا کرنا لازم ہے لیکن اگر حالت سفر کی ہوتو کیا مسافر کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ قصداً دونمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھے؟ مذہب حنفی میں جمع بین الصلوٰتین کی اجازت نہ سفر میں ہے نہ حضر میں۔ جمع تقدیم کی صورت میں نماز ان پر باطل و ضائع ہوگی اور جمع تاخیر کی صورت میں عمداً اوّل نماز کا قضا کرنے والا ٹھہرے گا اور گنہگار ہوگا۔ لیکن فی زمانا سفر کی دشواریوں کا حال سب پر عیاں ہے اگرچہ سست رفتار سواریوں کی جگہ برق رفتار سواریوں نے لے لی ہے مگران کے چلنے اور رکنے کے اپنے مقررہ اوقات ہیں، اور کوئی ضروری نہیں کہ ان کے رکنے اور ٹھہرنے کے اوقات ہماری اوقاتِ نماز کے موافق ہوں۔ اس کا تجربہ ٹرینوں اور جہازوں سے سفر کرنیوالوں کو بخوبی ہے ایسی صورت میں اگر دونمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنے کی شرعی راہ نہ تلاش کی جائے تو مذہب حنفی کی رو سے یا تو آدمی عمداً تارک نماز ہو کر سخت گنہگار ٹھہرے گا یا وقت پر تقدیم نماز کی صورت میں نماز ہی باطل قرار پائے گی جو ایک عظیم دینی ضرر ہے۔ لہٰذا سفر میں دونمازوں کو ایک وقت پر جمع کرنے سے متعلق درج ذیل سوالات پیش خدمت ہیں جن پر غور وفکر کر کے شرعی حل نکالنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

(۱) کیا مذکورہ ضرر دینی سے بچنے کی ضرورت کے پیش نظر جمع بین الصلوتین کے تعلق سے امام شافعی علیہ الرحمہ والرضوان کے مذہب پر فتویٰ وعمل کی اجازت ہے؟

(۲) مذہب شافعی پر عمل کی صورت میں جمع تقدیم وجمع تاخیر دونوں کی اجازت ہوگی یا صرف ایک کی؟

(۳) مذہب شافعی پر عمل کی صورت میں کیا ان شرائط کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا جو ان کے مذہب میں جمع بین الصلوٰتین کے لئے لازمی ہیں؟ نیز یہ واضح فرمائیں کہ ایسی صورت میں مدت سفر کا اعتبار کس مذہب کے مطابق ہوگا؟ اگر مذہب حنفی کے مطابق کیا جائے تو یہ صورت تلفیق تو نہ ہوگی؟

(۴) سفر میں بسا اوقات مثل ثانی میں عصر پڑھنے کی ضرورت پیش ہوتی ہے تو کیا ایسے مسافر کو شرعاً یہ اجازت ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کے مذہب کے بجائے صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے مسلک پر عمل کرے۔

(۵) اس ضمن میں اس سوال کے جواب کی بھی ضرورت ہے کہ آج کل سعودیہ عربیہ کا سلطان یا امور حج میں اس کا نائب وہ ہوتا ہے جس کے معتقدات اہل سنت و جماعت کے معتقدات سے الگ ہوتے ہیں تو کیا عرفات میں ظہر و عصر کو ملا کر پڑھنا جائز ہوگا؟

امید کہ تسلی بخش جوابات سے شادکام فرمائیں گے۔

ناظم: شرعی کونسل آف انڈیا
۸۲ر سوداگران بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

پہلا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۶/۱۷/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲/۳/ستمبر ۲۰۰۴ء

عنوان:- سفر میں جمع بین الصلاتین:

فیصلہ و تجویز: سفر میں جمع بین الصلاتین

(۱) فضاء میں اڑتے جہاز پر نماز پڑھنے کا یہی حکم ہے جو کشتی پر نماز پڑھنے کا ہے یعنی قبلہ رو ہو کر نماز پڑھے، رکوع و سجدہ کے ساتھ بیٹھ کر بھی پڑھنے کی اجازت ہے مگر افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے اور اعادہ واجب نہیں۔

(۲) ٹھہرے ہوئے جہاز پر نماز پڑھنے کا وہی حکم ہے جو تخت پر نماز پڑھنے کا ہے۔

(۳) باقی یہ صورتیں زیر غور ہیں کہ موجودہ حالات میں ٹرینوں کے سفر میں مذہب شافعی کے مطابق اسٹیشن پر یا رکی ہوئی ٹرین پر دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) اسی طرح چلتی ٹرین سے اترنے میں جبکہ ضیاع جان و مال کا خطرہ ہو تو ٹرین میں پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ بمعنی قضا ہے یا بمعنی وجوب احتیاطی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نوٹ: اس میں جو صورت موقوف رکھی گئی تھی اس سال ۲۰۰۹ء کے فقہی سیمینار میں اس کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ چھٹے فقہی سیمینار کے فیصلہ میں ملاحظہ کریں۔ (اویسی)

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

پہلا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۶/۱۷/۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲/۳/۴ ستمبر ۲۰۰۴ء

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال:

''لاؤڈ اسپیکر'' آواز کی ترسیل کا ایک آلہ ہے، جس کو ایجاد ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہے، اسے عہد جدید کی پیداوار بھی کہا جا سکتا ہے۔ متکلم کی آواز کو دور تک پہنچانے کے خواہش مند حضرات اسے رزم و بزم میں بے دریغ استعمال کرتے ہیں لیکن...... یہ آلۂ مکبر الصوت اس وقت سے علماء وفقہا کے مابین بحث ونظر کا موضوع بن گیا، جب عہد جدید کی تہذیب کے دلدادہ حضرات نے اسے حرم مسجد تک پہنچایا، اور صورت حال یہ پیدا ہوگئی کہ بعض مساجد کے امام نے از خود...... یا...... پھر ارکان مسجد کے جبر و دباؤ سے نماز میں اپنی قرأت وتکبیرات کو دور نزدیک کے مقتدیوں کو سنانے کا ذریعہ بنالیا۔ پھر یہ مسئلہ علما کرام ومفتیان عظام کی خدمت میں پیش ہوا، مگر غور وفکر کے بعد بھی کسی ایک حکم پر اجماع واتفاق نہ ہوسکا۔ اور مسئلہ نزاعی ہی رہا۔ چنانچہ...... لاؤڈ اسپیکر سے سنی جانے والی آواز کے تعلق سے ہندوپاک کے علماء کے دو مختلف نقطہائے نظر سامنے آئے۔

بعض حضرات علماء نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو عین آواز متکلم قرار دے کر اس پر انتقالات ارکان (رکوع وسجدہ) کرنے والوں کی نماز کو صحیح و درست ٹھہرایا۔ جبکہ بیشتر حضرات علما نے لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز کو غیر آواز متکلم قرار دیا۔ اور اس پر انتقالاتِ ارکان کرنے والوں کی نماز بوجہ تلقن من الخارج فاسد قرار دی۔

یہ مسئلہ اکابر علما کے پردہ فرمانے کے بعد بھی جزوی طور پر نزاعی رہا۔ اور اب بھی ہے، اس مسئلہ کی عملی صورت حال یہ ہے کہ بعض شہروں میں مسجدوں کے اندر لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھائی جاتی ہے، اور نہ پڑھانے کی صورت میں فتنہ وفساد تک کی نوبت آجاتی ہے، بلکہ بعض ناخواندہ لوگ غیروں کی اقتداء تک کر لیتے ہیں۔ دوسری جانب آواز کی غیریت اور تکبیر کی سنت کے مردہ ہونے کے پہلو کے علاوہ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں کم از کم دو بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یا اس کا قوی امکان رہتا ہے۔

(۱) جہاں دو مسجدیں قریب قریب ہوتی ہیں وہاں ایک مسجد کے امام کی آواز دوسری مسجد کے مصلیان بآسانی سن لیتے ہیں اور وہ یہ امتیاز نہیں کر پاتے کہ یہ ہمارے امام کی آواز ہے یا دوسرے امام کی؟ نتیجہ کے طور پر دوسرے امام کی آواز پر انتقالات ارکان کر لئے جاتے ہیں۔ جو مفسد نماز ہے۔

(۲) لاؤڈ اسپیکر مشین کا عین حالت نماز میں بگڑ جانا کوئی نادر بات نہیں، جس کے نتیجے مین خلفشار واضطراب کی صورت پیدا ہوجاتی ہے اور نوبت نماز کے فساد تک جا پہنچتی ہے۔

ان حالات کے تناظر میں ''شرعی کونسل'' نے فیصلہ کیا کہ از سر نو اس مسئلہ پر کھلے ذہن وفکر سے غور وفکر کیا جائے اور دلائل د

شواہد کی روشنی میں مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیکر صحیح فقہی نقطۂ نظر واضح کیا جائے۔ اس تعلق سے آپ حضرات کی خدمت مبارکہ میں درج ذیل سوالات پیش ہیں۔

(۱) لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی عین آواز ہے؟ یا اس کی آواز کے مشابہ کوئی نئی آواز ہے، یا صدائے بازگشت ہے؟ اس تعلق سے سائنس جدید کی تحقیقات کے مطالعہ سے آپ کس نتیجہ پر پہنچے ہیں؟ اور بہر صورت اس کی آواز پر نماز میں انتقالات ارکان کرنے والوں کی نماز درست ہوگی یا فاسد؟ مدلل بیان فرمائیں۔

(۲) اگر نماز فاسد ہو تو کیا موجودہ دور میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں اسباب ستہ میں سے کوئی ایک یا چند اسباب متحقق ہو چکے ہیں؟ اور کیا اس تحقق سبب کی بنا پر صحت نماز کا حکم دیا جائے گا؟

امید کہ ان دونوں سوالوں کے تشفی بخش جواب سے ہمیں ممنون فرمائیں گے۔

ناظم: شرعی کونسل آف انڈیا
۸۲ رسوداگران بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

پہلا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۶/۱۷/ ۱۷ ر رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲/۳ ر ستمبر ۲۰۰۴ء

عنوان: نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال:

فیصلہ: دربارۂ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(۱) لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی عین آواز نہیں ہے، اس لئے محض لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز پر اقتداء ہم احناف کے نزدیک صحیح نہیں، بالفرض یہ آواز ماہیت کے اعتبار سے متکلم کی آواز بھی ہو تو بھی حکماً یہ اصل آواز نہیں لہٰذا اب بھی محض اس آواز پر اقتداء درست نہیں ہوگی۔

(۲) جہاں کہیں نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر لوگ جبر کریں وہاں مکبّرین کا بھی انتظام کیا جائے اور مقتدیوں کو مسئلہ کی صورت سے آگاہ کرتے ہوئے ہدایت کی جائے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء نہ کر کے مکبّرین کی آواز پر اقتداء کریں۔

(۳) اسی طرح مکبّرین کو بھی ہدایت کی جائے کہ وہ بھی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء نہ کریں۔

(۴) کہیں مکبّر مقرر کرنے کی بھی صورت نہ بنے تو امام مسئلہ بتادے وہ اس بنا پر امامت سے مستعفی نہ ہو۔ واللہ تعالی اعلم

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

پہلا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۶/۱۷/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲/۳/ ستمبر ۲۰۰۴ء

اجارۂ تراویح :

ملک کے طول وعرض میں تراویح میں ختم کلام اللہ شریف کا جومعہود ومعلوم اور معتاد ومتعارف طریقہ ہے وہ اظہر من الشمس ہے بیشتر مقامات ایسے ہیں جہاں قرآن مجید سننے وسنانے پر اجرت لینا و دینا شائع ہے بلکہ بعض مقامات پر مقدار اجرت بھی معلوم ومعین ہوتی ہے اور اس سے کم کی ادائیگی باعث نزاع ہوتی ہے۔ عام حفاظ کی عادت معروفہ یہی ہے کہ انہیں کچھ نہ ملے تو نہ سنائیں اور عامہ مسلمین کا بھی یہی شیوۂ عمل ہے کہ اگر نہ سنائیں تو کچھ نہ دیں اور شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ ہے: ''المعهود عرفا كالمشروط لفظا''۔

بہرحال قابل غور امر یہ ہے کہ یہ طاعات وعبادات وحسنات پر اجرت ہے اور اس باب میں اصل یہ ہے کہ یہ اجارہ ناجائز وحرام ہے اس امر پر متقدمین ومتاخرین تمام فقہائے کرام کا اتفاق ہے ہاں متاخرین فقہائے عظام نے بناچاری ومجبوری بنظر حال زمانہ شعائر دین کی بقا کے لئے چند چیزوں کا استثنا فرمایا اور ان پر اجارہ جائز فرمایا۔ جیسا کہ ''شرح وقایہ'' میں ہے:

''والأصل عندنا أنه لا يجوز الإجارة على الطاعات ولا على المعاصي لكن لما وقع الفتور في الامور الدينية يفتي بصحتها لتعليم القرآن والفقه تحرزا عن الاندراس''

(شرح وقايه باب الإجارة الفاسدة ص ۳۰۲)

''مجمع الانہر'' میں ہے:

ولا يجوز أخذ الاجرة عند المتقدمين على الطاعات كالاذان و الحج والإمامة والتذكير و التدريس والغزو و تعليم القرآن والفقه و قراء تهما أو المعاصي كالغناء والنوح والملاهي و يفتي اليوم بجواز أخذ الاجرة على الامامة و تعليم القرآن والفقه والأذان كما في عامة المعتبرات وهذا على مذهب المتأخرين من مشايخ بلخ استحسنوا ذالک وقالوا بنى أصحابنا المتقدمون الجواب على ما شاهدوا من قلة الحفاظ و رغبة الناس فيهم و كانت لهم عطيات من بيت المال وافتقاد من المتعلمين في مجازاة الاحسان بالإحسان من غير شرط مروئة يعينونهم على معاشهم ومعادهم و كانوا يفتون بوجوب التعليم خوفا من ذهاب القرآن و تحريضا على التعليم حتى تنهضوا لإقامة الواجب فتكثر حفاظ القرآن وأما اليوم فذهب ذالک كله وان قطعت العطيات من بيت المال بسبب استيلاء الظلمة واشتغل الحفاظ بمعاشهم

وقلما يعلمون الحسبة ولايتفرغون له أيضافان حاجتهم يمنعهم من ذالک فلولم يفتح باب التعليم بالأجر لذهب القرآن فأفتوابجوازه لذالک ورأوه حسنا وقالواالاحكام قد تختلف باختلاف الزمان ألايرى أن النساء كن يخرجن الى الجماعات فى زمانه عليه الصلاة والسلام وزمان أبى بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه حتىٰ منعهن عمر رضى الله تعالىٰ عنه واستقرالأمر عليه وكان ذالک هوالصواب كما فى التبيين وفى النهاية يفتى بجوازالا ستيجار على تعليم الفقه أيضافى زماننا وفى الخانية خلافه تتبع وفى المجمع يفتى بجواز الا ستيجار على التعليم والفقه والإمامة كذافى الذخيرة والروضة ولا يجوز استيجار المصحف و كتب الفقه لعدم التعارف كما فى شرح الكنز للعينى. (ملخصامجمع الأنهر ۲/۳۸۴/۳۸۵)

خاتمۃ المحققین علامہ محمد امین ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”الأصل أن كل طاعة يختص بها المسلم لا يجوزالاستيجار عليها عندنا قال فى الهداية و بعض مشايخنا رحمهم الله تعالىٰ استحسنواالاستيجار على تعليم القرآن لظهور التوانى فى الأمورالدينية ففى الامتناع تضيع حفظ القرآن وعليه الفتوى اه و قد اقتصر على استثناء تعليم القرآن أيضا فى متن الكنز ومتن مواهب الرحمن وكثير من الكتب و زاد فى مختصر الوقايةو متن الإصلاح تعليم الفقه و زادفى متن المجمع الإمامة و مثله فى متن الملتقى و دررالبحار وزاد بعضهم الأذان والإقامة والوعظ وذكرالمصنف معظمها ولكن الذى فى أكثرا لكتب الا قتصار على مافى الهداية فهذا مجموع ما أفتى به المتأخرون من مشايخنا وهم البلخيون على خلاف فى بعضه مخالفين ماذهب إليه الإمام وصاحباه وقداتفقت كلمتهم جميعافى الشروح والفتاوى على التعليل بالضرورة وهى خشية ضياع القرآن كما فى الهداية وقد نقلت لک مافى مشاهير متون المذهب الموضوعة للفتوى فلاحاجة إلى نقل مافى الشروح والفتاوى وقداتفقت كلمتهم جميعا على التصريح بأصل المذهب من عدم الجواز ثم استثنوابعده ما علمته فهذا دليل قاطع و برهان ساطع على أن المفتى به ليس هو جواز الا ستيجار على كل طاعة بل على ماذكروه فقط مما فيه ضرورة ظاهرة تبيح الخروج من أصل المذهب من طرو المنع. (ملخصا شامى ۵/۳۵ مكتبه نعمانيه، باب الإجارة الفاسدة)

مندرجہ بالامضامین سے ملتا جلتا مضمون مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہے:

(۱) بدائع الصنائع ۴/۴۴و۴۵باب الاستيجار على الطاعة (۲)تبيين الحقائق ۵/۱۲۴و۱۲۵ باب الاجارة الفاسدة (۳) شلبى ۵/۱۲۴ باب الاجارة الفاسدة (۴) البحرالرائق ۸/۱۹و۲۰ – مكتبه رشيديه پاكستان باب الاجارة الفاسدة.

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ”اصل یہ ہے کہ طاعات وعبادات پر اجرت لینا دینا سوائے تعلیم قرآن عظیم وعلوم دین واذان وامامت وغیرہا معدودے چند اشیاء کہ جن پر اجارہ کرنا متاخرین نے بنا چاری ومجبوری کی بنظر حال زمانہ جائز رکھا مطلقا حرام ہے اور تلاوت قرآن عظیم بغرض ایصال ثواب وذکر شریف میلاد پاک حضور سید عالم ﷺ ضرور

منجملہ عبادات وطاعات ہیں تو ان پر بھی اجارہ ضرور حرام ومحذور''۔ (فتاویٰ رضویہ ۸/۱۵۹ سنی دارالاشاعت)

نیز امام احمد رضا قدس سرہٗ نے عامہ مسلمین کو امر حرام سے بچانے کے لئے اس اجارہ کی صحت وحلت کے دو طریقے ذکر فرمائے جیسا کہ رقمطراز ہیں:

''پس اگر قرارداد کچھ نہ ہو وہاں لین دین معہود ہوتا ہو تو بعد کو بطور صلہ وحسن سلوک کچھ دیدینا جائز بلکہ حسن ہوتا ھـل جـزاء الاحسان الا الاحسان واللہ یحب المحسنین، مگر جبکہ اس طریقہ کا وہاں عام رواج ہے، تو صورت ثانیہ میں داخل ہوکر حرام محض ہے اب اس کے حلال ہونے کے دو طریقے ہیں اول یہ کہ قبل قرأت پڑھنے والے صراحۃً کہہ دیں کہ ہم کچھ نہیں لیں گے پڑھوانے والے صاف انکار کردیں، کہ تمہیں کچھ نہ دیا جائے گا، اس شرط کے بعد وہ پڑھیں اور پھر پڑھوانے والے بطور صلہ جو چاہیں دیدیں یہ لینا دینا حلال ہوگا لانتفاء الاجارۃ بوجهیها، امـا اللـفـظ فظاهر واما العرف فلانهم رضوا علی نفیها والصریح یفوق الدلالة، فلم یعارضه العرف المعهود کما نص علیه الامام فقیه النفس قاضی خان رحمه اللہ تعالیٰ فی الخانیة وغیره فی غیرها من السادة الربانیة دوم پڑھوانے والے پڑھنے والوں سے بہ تعیین وقت واجرت ان سے مطلق کار خدمت پر پڑھنے والوں کو اجارے میں لے لیں۔ مثلاً یہ ان سے کہیں، ہم نے کل صبح سات بجے سے بارہ بجے تک بعوض ایک روپیہ کے اپنے کام کاج کے لئے اجارہ میں لیا، وہ کہیں ہم نے قبول کیا، اب یہ پڑھنے والے اتنے گھنٹوں کے لئے ان کے نوکر ہوگئے، وہ جو کام چاہیں لیں، اس اجارہ کے بعد وہ ان سے کہیں، اتنے پارے کلام اللہ شریف کے پڑھ کر ثواب فلاں فلاں کو بخش دو، یا مجلس میلاد پاک پڑھ دو، یہ جائز ہوگا اور لینا دینا حلال لان الاجارۃ وقعت علی منافع أبدانهم لا علی الطاعات والعبادات.

(فتاوی رضویه ۸/۱۵۹ و ۱۶۰ سنی دارالاشاعت)

مذکورمضامین کی ترجمانی فتاویٰ رضویہ میں مندرجہ ذیل جگہوں پر بھی ہے:

(۱) فتاویٰ رضویہ ۸/۱۸۵ سنی دارالاشاعت (۲) فتاویٰ رضویہ ۸/۱۵۹ سنی دارالاشاعت (۳) فتاویٰ رضویہ ۸/۱۶۳ سنی دارالاشاعت۔

فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: ''آج کل اکثر رواج ہوگیا ہے کہ حافظ کو اجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائز ہے دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں اجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر مقرر کرلیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگر چہ اس سے کچھ طے نہ ہوا ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ "المعروف کالمشروط" ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا نہیں لوں گا پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں کہ "الصریح یفوق الدلالة"۔ (بہار شریعت ج ۴ ص ۲۵ فاروقیہ بکڈپو دہلی)

فقیہ فقید المثال سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ وحضور صدر الشریعہ و دیگر فقہائے اعلام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات وتحقیقات سے یہ حقیقت آفتاب روز روشن سے زیادہ عیاں وآشکارا ہے کہ طاعات وعبادات وحسنات پر اجرت لینا و دینا علی الاطلاق ناجائز وحرام وباطل محض ہے الاخـذ والـمعطی آثمان مگر متاخرین ائمہ دین متین نے حالات زمانہ دیکھ کر اس میں چند چیزیں بضرورت مستثنیٰ فرمائیں امامت، اذان، تعلیم قرآن مجید، تعلیم فقہ ووعظ کہ اب مسلمانوں میں یہ اعمال بلانکیر

معاوضہ کے ساتھ جاری ہیں ان پانچ چیزوں کے سوا باقی طاعات وعبادات وحسنات پر اجرت لینا و دینا حرام و باطل ہے اور انہیں طاعات میں سے نماز تراویح میں تلاوت قرآن عظیم بھی ہے جو عامہ بلاد مسلمین میں معاوضہ کے ساتھ جاری ہے متاخرین و متقدین میں فقہائے کرام نے آج تک اس اجارہ کے ناجائز و حرام ہونے کا فتویٰ دیا اللہ عز وجل کا ارشاد ہے: "ولاتشتروا بایاتی ثمنا قلیلا"۔ (پ ۱ البقرہ ع ۵)

نیز فرمایا: "أم تسالهم أجرا فهم من مغرم مثقلون" پ ۲۹ القلم ع ۴ نیز فرمایا: "وما تسألهم عليه من أجر" پ ۱۳ یوسف ع ۵ حدیث میں وارد ہے: "اقروا القرآن ولا تا کلوا به"

(ذخیرۃ العقبی ج ۳/ ۱۵ ۵ کتاب الاجارۃ الفاسدۃ و شامی ج ۵/ ۳۵ باب الاجارۃ الفاسدۃ)

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے بغرض ایصال ثواب اجرت پر تلاوت کلام اللہ شریف پڑھنا اور پڑھوانا دونوں ناجائز فرمایا اور یہ کہ جو حافظ اس کا پیشہ رکھے فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ اسے امام بنانا گناہ اور جو نماز اس کے پیچھے پڑھی ہو اس کا پھیرنا واجب مگر بایں ہمہ اس اجارہ کی حلت کے دو طریقے بھی ارقام فرمائے کما سبق تحقیقه، نماز تراویح میں تلاوت قرآن عظیم پر اجارہ، اجارہ تلاوت کلام اللہ شریف بغرض ایصال ثواب کی نظیر ہے جس سے اس کا حکم أوضح من الامس ہے کہ یہ اجارہ معروفہ بھی باطل و حرام ہے اور اس اجارہ کی حرمت و بطلان پر تمام ائمہ متقدین و متاخرین کا اتفاق بھی ہے نیز ایسے حفاظ اور ان کی اقتدا میں ادا کردہ نماز کا حکم بھی ظاہر و باہر ہے مگر فقہائے کرام فرماتے ہیں: "کم من حکم یختلف باختلاف الزمان" "وفی نزع الناس عن عادا تھم حرج" نیز اللہ عز وجل کا ارشاد ہے "وما جعل علیکم فی الدین من حرج" "یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر" حدیث شریف میں فرمایا گیا "بشروا ولا تنفروا یسروا ولا تعسروا"

جزئیات فقہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن سے بھی آشکارا ہے کہ بہت سے امور اصل مذہب کے اعتبار سے ناجائز و حرام تھے مگر بعد میں فقہائے کرام نے اختلاف احوال اور تغیر زمان کے پیش نظر اسباب ستہ (ضرورت و حاجت، ودفع حرج و عموم بلوی، وتعامل و دینی ضروری مصلحت کی تحصیل، ودفع فساد مظنون بظن غالب) کو تخفیف احکام کا مدار قرار دیا اس کے کچھ شواہد گذشتہ سطور میں گزرے اسفار فقہ میں دیگر احکام بھی شاہد عدل ہیں امت مسلمہ کے لئے آسانی کی راہ پیدا کرنا اور انہیں ابتلائے آثام وارتکاب معاصی وابطال عمل سے بچانا علمائے دین متین ومفتیان اسلام کی اہم ذمہ داری ہے اس لئے درج ذیل سوالات غور طلب ہیں۔

(۱) نماز تراویح میں تلاوت کلام اللہ شریف پر اجرت لینا و دینا کیا اب بھی ناجائز و حرام ہی ہے؟ یا اختلاف احوال کے سبب اب ان طاعات وعبادات خمسہ کے بطور جائز و حلال ہے جنہیں فقہائے متاخرین نے بضرورت بنظر حال زمانہ جائز فرمایا؟

(۲) امام احمد رضا قدس سرہٗ نے بغرض ایصال ثواب تلاوت قرآن پاک کی اجرت کے حلال ہونے کا جو طریقہ تحریر فرمایا اس طور پر یہ اجارہ صحیح ہوگا؟ اور اجرت لینا و دینا حلال وطیب ہوگا؟ اور یہ اجارہ طاعات وعبادات پر نہیں بلکہ حافظوں کے منافع ابدان پر ہوگا؟ اس اجارہ کے جواز کی اور بھی کوئی صورت ہے؟

(۳) بعض مساجد میں حفاظ قرآن کی صحیح خوانی کے لئے سامع قرآن بھی رکھا جاتا ہے اور اس خدمت پر سامع کو اجرت معین یا غیر معین دی جاتی ہے کیا یہ ناجائز وحرام ہے یا جائز وحلال ہے؟

(۴) بعض مساجد میں ائمہ مساجد جن کی اجرت امامت مقرر و طے شدہ ہوتی ہے وہی تراویح میں ختم قرآن شریف بھی کرتے ہیں اور انہیں اجرت امامت پر مزید اجرت (معین یا غیر معین) دی جاتی ہے کیا یہ ناجائز وحرام ہے؟ یا اس کے جواز کی کوئی راہ ہے؟ جبکہ ائمہ مساجد اگر تراویح نہ بھی سنائیں پھر بھی انہیں اجرت امامت سے کچھ زائد ہی دیا جاتا ہے مگر عموماً جتنا حافظ قرآن کو دیا جاتا ہے اس سے کچھ کم ہی۔

(۵) بعض مساجد میں ائمہ مساجد تراویح میں ختم کلام اللہ شریف کے بجائے حفاظ قرآن کی صحیح خوانی کی سماعت پر مامور ہوتے ہیں اور اس مقررہ عمل پر اجرت امامت سے زائد اجرت (معین یا غیر معین) پیش کی جاتی ہے اگر ائمہ مساجد اس خدمت پر مامور نہ ہوں بلکہ کوئی دوسرا، تو یہ مقدار اجرت دوسرا ہی پائے نہ کہ ائمہ مساجد، کیا یہ اجرت سماعت کلام اللہ شریف ائمہ مساجد کے لئے بھی ناجائز وحرام ہے یا حلال وطیب؟

(۶) کیا مسئلہ دائرہ میں تعامل کی تاثیر موجب تخفیف ہے؟

درج بالا امور میں غور وفکر اور امعان نظر کے بعد اصابت رائے سے حل کی ایسی راہ متعین کی جائے جس پر عامہ مسلمین کے لئے عمل میں آسانی ہو اور ارتکاب حرام وابتلائے آثام وابطال عمل وغیرہ لازم نہ ہو **لعل اللّٰہ یحدث بعد ذلک أمرا وما ذلک علی اللہ بعزیز و ہو علی کل شئ قدیر.**

ناظم: شرعی کونسل آف انڈیا
۸۲ر سوداگران بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

پہلا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۶ر۱۷ر رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲ر۳ر ستمبر ۲۰۰۴ء

عنوان: اجارۂ تراویح

فیصلہ: دربارۂ اجارۂ تراویح

(۱) اصل مذہب کے مطابق تراویح میں تلاوت قرآن پر اجرت لینا دینا ناجائز وحرام ہے۔ خواہ اجرت معلوم ہو یا مجہول، ہاں یہ صورت اپنائی جائے کہ تراویح پڑھوانے والے، پڑھنے والے حفاظ کو معین وقت اور معین اجرت پر اجیر رکھ لیں، مثلاً یہ کہیں

کہ سات بجے شام سے ۱۱ ربجے رات تک اتنے دنوں کے لئے پانچ ہزار روپے پر آپ کو اجارہ میں لیا اور حافظ کہے کہ میں نے قبول کیا اور حافظ سے تراویح پڑھوا کر اسے مقررہ اجرت دی جائے۔ اس کے بعد کچھ لوگ اپنے طور پر نذرانہ دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں اس میں حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔

(۲) مسجد کے معین امام کو بھی فرض عشاء کے بعد مثلاً ۹ ربجے سے ۱۱ ربجے رات تک بطور اجیر مقرر کیا جائے پھر ان سے تراویح پڑھوائی جائے تو جائز ہے اس طرح وقت خاص کی جو اجرت طے ہوگی معین امام کے لئے لینا جائز ہوگا۔

(۳) مذکورہ بالا حکم حافظ سامع (جو لقمہ دینے کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں ان) کے لئے بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

باسمہٖ تعالیٰ

شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف کا ایک اہم

فیصلہ

مورخہ ۱۷ ررجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۳ رستمبر ۲۰۰۴ء

عنوان: طلاق ثلاثہ

ہندوستان کے اسی فیصد سنی حنفی مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم ''شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف'' کا یہ فقہی اجلاس اس طے شدہ امر پر اتفاق کرتا ہے کہ ایک نشست میں ''تین طلاق'' تین ہی واقع ہونگی۔ حدیث صحیح مرفوع سے یہی ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں اس پر صحابۂ کرام کا اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے اور اس وقت سے لے کر آج تک تمام امت اجابت کا اسی پر اجماع وعمل ہے۔

''مسلم پرسنل لاء بورڈ'' یا اور کسی تنظیم کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ وہ اس اجماعی مسئلہ میں کوئی تبدیلی کرے اور نہ ہی وہ مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم یا نمائندہ بورڈ ہے۔

البتہ عوام کو یہ تنبیہ کی جاتی ہے کہ طلاق دینے میں عجلت سے کام نہ لیں اور بوقت ضرورت ایک طہر میں ایک سے زیادہ طلاق ہرگز نہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نوٹ: ۲۰۰۴ء میں یہ مسئلہ الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا میں چھایا ہوا تھا کہ ایک بار میں ''تین طلاق'' تین ہوگی یا ایک کچھ زرخرید حضرات نے اجماعی مسئلہ میں دراز پیدا کرنے کی کوشش کی تھی جسے علمائے اہل سنت نے ناکام کر دیا اور وہی اجماعی حکم جاری کر دیا۔ یہ اجماعی مسئلہ شرعی کونسل کا موضوع بحث نہیں تھا۔ (اویسی)

☆☆☆

دوسرا باب

دوسرا فقہی سیمینار

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

منعقدہ

۱۵/۱۶/ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۱/۲۲/ ستمبر ۲۰۰۵ء

مقام

علامہ حسن رضا کانفرنس ہال جامعۃ الرضا بریلی شریف

موضوعات

۱- انٹرنیٹ و ٹیلی فون وغیرہ سے بیع و شراء کا حکم

۲- رمی جمار

۳- رویت ھلال بذریعہ جدید آلات شرعاً معتبر ھے یا نہیں؟

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

دوسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۵/۱۶/رجب المرجب ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۱/۲۲/ستمبر ۲۰۰۵ء

انٹرنیٹ و ٹیلی فون وغیرہ سے بیع و شراء کا حکم:

سائنس وٹیکنالوجی کی بنیاد پر جہاں بہت سے شعبوں میں نمایاں تبدیلی واقع ہوئی ہے، وہیں مواصلات اور ذرائع ابلاغ کے میدان میں بھی غیر معمولی ترقی ہوئی ہے فاصلے سمٹ آئے ہیں۔ گویا دنیا ایک گولوبل ولیج (Global Villege) بن گئی ہے صورت حال یہ ہے کہ سینکڑوں ہزاروں میل دور گھر بیٹھے سیکنڈوں میں آپ بذریعہ انٹرنیٹ، فون، موبائل وغیرہ سے گفت وشنید کر سکتے ہیں، انٹرنیٹ اسکرین پر بذریعہ ای میل (E:mail) دنیا میں تحریری پیغام پہنچا سکتے ہیں، اور اگر آپ چاہیں تو اسکرین پرنٹ (Screen Print) کو کاغذی پرنٹ کی شکل میں بھی نکال سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ انٹرنیٹ میں آپ ٹیلی فون کی طرح گفتگو بھی کر سکتے ہیں اور تحریر بھی بھیج سکتے ہیں۔ مواصلات اور ذرائع ابلاغ کی اس ترقی سے سماج کا ہر طبقہ نہ صرف یہ کہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے بلکہ عملاً امکانی حد تک اس سے فائدہ اٹھا بھی رہا ہے، کاروبار خرید وفروخت کرنے والوں (تاجرین) کی تو، چاندی، اور بہار ہے یہ تاجرین، انٹرنیٹ، فون موبائل ودیگر ذرائع ابلاغ کو اپنے لئے عظیم نعمت غیر مترقبہ تصور کرتے ہیں۔ اور انہیں اپنے کاروبار کے فروغ اور اپنے غیر معمولی وسعت دینے کا بہتر و مستحکم ذریعہ سمجھتے ہیں۔ سینکڑوں ہزاروں میل فاصلے کے باوجود انٹرنیٹ و ٹیلی فون کے ذریعہ ''اشیاء کی خرید وفروخت'' کا چلن بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اب دور حاضر کے علماء فقہاء کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ علمی تحقیق وجستجو اور بحث ومباحثے کے ذریعہ اس نو پید مسئلہ کا شرعی حل پیش کر کے امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی فرمائیں۔ طرفین کی جانب سے مالی یا غیر مالی عوض ادا کئے جانے والے عقود ومعاملات کی درستگی کے لئے عاقدین کا ایجاب وقبول کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ فقہاء نے ایسے عقود ومعاملات میں ایجاب وقبول کو رکن قرار دیا ہے۔ ایجاب وقبول کے درمیان اتصال ضروری ہے۔ یعنی جب کوئی فریق اپنی طرف سے معاملات کی پیشکش کرے، تو دوسرے فریق کا ''قبول'' اس ''ایجاب'' سے متصلاً ہونا لازمی ہے اس اتصال کی دو صورتیں ہیں (۱) اتصال حقیقی (۲) اتصال حکمی پہلی صورت یہ ہے کہ ایجاب کے فوری بعد بلا تاخیر دوسرا فریق اسے قبول کر لے اور دوسری صورت یہ ہے کہ مجلس ایجاب کے ختم ہونے سے پہلے پہلے ''قبول'' کا اظہار کیا جائے اس دوسری صورت کو بھی فقہاء حنفیہ نے ''اتصال'' ہی کے زمرے میں مانا ہے، کیوں کہ مجلس کے متحد ہونے اور ایجاب وقبول کے درمیان فصل بالاجنبی نہ پائے جانے کیوجہ سے ایجاب وقبول میں اتصال حقیقۃ نہ سہی حکماً ضرور پایا گیا۔ بیع، نکاح جیسے عقود کے انعقاد کے لئے مجلس کے ایک ہونے کی شرط لازمی ہے:" ومنها فی المکان، وھو اتحاد المجلس بان کان الایجاب والقبول فی مجلس و احد، فان اختلف لاینعقد (عالمگیری ص۳) (اتحاد المجلس) قال فی البحر فلواختلف المجلس لم ینعقد، فلواوجب احد

هما فقام الآخر او اشتغل بعمل آخر بطل الايجاب، لان شرط الارتباط اتحاد الزمان۔ (رد المحتار ۴/ ۷۲)

اس تعلق سے قابل غور پہلو یہ ہے کہ اصل مقصود ایجاب وقبول میں ''مقارنت زمانیہ'' اور ''اتحاد مجلس'' دونوں ہے؟ یا یہ کہ محض زماناً مقارنت واتصال، بایں طور کافی ہے کہ پچھلے ادوار میں عاقدین کے لئے الفاظ ایجاب وقبول کی سماعت ومقارنت، اتحاد مجلس کے بغیر متصور نہ تھی۔ اس لئے فقہاء نے انعقاد عقد کے لئے اتحاد مجلس کی شرط لگائی، اور جب کہ ذرائع ابلاغ و مواصلات نے غیر معمولی ترقی کر لی ہے۔ عاقدین سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل کے فاصلے پر رہتے ہوئے بھی ایجاب وقبول کر لیتے ہیں اوران دونوں میں مقارنت زمانیہ (اتصال) بھی بحسن وخوبی پائی جاتی ہے، تو کیا اتحاد مجلس، کی شرط اب بھی لازمی قرار دی جائے گی؟ اسی تناظر میں چند سلگتے ہوئے سوالات حاضر خدمت ہیں۔

(۱) فقہاء کرام کے یہاں مجلس کے متحد ومختلف ہونے کے کیا معنی ہیں؟

(۲) انٹرنیٹ وٹیلی فون وغیرہ کے ذریعہ اشیاء کی خرید وفروخت کا معاملہ شرعاً درست ہے؟ اور کیا اس طرح بیع وشراء منعقد ہوتی ہے؟

(۳) اگر یہ معاملہ شرعاً درست نہ ہو تو کیا تصحیح عقد وجواز معاملہ کی شرعاً کوئی صورت ہے یا نہیں؟

(۴) اس ضمن میں انٹرنیٹ وٹیلی فون کے ذریعہ نکاح کا حکم بھی واضح فرما دیا جائے۔

امید کہ ان سوالات کے تشفی بخش جواب سے شاد کام فرمائیں گے۔

ناظم: شرعی کونسل آف انڈیا
۸۲/ سوداگران بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

دوسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۵/ ۱۶/ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۱/ ۲۲/ ستمبر ۲۰۰۵ء

فیصلہ: بیــــع :

(۱) اس پر سب کو اتفاق ہے کہ انٹرنیٹ وفیکس کے ذریعہ عقد بیع ہو تو شرعاً بیع منعقد ہو جائے گی۔

(۲) بذریعہ فون یا موبائل بیع وشراء سے متعلق گفتگو معاہدہ ہے، ہاں بطور تعاطی یہ بیع درست ہوگی۔ جب ایک فریق نے مال یا دام دوسرے فریق کے پاس بھیجا اور دوسرے نے لیا۔

(۳) انٹرنیٹ وفیکس کے ذریعہ نکاح کے انعقاد کے سلسلے میں بحث کا موقع نہ مل سکا اس لئے اسے آئندہ پر موقوف رکھا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

دوسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۵/۱۶/ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۱/۲۲/ ستمبر ۲۰۰۵ء

رمی جمار:

ارکان اسلام میں حج بیت اللہ شریف کی عظمت واہمیت آفتاب روز روشن سے زیادہ واضح ہے آیت کریمہ "وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا" اور "وأذّن فی الناس بالحج یاتوک رجالاو علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق" اس پر شاہد عدل ہے۔ افعال حج میں غور وفکر کرنے سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ جس طرح طواف خانہ کعبہ کا مکان خاص (داخل مسجد حرام) اور سعی کا مسعیٰ (صفا اور مروہ کے درمیان) میں ہونا ضروری ہے اسی طرح جمرات ثلاثہ کی رمی، مکان رمی میں ہونا ضروری ہے شارع کے مقرر فرمودہ حدود سے الگ اگر ان امور کوادا کیا جائے تو حکم شارع علیہ السلام کی بجا آوری نہ ہوئی اور یہ افعال قربت نہ کہلائیں گے بلکہ شرعا کالعدم اور ساقط الاعتبار قرار پائیں گے اس لئے کہ یہ افعال امور تعبدیہ سے ہیں جن میں حکم شارع علیہ السلام کی بجا آوری سے مفر نہیں مکان رمی کے متعلق فقہائے کرام کے ارشادات عالیہ سے یہ ظاہر وباہر ہے کہ اگر رمی جمرہ کے پاس یا اس کے قریب ہو تو مکان رمی میں ہوگی اور اگر اس سے دور ہو تو یہ رمی، مکان رمی میں نہ ہوئی۔ اس قریب وبعد کی حد بھی فقہائے عظام نے معین فرمادئے ہیں وہ یہ کہ اگر تین ہاتھ کے فاصلہ کے اندر ہو تو جمرہ سے قریب (مکان رمی میں) رمی ہوئی اور شرعا معتبر ہوئی اور اگر مذکورہ فاصلہ کے ماسوا میں رمی ہوئی تو یہ قریب جمرہ رمی نہ ہوئی اور یہ رمی واجب سے سبکدوشی کے لئے کافی نہ ہوئی امام شیخ الاسلام ابوبکر بن علی بن محمد حدادیمنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وینبغی أن تقع الحصاۃ عند الجمرۃ أوقریبا منھا حتی لو وقع بعید الم یجزو حد القرب والبعد أن الثلاثہ الأذرع (أی بین الحصاۃ والجمرۃ) فی حد البعد وما دونہ قریب"۔

(جوہرہ نیرہ ۱/ ۲۳۴۔ایضا طحطاوی ص ۱۹۵)

"درمختار" میں ہے: "ولووقعت علی ظھر رجل أوجمل إن وقعت بنفسھا بقریب الجمرۃ جاز والا لا، وثلاثۃ أذرع بعیدوما دونہ قریب"۔ (درمختار ۳/ ۵۳۱ کتاب الحج)

فقیہ فقید المثال مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں "بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہنچیں ورنہ تین گز شرعی کے فاصلہ تک کریں اس سے زیادہ میں وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی"۔

(تکملہ انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ النیرۃ الوضیۃ ص ۴۰، ۴۱)

حضرت فقیہ اعظم، صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اگر کنکری کسی شخص کی پیٹھ یا کسی اور چیز پر پڑی اور ہلکی رہ گئی تو اس کے بدلے کی دوسری مارے اور اگر گر پڑی اور وہاں گری جہاں اس کی جگہ ہے یعنی جمرہ سے تین ہاتھ کے فاصلے کے اندر تو جائز ہوگی"۔ (بہار شریعت ۷۹/۶)

ان روشن فقہی شواہد سے یہ حقیقت عیاں وآشکارا ہو جاتی ہے کہ رمی کا مخصوص مکان یعنی جمرہ کے پاس یا اس کے قریب ہونا از بس لازم وضروری ہے اگر اس حد سے دور ہو تو یہ رمی معتبر نہ ہوئی اور واجب سے سبکدوشی کے لئے کافی نہ ہوئی خاتم المحققین علامہ شامی علیہ الرحمہ کے اس کی علت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"قوله الا) قال في الهداية لأنه لم يعرف قربة الافي مكان مخصوص ١ ه وفي اللباب و لو وقعت على الشاخص أي أطراف الميل الذي هو علا مة للجمرة أجرة ولوعلى قبة الشاخص ولم تنزل عنه أنه لايجزيه للبعد، وان لم يدر أنها وقعت في الر مي بنفسها أو بنفض من وقعت عليه وتحريكه ففيه اختلاف والا حتياط أن يعيده، وكذالورمى و شك في وقوعها موقعها فالا حتياط أن يعيد"۔ (رد المحتار ٣/ ٥٣١كتاب الحج)

رمی کا جس طرح مخصوص مکان میں ہونا ضروری ہے اسی طرح اس کے لئے مخصوص اوقات بھی ہیں کہ انہیں اوقات مخصوصہ میں رمی شرعاً معتبر ہوئی صاحب جوہرہ نیرہ اس حقیقت کو واشگاف فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"أوقات الرمى أربعة أيام يوم النحر و ثلاثة أيام بعده ففي الاول وقت مكروه وهو مابعدطلوع الفجر الى طلوع الشمس، ومسنون وهو طلوع الشمس الى الزوال و مباح وهو ما بعد الزوال الى الغروب، وما بعد ذالك الى طلوع الفجر مكروه، وفي اليوم الثاني و الثالث من طلوع الشمس الى الزوال لايجوز ، وما بعده الى الغروب مسنون، ومن بعد الغروب الى طلوع الفجر مكروه، فان رمى با لليل قبل طلوع الفجر جاز ولا شي عليه واما اليوم الرابع فعند ابى حنيفة من طلوع الفجر الى الغروب الا أن ما قبل الزوال مكروه وما بعده مسنون وعندهما وقته ما بعد الزوال و لا يجوز قبله قياساعلى اليوم الثاني والثالث و أبو حنيفة قاسه على اليوم الادل ناذا عزبت الشمس يوم الرابع لايجوز أن يرمى بالليل لانه قدمضى وقت الرمى فسقط فعله ويجب عليه دم للسقوط كذا ذكره الحجنزي"۔ (جوهره نيره ١/ ٢٣٣و٢٣٤)

حضرت فقیہ اعظم صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "دسویں کی رمی کا وقت اوپر مذکور ہوا (اس رمی کا وقت آج کی فجر سے گیارہویں کی فجر تک ہے مگر مسنون یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے زوال تک ہوا وزوال سے غروب تک مباح اور غروب سے فجر تک مکروہ یوں ہی دسویں کی فجر سے طلوع آفتاب تک مکروہ اور اگر کسی عذر کے سبب ہو مثلاً چرواہوں نے رات میں رمی کی تو کراہت نہیں) گیارہویں بارہویں کا وقت آفتاب ڈھلنے سے صبح تک ہے مگر رات میں یعنی آفتاب ڈوبنے کے بعد مکروہ ہے اور تیرہویں کی رمی کا وقت صبح سے آفتاب ڈوبنے تک ہے مگر صبح سے آفتاب ڈھلنے تک مکروہ وقت ہے اس کے بعد غروب

آفتاب تک مسنون۔

لہٰذا اگر پہلی تین تاریخوں ۱۰/۱۱/۱۲ رکی رمی دن میں نہ کی ہو تو رات میں کرے پھر اگر بغیر عذر ہے تو کراہت ہے ورنہ کچھ نہیں اور اگر رات میں بھی نہ کی تو قضا ہو گئی اب دوسرے دن اس کی قضا دے اور اس کے ذمہ کفارہ واجب اور اس قضا کا بھی وقت تیرہویں کے آفتاب ڈوبنے تک ہے اگر تیرہویں کو آفتاب ڈوب گیا اور رمی نہ کی تو اب رمی نہیں ہو سکتی اور دم واجب''۔

(درمختار و ردالمحتار، بہار شریعت ۶/۷۵ و ۷۹)

گزشتہ سطور کے مطالعہ سے رمی کے اوقات جائزہ ومکروہہ ومستحبہ کی حقیقت منکشف تام ہو گئی جس سے یہ امر بالکل واضح ہے کہ مکان رمی میں اسی وقت رمی معتبر اور واجب سے سبکدوشی کے لئے کافی ہوئی جب کہ رمی ان اوقات میں ہو جو اوقات شرعا معتبر ہیں۔

یہاں یہ امر بھی قابل اعتنا ہے کہ رمی خود رامی کا فعل ہو اور اسی کی قوت سے واقع ہو نہ کہ غیر جیسا کہ ''درمختار'' و ''شامی'' کی درج ذیل عبارت سے یہی اشعار ہوتا ہے ''درمختار'' میں ہے: "ولو وقعت علی ظهر رجل أوجمل ان وقعت بنفسها بقريب الجمرة جاز، والالا"۔ (ردالمحتار ۳/۵۳۱ کتاب الحج)

''شامی'' میں صاحب درمختار کے مذکورہ بالا قول ''والا'' کے تحت ہے: "أي وان لم تقع من علی ظهره بنفسها بل بتحرك الرجل أوالجمل اووقعت بنفسها لكن بعيد امن الجمرة"۔ (ردالمحتار ۳/۵۳۱ کتاب الحج)

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''اگر کنکری کسی شخص پر پڑی اور اس پر سے جمرہ کو لگی تو اگر معلوم ہو کہ اس کے دفع کرنے سے جمرہ پر پہونچی تو اس کے بدلے کی دوسری کنکری مارے اور معلوم نہ ہو جب بھی احتیاط یہی ہے کہ دوسری مارے یوہیں اگر شک ہو کہ کنکری اپنی جگہ پر پہنچی یا نہیں تو اعادہ کرے۔ (منسک) (بہار شریعت)

ان فقہی تصریحات سے یہ حقیقت طشت از بام ہو جاتی ہے کہ رمی خود رامی کی قوت سے ہو نہ کہ غیر کہ قوت غیر سے اگر رمی ہوئی تو شرعا معتبر نہ ہوئی ان سطور کے بعد موجودہ حالات میں مکان رمی اور اوقات رمی پر نظر وفکر کی ضرورت ہے مکان رمی کے متعلق حج بیت اللہ شریف کی سعادت عظمیٰ سے شرفیاب ہونے والے بعض علمائے کرام نے اپنے مشاہدہ کی روشنی میں یہ انکشاف فرمایا کہ اب مکان رمی مثل سابق نہ رہا بلکہ اس سال ۲۰۰۵ء میں یہ دیکھنے میں آیا کہ مکان رمی میں بہت کچھ تبدیلیاں ہو گئیں ہیں جن کے سبب رمی کے مسئلہ میں پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے اور وہ یہ کہ شیطان کا علامتی نشان غالبًا اب مثل سابق نہ رہا بلکہ حجاج کرام کی سہولیت کے پیش نظر مکان رمی کو کافی طویل وعریض بنا دیا گیا ہے جس سے اب یہ خدشہ پیدا ہو سکتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ کسی گوشہ سے رمی کرنے پر کنکریاں مخصوص دائرہ میں نہ گریں بلکہ اس سے باہر گریں اگر فی الواقع ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے تو کیا یہ رمی معتبر ہو گی اور واجب سے سبکدوشی کے لئے کافی ہو گی؟

یہ بھی ممکن ہے کہ مکان رمی اپنے طویل وعریض ہو جانے کے بعد بھی اس ہیئت کے ساتھ بنایا گیا ہو کہ کنکری اس وسیع و عریض دائرہ کے کسی بھی گوشہ سے ماری جائے تو اس مخصوص دائرہ ہی میں واقع ہو جو شرعاً معتبر ہے۔

رمی جمرات میں بہت سے حجاج رمی کے اوقات جائزہ ومستحبہ کی رعایت نہیں کرتے ہیں نیز بہت سے حجاج خود رمی نہیں

کرتے ہیں بلکہ دوسرے رمی کرنے والوں سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ میری طرف سے بھی رمی کردیجئے گا اس لئے موجودہ حالات کے تناظر میں آپ حضرات کی خدمات عالیہ میں یہ گزارش ہے کہ تینوں جمروں کے مکانات کی کامل تحقیق فرما کر درج ذیل سوالات کے تشفی بخش جوابات سے نوازیں۔

(۱) مکان رمی کی موجودہ صورت حال کیا ہے؟ کیا اب بھی ان تغیرات کے بعد کنکریاں خاص دائرہ ہی میں واقع ہوتی ہیں اگر خاص اس حد میں واقع نہیں ہوتیں بلکہ اس سے دور گرتی ہیں تو کیا یہ رمی شرعاً معتبر ہوئی اور دم واجب نہ ہوگا؟

(۲) اگر یہ رمی مکان رمی میں نہ ہونے کے سبب شرعاً غیر معتبر ہو تو کیا ازدحام شدید کا عذر معقول تخفیف حکم اور سقوط دم میں مؤثر ہوگا یا اور کوئی سبب موجب تخفیف ہے یا تخفیف کی کوئی صورت نہیں بلکہ دم ہی واجب ہے یا اور کوئی شرعی حل ہے؟

(۳) مکان رمی کی خاص حد حقیقۃً کیا ہے کیا صرف فرش زمین سے متصل حصہ ہی حقیقۃً مکان رمی ہے یا فرش زمین سے آسمان تک اس خاص حد کے محاذی جو فضا واقع ہے وہ بھی شرعاً مکان رمی ہے اور اس محاذی فضا میں بلا عذر رمی کرنے سے رمی ساقط ہو جائے گی اور یہ رمی عند الجمرہ یا قرب جمرہ کہلائے گی؟

(۴) رمی میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کنکری رامی کی قوت سے حرکت کر کے براہ راست مکان رمی میں واقع نہیں ہوتی بلکہ کسی دوسری شئی سے ٹکرا کر اس شئی کی قوت دافعہ سے متحرک ہو کر مخصوص دائرہ میں واقع ہوتی ہے تو کیا رمی عند الشرع معتبر ہوئی اور مباشر (رامی) کی طرف منسوب ہوئی اور اس کی صفت ذاتیہ قرار پائے گی اور واجب ادا ہو جائے گا؟

(۵) جو حجاج خود رمی نہیں کرتے بلکہ دوسرے حاجیوں کو رمی کے لئے کہتے ہیں اور وہ ان کی طرف سے رمی کرتے ہیں اس رمی کا کیا حکم ہے جب کہ بہت سے ایسے حجاج ہوتے ہیں جنہیں اس ازدحام شدید میں رمی کرنے سے اپنی جان کے ہلاکت کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔

(۶) بعض حجاج بھیڑ بھاڑ کی تاب نہ رکھنے کے سبب دوسروں کو رمی کے لئے تو نہیں کہتے بلکہ خود ہی رمی کرتے ہیں مگر اوقات مستحبہ میں رمی کرنے کے بجائے شب میں رمی کرتے ہیں تو کیا ازدحام شدید کے عذر معقول کے سبب یہ رمی بلا کراہت جائز و درست ہوئی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ارشاد سے یہ ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ شب میں رمی اگر بغیر عذر ہے تو کراہت ہے ورنہ کچھ نہیں موجودہ صورت حال میں ازدحام شدید کا حال اظہر من الشمس اور اوضح من الامس ہے ہر سال ایام حج میں رمی کے دوران حوادث واقع ہوتے رہتے ہیں اور بہت سے حجاج اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دیتے ہیں کیا اس ازدحام شدید کو عذر شرعی قرار دے کر اصحاب عذر کے لئے شب میں بلا کراہت رمی کا حکم ہوگا؟

ناظم: شرعی کونسل آف انڈیا
۸۲ر سوداگران بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

دوسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۵/۱۶/ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۱/۲۲/ ستمبر ۲۰۰۵ء

رمی جمار:

(۱) جمرہ کی موجودہ صورت حال کہ جس میں جمرہ اپنی اصل صورت سے بہت زیادہ وسیع کر دیا گیا ہے۔ اس میں اصل حکم یہی ہے کہ رامی کی کنکریاں قدیم جمرہ کے تین ہاتھ کے فاصلے کے اندر واقع ہوں تو رمی معتبر ہوگی۔ ورنہ رمی معتبر نہ ہوگی۔

(۲) جو لوگ رمی ایسی جگہ سے کریں جو قدیم جمرہ سے تین ہاتھ سے زیادہ دوری پر واقع ہو، اور رامی ہی کی قوت سے جمرہ سے وہ تین ہاتھ کے اندر پہونچ جائے تو بھی رمی صحیح ہے، اور اگر یہ شبہ ہو کہ وہ قوت رامی سے وہاں پہونچی یا کسی دوسرے قاسر سے تو احتیاط یہ ہے کہ دوسری کنکری مارے۔ یونہی اگر شک ہو کہ کنکری اپنی جگہ پہونچی یا نہیں۔ تو بھی اعادۂ رمی کرے۔

(۳) بغیر عذر کنکری مارنے کے لئے نائب بنانے کی اجازت نہیں۔ ہاں جو شخص صاحب عذر ہو یعنی ایسا مریض ہو کہ جمرہ تک سواری پر بھی نہ جا سکتا ہو، وہ دوسرے کو حکم کردے کہ وہ اس کی طرف سے رمی کرے۔ اور نائب کو چاہئے کہ پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مارنے کے بعد مریض کی طرف سے رمی کرے۔ اور اگر مریض کے بغیر حکم رمی کر دی، تو جائز نہ ہوئی۔ اور اگر مریض میں اتنی طاقت نہیں تو بہتر یہ کہ اس کا ساتھی اس کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کرائے۔ اگر مریض بے ہوش ہے تو اس کا ساتھی اس کی طرف سے رمی کردے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

باسمہ تعالیٰ وحمدہ

سوال نامہ

دوسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۵/۱۶/رجب المرجب ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۱/۲۲/ستمبر ۲۰۰۵ء

رویت ہلال بذریعہ جدید آلات شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

آج کا دور ترقی یافتہ دور مانا جاتا ہے فیکس، ای میل، انٹرنیٹ، ٹیلیفون، ٹی وی ویڈیو وغیرہ اس دور ترقی کے خاص ایجادات سے ہیں جو عوام وخواص سبھی کی ضرورت بن چکے ہیں ان ایجادات کے فوائد سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر ان فوائد کے ساتھ شرعی قباحتوں سے بھی مفر نہیں ہم جس ملک میں رہتے ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ رمضان المبارک اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر ان ایجادات کے سبب عوام وعلما دونوں الجھنوں کے شکار ہو جاتے ہیں کیوں کہ اس ملک میں کچھ ایسے خدا نا ترس لوگ ہیں جو بلا تحقیق شرعی ان اعلانات پر اعتماد کر لیتے ہیں جن کی شرعا کوئی حیثیت نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگ خاص کر علمائے کرام کے لئے بوجھ بن جاتے ہیں اور اپنی عبادتوں کو ضائع کر کے شرعی قباحتوں کے مرتکب ہو جاتے ہیں ایسی صورت حال میں علمائے دین وملت اور علمائے امت کی اہم ترین ذمہ داری ہوتی ہے کہ عوام کی صحیح رہنمائی کریں اور ان کے حل کی کوئی ایسی راہ متعین کریں جس میں عوام وعلما دونوں کے لئے آسانی ہو اور اخروی صلاح وفلاح بھی اس لئے آپ حضرات کی خدمات عالیہ میں درج ذیل سوالات پیش ہیں۔

(۱) کیا پورے ملک کا ایک قاضی بنانا صحیح ہے یا اس کے تحت مختلف بلاد وامصار کے لحاظ سے مختلف قضاۃ کا ہونا بھی ضروری ہے اگر ایک قاضی بنانا صحیح ہے تو اس کا کیا معنی ہے؟ اگر دیگر قضاۃ بھی قاضی بلد کے تحت ہوں تو ان کا دائرہ قضا وعمل کیا ہوگا؟ فقہائے کرام کے ارشاد اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالأ مور مؤ کلۃ الی العلماء کا کیا معنی ہے یہاں امور اور علماء سے کیا مراد ہے اور علماء کے مصداق کون حضرات ہیں۔

(۲) ایک قاضی اگر دوسرے قاضی کو ٹیلیفون، فیکس، ای میل، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ ثبوت رویت فراہم کرے تو کیا یہ شرعاً معتبر ہوگا اور قاضی مرسل الیہ کو اس پر اعتماد کر کے رویت کا اعلان کرنا جائز ہوگا؟ کیا یہ کتاب القاضی الی القاضی کے زمرہ میں آئے گا اگر کتاب القاضی الی القاضی کے درجہ میں ہو تو کیا اس کے شرائط یہاں موجود ہیں اگر نہیں تو کیا ان شرطوں کے بغیر بھی معتبر ہو سکتا ہے؟

(۳) اگر پورے ملک کا قاضی اپنے پورے ملک میں یا اس کے ماتحت اپنے حدود قضاء میں تحقیق رویت ہلال کے بعد ٹیلیفون، فیکس، ای میل، انٹرنیٹ یا اپنے مہر ودستخط کردہ مکتوب وغیرہ کے ذریعہ ثبوت رویت فراہم کرے تو کیا اس پر اعتماد کی کوئی راہ ہے کیا ان طرق موجبہ میں سے ہے جنہیں فقہائے کرام نے مدار رویت قرار دیا کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مذکورہ ذرائع

سے اعلان قاضی، قاضی بلد کے حکم سے داغی جانے والی توپ کے حکم میں ہے۔

(۴) اگر مذکورہ ذرائع ابلاغ ان طرق موجبہ میں سے نہ ہوں تو کیا ان کے بغیر اور کسی طریقے سے بھی رویت کا ثبوت فراہم ہوسکتا ہے یا انہیں طرق موجبہ ہی کا اب بھی عمل میں لانا ضروری ہے ان کے علاوہ اور کوئی طریقہ معتبر نہیں؟

(۵) اگر پورے ملک کا قاضی تحقیق رویت کے بعد اپنے ماتحت قاضی کے حدود میں ان کے اذن کے بغیر ثبوت رویت فراہم کرے اور رویت کا حکم نافذ کرے تو کیا شرعاً اس کا اعتبار ہوگا؟

(۶) سیٹیلائٹ کے ذریعہ ٹی وی چینل پر چاند کی مشاہدہ کی جانے والی صورت کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا شرعاً حکم رویت اس کے ذریعہ ثابت ہوگا اور احکام شرعیہ کا مدار اسے قرار دینا صحیح ہوگا؟

ناظم: شرعی کونسل آف انڈیا
۸۲ر سوداگران بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

دوسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۶/۱۵ر رجب المرجب ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۲/۲۱ر ستمبر ۲۰۰۵ء

فیصلہ: رویت ہلال

(۱) اس زمانے میں پورے ملک کے لئے ایک قاضی پر اتفاق دشوار ہے، اس لئے ہر ضلع کا سب سے بڑا عالم دین مرجع فتویٰ و اہل تقویٰ قاضی شرع ہوگا۔ اور اس کے حکم و فیصلہ کا اعلان اس کے شہر و حوالی شہر میں معتبر ہے۔

(۲) پورے ملک کے قاضی کا اعلان سخت محل نظر ہونے کی وجہ سے آئندہ کے لئے زیر غور رکھا گیا۔

(۳) رویت ہلال کے وہ اعلان جو ریڈیو، ٹی وی ژن، ٹیلیفون کے ذریعہ ہو، اگرچہ ایک شہر کے لئے ہو، وہ نامعتبر ہے، کیوں کہ ہندوستان کے مذکورہ ذرائع ابلاغ اختیار قاضی سے باہر ہیں جن میں جعل و تزویر ہوتی رہتی ہے۔ یہی حکم پاکستان و بنگلہ دیش کے مذکورہ ذرائع ابلاغ کا ہے جبکہ وہ قبضۂ قاضی سے باہر ہوں۔

(۴) سیٹلائٹ کی اسکرین پر چاند کی رویت شرعاً معتبر نہیں۔

(۵) باتفاق رائے طے ہوا کہ فیکس و انٹرنیٹ، ٹیلیفون کے ذریعہ استفاضہ شرعیہ کا تحقق نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

تیسرا باب

تیسرا فقہی سیمینار

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

منعقدہ

۱۱/۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۸/۹/ جولائی ۲۰۰۶ء

مقام

علامہ حسن رضا کانفرنس ہال جامعۃ الرضا بریلی شریف

موضوعات

۱- میڈیکل انشورنس
۲- مساجد کی آمدنی کے مصارف
۳- بابت بیع قبل القبض

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

تیسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۱/۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۹/۱۰/ جولائی ۲۰۰۶ء

میڈیکل انشورنس:

انسانی زندگی میں صحت و مرض کا عارض ولاحق ہونا، ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ صحت اللہ عزوجل کی ایک بڑی نعمت ہے۔ اس کے بغیر دینی و دنیوی کسی طرح کے کام کو صحیح ڈھنگ سے انجام نہیں دیا جا سکتا۔ صحت کا تحفظ خود شرع کو مطلوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مضر صحت چیزوں سے بچنے کی شریعت نے تاکید بھی فرمائی ہے۔

لیکن آج صحت و مرض کا تجزیہ کیا جائے اور صحت مند و مریض کے اعداد و شمار کو جمع کیا جائے تو اکثریت ایسے افراد کی ملے گی جو کسی نہ کسی مرض میں ضرور مبتلا ہیں۔ خواہ اس کی وجہ فضائی آلودگی ہو یا غذائی اجناس میں کیمیکل کھاد وغیرہ کی آمیزش یا دیگر طبی وجوہات، اور ایسے ایسے خطرناک امراض پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ اگر ان کے علاج کی طرف فوری توجہ نہ مبذول کی گئی، اور میڈیکل سائنس یا طبی خدمات حاصل نہ کی گئیں، تو وہ امراض مہلک بھی بن جاتے ہیں، یا پھر وہ بے چارہ مریض زندگی بھر کیلئے مفلوج و بے کار اور گھر والوں پر مسلسل بوجھ بن کر رہ جاتا ہے۔

سماج میں متمول طبقہ تو کم ہے زیادہ تر غریب یا متوسط حیثیت کے لوگ ہیں جو جدید طریقۂ علاج کے گراں ہونے کی وجہ سے علاج نہیں کرا پاتے پھر یہ کہ طبی اخلاقیات کی گراوٹ اور طبی خدمات کے عملاً تجارت بن جانے کی وجہ سے علاج کافی مہنگا ہو چکا ہے۔

میڈیکل انشورنس درحقیقت اس صورت حال کی پیداوار ہے۔ میڈیکل انشورنس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آدمی لاحق ہونے والے ممکنہ مرض کے گراں علاج کی خاطر اپنے اختیار سے انشورنس کراتا ہے جو گورنمنٹی یا نجی کمپنی والے سال میں ایک متعینہ رقم جمع کراتے ہیں۔ اس کی بنیاد پر اگر سال بھر کے اندر بیمہ دار کو کوئی بڑا مرض لاحق ہوتا ہے، تو اس کے علاج کے لئے بڑی رقم کمپنی دیتی ہے۔

واضح رہے کہ کمپنی زیادہ سے زیادہ کتنی رقم دے گی، یہ صحت بیمہ پالیسی کے وقت طے ہو جاتا ہے۔ اگر بیمہ دار سال بھر کے اندر بیمار نہ ہوا تو اس کی جمع کی ہوئی رقم واپس نہیں ملتی ہے۔ بلفظ دیگر وہ رقم لیپس ہو جاتی ہے۔ پھر جب وہ آئندہ سال کے لئے رقم جمع کرے گا تو متعلقہ سال میں مرض لاحق ہونے پر اسے بیمہ کا فائدہ ملے گا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ یہ انشورنس انفرادی وشخصی بھی ہوتا ہے اور خاندانی یا ادارہ کے لئے بھی بعض حکومتوں نے اپنے ملک کے شہریوں کے لئے انشورنس کو لازم قرار دیا ہے یوں ہی ان غیر ملکیوں پر بھی جو ان ممالک کا سفر کرتے ہیں۔ جو لوگ میڈیکل انشورنس سے واقف ہیں ان کا کہنا ہے کہ اس

انشورنس سے بیمہ داروں کا خاطر خواہ فائدہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میڈیکل انشورنس کمپنیاں گھاٹے میں چل رہی ہیں۔

اس تعلق سے آپ کی خدمت میں چند ابھرتے ہوئے سوالات حاضر ہیں۔

(۱) میڈیکل انشورنس، کرانے کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا مرض لاحق ہونے کی صورت میں مریض اس رقم سے استفادہ کر سکتا ہے؟

(۲) کیا گورنمنٹی اور نجی کمپنیوں میں انشورنس کرانے کے حکم میں فرق ہوگا؟

(۳) جن حکومتوں نے اپنے شہریوں یا غیر ملکی مسافروں پر صحت بیمہ لازم قرار دیا ہے وہاں اس انشورنس کا کیا حکم ہوگا؟ اور مرض لاحق ہونے کی صورت میں انشورنس رقم سے فائدہ اٹھانا درست ہوگا؟

(۴) صحت بیمہ کے عدم جواز کی صورت میں کیا اس کی جائز متبادل صورت بھی آپ کے ذہن میں ہے جس سے غریب اور متوسط مریضوں کو فائدہ پہنچایا جا سکے؟

امید کہ جواب سے شادکام فرمائیں گے۔ والسلام

ناظم: شرعی کونسل آف انڈیا
۸۲ر سوداگران بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیـــــصـــــلہ

تیسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۱/۱۲ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۹/۱۰ر جولائی ۲۰۰۶ء

''شرعی کونسل آف انڈیا'' کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے تیسرے فقہی سیمینار کی دوسری نشست میں دربارۂ ''میڈیکل انشورنس'' درج ذیل فیصلے باتفاق آراء مندوبین طے پائے۔

(۱) یہ انشورنس کسی عقد شرعی کے تحت نہیں آتا بلکہ یہ قمار ہے اس کا حکم مثل عقود فاسدہ کے ہے، لہٰذا عقود فاسدہ غیر مومن غیر ذمی غیر مستامن سے اسی صورت میں جائز ہیں جب کہ نفع مسلم مظنون بظن غالب ہو، اور یہ قید مابعد کے تمام فیصلوں میں ۴/۵ر نمبر کے علاوہ ملحوظ ہے۔

(۲) جواز کی مذکورہ بالا صورت صرف قابل اعتماد کمپنی کے ساتھ ہی خاص ہے خواہ حکومت کی ہو یا نجی۔

(۳) جن حکومتوں نے اپنے شہریوں پر میڈیکل انشورنس لازم قرار دیدیا ہے بوجہ جبر ان کے لئے میڈیکل انشورنس جائز ہے۔

(۴) جن مسلم حکومتوں نے اپنے شہریوں پر میڈیکل انشورنس لازم قرار دیدیا ہے تو وہاں کے لوگ میڈیکل انشورنس

کراسکتے ہیں، البتہ وقت علاج جمع شدہ رقوم سے زیادہ نہ لیں۔

(۵) جن مسلم حکومتوں نے بیرونی ممالک کے مسلم شہریوں پر بھی اپنے ملک میں داخلے کے لئے انشورنس لازم و ضروری قرار دیدیا ہے۔ ایسی صورت میں اگر حاجت شرعیہ کا تحقق ہے تو جائز ومباح ہے البتہ وقت علاج جمع شدہ رقوم سے زائد نہ لیں۔

(۶) صحت بیمہ کے عدم جواز کی صورت میں ایک متبادل انتظام یہ ہے کہ امراء سے گزارش کی جائے کہ وہ رفاہی اسپتال یا رفاہی فنڈ قائم کرے اور وہ افراد جو اپنے مرض کا گراں علاج نہیں کراسکتے ان کا علاج رفاہی اسپتال وغیرہ سے کرایا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ میڈیکل انشورنس کرانے والا خود بینکوں میں سال بسال اتنی رقم فکس کرتا جائے جتنی انشورنس کمپنیوں کو سال بسال دیتا، اور پھر مرض کے علاج یا دیگر حاجات میں وہ صرف کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

تیسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۱/۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۹/۱۰/ جولائی ۲۰۰۶ء

مساجد کی آمدنی کے مصارف:

مذہب اسلام میں دیگر شعائر کی طرح مساجد کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے اس لئے کہ وہ اللہ عز وجل کے لئے خاص ہیں قرآن عظیم کا ارشاد ہے: "وأن المساجد لله نیز وارد ہے "إنما يعمر مساجد الله من اٰمن بالله واليوم الآخر و أقام الصلاة واٰتى الزكاة ولم يخش إلا الله" یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ صرف پاک وہند ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں مساجد کا ایک عظیم الشان سلسلہ قائم ہے جب ہم ان مساجد کی طرف نظر کرتے ہیں تو یہ انکشاف ہوتا ہے کہ ان میں بعض مسجدیں ایسی ہیں جن کی آمدنی اتنی وافر اور کثیر ہے کہ مسجد کے ضروریات اور اس کے مصالح ومصارف سے بہت زائد ہوتی ہے جبکہ کچھ ایسی بھی مسجدیں ہیں جن کی آمدنی اس قدر قلیل ہے کہ مسجد کے ضروریات اور اس کے مصالح اس آمدنی سے پورے نہیں ہوتے۔

پھر ان مساجد کی آمدنی بھی دو طرح پر ہوتی ہے ایک وہ جو وقف نہیں جیسا کہ روپیہ وپیسہ وغیرہ جو چندہ وغیرہ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے کہ یہ وقف نہیں کہ وقف کے لئے ضروری ہے کہ اصل حبس کر کے اس کے منافع اس کام میں صرف کئے جائیں جس کے لئے وقف ہو نہ یہ کہ خود اصل ہی کو خرچ کر دیا جائے۔ دوسرے اوقاف کی آمدنی ہوتی ہے مثلاً کسی نے اپنی زمین یا مکان یا دوکان وغیرہ مسجد پر وقف کر دی۔

وقف کے مال میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وقف کرنے والے یہ شرط بھی ذکر کر دیتے ہیں کہ اس مال وقف کی آمدنی فلاں ضروریات ومصالح پر صرف کی جائے اور کبھی شرط ذکر نہیں کرتے اور کسی خاص مصرف کی تعیین نہیں کرتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اوقاف کافی پرانے ہوتے ہیں ان کے مصارف وشرائط کا پتہ نہیں چلتا۔

جن مساجد کی آمدنی ان کے ضروریات ومصالح سے زائد ہوتی ہے ان میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ اس آمدنی کے مالک ذمہ داران مسجد اس میں بے جا تصرف اور ناحق دست اندازی کرتے ہیں اس سے اپنی ضرورتوں کی تکمیل کرتے ہیں اپنی تجارتوں کو فروغ دیتے ہیں اور کچھ تو اپنا پیدائشی حق سمجھ کر بالکل ہڑپ کر جاتے ہیں جبکہ فقہائے کرام فرماتے ہیں اوقاف میں شرط واقف نص شارع کی طرح واجب الاتباع اور لازم العمل ہوتی ہے وقف جس غرض کے لئے ہے اس کی آمدنی اگر چہ اس کے مصارف سے فاضل ہو دوسری غرض میں صرف کرنی حرام ہے کہ حقوق مسجد پر تعدی ہے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ''وقف جس غرض کے لئے ہے اس کی آمدنی اگر چہ اس کے صرف سے فاضل ہو دوسری غرض میں صرف

کرنی حرام ہے وقف مسجد کی آمدنی مدرسہ میں صرف ہونی درکنار دوسری مسجد میں بھی صرف نہیں ہوسکتی نہ ایک مدرسہ کی آمدنی مسجد یا دوسرے مدرسہ میں"

[فتاویٰ رضویہ مصارف وقف ۳۶۸/۶ ، رضا اکیڈمی ممبئی]

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"یہ چندے جس خاص غرض کے لئے کئے گئے ہیں اس کے غیر میں صرف نہیں کئے جاسکتے اگر وہ غرض پوری ہوچکی ہوتو جس نے دیئے ہیں اس کو واپس کئے جائیں یا اس کی اجازت سے دوسرے کام میں خرچ کریں، بےاجازت خرچ کرنا ناجائز ہے۔

[فتاویٰ امجدیہ ۳/۳۹ دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی]

اسی کے ساتھ ایک دوسرے مقام پر حضرت فقیہ اعظم صدر الشریعہ علیہ الرحمہ "فتاویٰ امجدیہ" میں مسجد اور اس کے اسباب کے متعلق فرماتے ہیں:

"امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا یہ مذہب ہے کہ جب لوگوں نے مسجدیں بنالیں تو اب وہ تا قیام قیامت مساجد ہوگئیں اس کے اسباب دوسری مسجد میں نقل کرنا کسی طرح سے درست نہیں ہوگا۔ "لایجوز نقله و نقل ماله الی مسجد آخر سواء كانوا يصلون فيه اولا يصلون و عليه الفتوى كذافي الحاوى القدسى" درمختار میں ہے"ولوخرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدا عند الامام والثانى أبداً إلى قيام الساعة وعليه الفتوى"۔

[فتاویٰ امجدیہ ۳/۱۴۹، دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی]

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں: "یہ حکم اس زمانہ کے لئے تھا جب کہ مساجد کی اشیاء لینے اور ان میں تصرف کرنے کو لوگ برا جانتے تھے اور اب یہ زمانہ فساد کا زمانہ ہے کہ لوگ حرام و حلال میں امتیاز نہیں رکھتے مسجد کی چیزوں میں بھی بطور تغلب تصرف کرنے سے باز نہیں رہتے اس زمانہ میں بہت ممکن ہے کہ جب ان مساجد کا کوئی نگراں نہیں تو ان کے عمارتی سامان لوگ اپنے تصرف میں لائیں گے اور مسجدوں کو نیست و نابود کرڈالیں گے۔ اسی طرح یہ بھی خطرہ اور اندیشہ ہے کہ کفار و مشرکین موقع پاکر اس کا سارا سامان رفتہ رفتہ اٹھالے جائیں گے۔ پس ایسی صورت میں امام ابو یوسف سے جو دوسری روایت ہے اس پر عمل کرکے اس کا عمارتی سامان منتقل کرکے دوسری مسجد میں لگادیا جائے اور اس زمین کو چبوترہ کی شکل میں باقی رکھیں جس سے معلوم ہوسکے کہ یہ مسجد ہے اور مسلمان اس کا احترام کریں" درمختار" میں ہے: "وعن الثانى ينتقل الى مسجد آخر باذن القاضى" "ردالمحتار" میں فرمایا: فى الاسعاف لو خرب المسجد وما حوله وتفرق الناس عنه لايعود إلى ملك الواقف عند أبى يوسف فيباع نقضه باذن القاضى ويصرف ثمنه إلى بعض المساجد انتهى مختصراً۔ پھر فرمایا:

والذى ينبغى متابعة المشائخ المذكورين فى جواز النقل بلا فرق بين مسجد أوحوض كما أفتى به الامام أبوشجاع والامام الحلوانى وكفى بهما قدوة ولا سيمافى زماننا فان المسجد أوغيره من رباط أوحوض إذا لم ينتقل يأخذ انقاضه اللصوص والمتغلبون كما هو مشاهد وكذلك أوقافه ياكلها النظار أوغيرهم ويلزم من عدم النقل خراب المسجد الآخر المحتاج إلى

النقل إليه وقد وقعت حادثة سئلت عنها فى امير أراد أن ينتقل بعض احجار مسجد خراب فى سفح قاسيون بدمشق ليبلط بها صحن الجامع الاموى فافتيت بعد م الجواز متابعة للشرنبلالى ثم بلغنى أن بعض المتغلبين أخذ تلك الاحجار لنفسه فندمت على ما افتيت به ثم رأيت الآن فى الذخيرة قال وفى فتاوى النسفى سئل شيخ الاسلام عن أهل قرية رحلوا وتداعى مسجدها إلى الخراب و بعض المتغلبة يستولون على خشبه وينقلونه إلى دورهم هل لواحد لاهل المحلة أن يبيع الخشب بأمر القاضى ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أوإلى هذا المسجد قال نعم و حكى أنه وقع مثله فى زمن سيدنا الامام الاجل فى رباط فى بعض الطرق خرب ولا ينتفع المارة به وله أوقاف عامرة فسئل هل يجوز نقلها إلى رباط آخر ينتفع الناس به قال نعم لان الواقف غرضه انتفاع المارة ويحصل ذلك بالثانى۔ والله تعالىٰ اعلم۔

[فتاویٰ امجدیہ ۳/۱۴۹-۱۵۰، دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی]

ہمارے فقہائے کرام نے اپنے زمانہ کے فسادات کے اعتبار سے یہ حکم فرمایا اور اصل مذہب سے عدول فرماکر سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دوسری روایت پر افتاء فرمایا اور مسجد کے اسباب کو دوسری مسجد کی طرف منتقل کرنے کی اجازت دی آج جب کہ حالات کافی بدل چکے ہیں، زمانہ میں فسادات رونما ہو چکے ہیں، لوگوں میں خدا ناترسی اور احکام شرع سے بے پرواہی عام ہو چکی ہے اور مسجد کے مصالح سے زائد آمدنی کے ساتھ ناحق دست اندازی ہو رہی ہے اور مسجد کے حقوق کے ساتھ تعدی جاری ہے حقوق مسجد کے صرف ضیاع کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ ضیاع واقع اور رونما ہے تو اس قضیہ کا شرعی حل خاص توجہ کا طالب ہے اس مسئلہ پر غور وخوض کے لئے درج ذیل سوالات ارسال خدمت ہیں۔

(۱) کیا فسادات زمانہ کے پیش نظر مسجد کے مصالح سے زائد آمدنی کا کسی ایسی مسجد میں استعمال جائز ہے جس کی آمدنی اس کے مصارف کے لئے ناکافی ہے یا اب بھی ناجائز ہی ہے؟

(۲) مساجد کی آمدنی مال وقف اور غیر وقف دونوں پر مشتمل ہوتی ہے اور کبھی خاص مقصد کے لئے ہوا کرتی ہے اور کبھی متولیوں کی صواب دید پر موقوف ہوا کرتی ہے تو کیا استعمال کے جائز وناجائز ہونے میں سب کا یکساں حکم ہے یا احکام میں فرق ہے؟

(۳) ہمارے فقہائے کرام نے جن وجوہ کی بنا پر امام اعظم وامام ابو محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے مذہب سے عدول فرماکر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ کی روایت پر افتا فرمایا کیا وہ وجوہ یہاں متحقق ہیں یا ان کے علاوہ اسباب ستہ میں سے کوئی اور سبب متحقق ہے جو تخفیف حکم کا مقتضی ہے؟

(۴) اس دور میں عموماً متولیان و منتظمین جس مسجد کے انتظام سے متعلق ہوتے ہیں اس مسجد کے علاوہ دوسری مسجد پر فاضل آمدنی دینے پر راضی نہیں ہوتے تاوقتیکہ دوسری مسجد بھی انہیں کے انتظام میں نہ دیدی جائے تو ایسی صورت میں کونسی راہ اختیار کرنا شرعاً جائز ہو یا واجب ہو؟

امید کہ اپنے قیمتی اوقات کا کچھ حصہ نکال کر اس قضیہ کا شرعی حل پیش فرمائیں جس سے مسجد کے حقوق کے ساتھ ناحق دست اندازی نہ ہو اور ان مساجد کے مصالح کی بھی تکمیل ہو جن کی آمدنی ان کے مصالح کے لئے ناکافی ہے۔

ناظم: شرعی کونسل آف انڈیا
۸۲ر سوداگران بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

تیسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۱؍۱۲ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۹؍۱۰ر جولائی ۲۰۰۶ء

جن مساجد کی آمدنی مسجد کے مصالح سے فاضل ہے اور اس کے ضیاع کا اندیشہ ہے تو اس کے تحفظ کی اس صورت پر فیصلہ ہوا جسے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے الگ فتویٰ میں ارشاد فرمایا کہ ''مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ ایسی صورت میں دوسرے امر خیر کے ادارہ کو فاضل آمدنی مسجد بطور قرض دے ایک سے وصول ہو تو پھر اور جس ادارہ کو ضرورت ہو اسے قرض دے جسے بھی قرض دے اس سے وصول کرے ایسا قرض نہ دے کہ قرض مرجائے، پھر جب اس مسجد کو جس کی یہ آمدنی ہے ضرورت ہو اس پر صرف کرے۔

نیز فتاویٰ ہندیہ وغیرہ کے جزئیات سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔اما المال الموقوف علی المسجد الجامع ان لم یکن للمسجد حاجة للحال فللقاضی ان یصرف فی ذلك لاكن علی وجه القرض۔

یہ بھی فیصلہ ہوا کہ اگر فاضل آمدنی کا ضیاع متولیان یا واقفین کی دست اندازی سے ہو رہا ہے تو اولا ایسے متولیان اور واقفین کو معزول کرنا واجب ہے، لیکن اس مسجد کی فاضل آمدنی مسجد محتاج کو بے شرط واپسی دینا یہ جائز ہے یا نہیں اس پر آئندہ سیمینار میں تیاری کے ساتھ بحث کی جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

تیسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۱/۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۹/۱۰/ جولائی ۲۰۰۶ء

بابت بیع قبل القبض :

آج دنیا میں مغربی طرز معشیت کے حاوی ہونے کی وجہ سے معاشی وتجارتی میدان میں بھی اسلام کے ماننے والوں کے لئے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ لین دین کے نت نئے زاویئے سامنے آرہے ہیں۔ اور تجارت میں غیروں کے ساتھ اختلاط نے شرعی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے الجھنیں پیدا کر دی ہے۔

سردست ''بیع قبل القبض'' کا مسئلہ توجہ اور حل کا طالب ہے۔ بڑے کاروباری بلکہ کچھ متوسط حیثیت کے تاجر بھی مبیع پر قبضہ کئے بغیر دوسرے کے ہاتھوں فروخت کر دیتے ہیں۔ بڑے تاجروں میں اس قسم کی تجارت کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ کیوں کہ اس صورت بیع وشراء میں ان کے لئے زیادہ سہولت ہے، مگر شرعی نقطۂ نگاہ سے اس میں پیچیدگی یہ پیدا ہو رہی ہے کہ بیع قبل القبض کے تعلق سے جمہور فقہا کا مسلک یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے۔ اور حدیث پاک میں اس سے متعلق نہی وارد ہے۔

اس لئے چند بنیادی سوالات آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

(۱) قبضہ کی حقیقت کیا ہے؟ کیا شریعت نے اس کی کوئی خاص ہیئت ایسی بیان کی ہے کہ وہی قبضہ کہلائے؟ یا اسے لوگوں کے عرف ورواج پر چھوڑ دیا ہے؟

(۲) اشیائے منقولہ اور غیر منقولہ میں قبضہ کی حقیقت شرعاً الگ الگ ہے؟ یا ایک؟

(۳) بیع قبل القبض کا حکم کیا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز نہیں ہے تو یہ عدم جواز بیع کی کس قسم میں داخل ہے؟ بیع باطل ہوگی یا فاسد یا کچھ اور؟

(۴) اگر یہ بیع ناجائز ہو تو کیا آج کل کے رواج وعرف کی بنا پر اس کے جواز کا حکم دیا جا سکتا ہے؟ یا جواز بیع کا کوئی حیلہ یہاں ممکن ہے؟

(۵) بین الاقوامی تجارت میں جو صورتیں اختیار کی جاتی ہیں شرعاً ان کی حیثیت کیا ہے؟ اور وہ جائز ہیں یا نہیں؟

امید کہ تشفی بخش جواب سے نوازیں گے۔ والسلام

ناظم: شرعی کونسل آف انڈیا
۸۲/ سوداگران بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

تیسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۱/۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۹/۱۰/ جولائی ۲۰۰۶ء

(۱) اصل حکم یہ ہے کہ منقولات کی بیع، مبیع پر قبضہ کیئے بغیر ناجائز و فاسد ہے، اور جائداد غیر منقول کی بیع قبل قبضہ غیر بائع کے ہاتھ جائز ہے مگر جس سے مول لی تھی اس کے ہاتھ قبضہ سے پہلے اشیاء غیر منقولہ کی بیع بھی جائز نہیں بلکہ قبضہ لازم ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۲۴۳، قبیل باب الاستصناع)

(۲) عالمی تجارتوں میں قبضہ سے پہلے جو مبیع کی بیع در بیع ہوتی ہے وہ اصل حکم کی رو سے فاسد ہے مگر جس مشتری نے ایسے بائع سے خریدا جسے قبضہ حاصل ہو گیا تھا بیع صحیح ہے۔

(ہدایہ مع فتح القدیر ج ۶، ص ۲۴۷ پوربندر، درمختار مع ردالمحتار ج ۴، ص ۱۴۵)

(۳) بیع در بیع جو عدم قبضہ کے سبب فاسد ہے اس کے جواز کی وہ صورتیں اختیار کی جائیں جو ''فتاویٰ رضویہ'' اور ''بہار شریعت'' میں مذکور ہیں مثلاً مشتری نے مبیع کو ہبہ کیا، بائع کو ہبہ کرنے یا کسی کے پاس ودیعت رکھنے کو یا سپرد کرنے کو کہا یا اپنے کسی ظرف میں رکھنے کو کہا پھر موہوب لہ نے قبضہ کر لیا یا بائع نے ودیعت رکھ دی، سپرد کر دیا، ظرف میں رکھ دیا جس سے قبضہ مشتری کہلائے تو اب مشتری کا قبضہ ہو گیا اور اگر بائع سے بیچنے کو کہا تو بائع کے بیچنے سے قبضہ نہ ہوگا وکیل بالقبض کا بھی قبضہ، قبضۂ مشتری ہے تو مسلم تاجروں کو اسی طرح کی کوئی تدبیر قبضہ اختیار کرنی ضروری ہے تا کہ بیع فساد سے محفوظ ہو اور جائز ہو جائے کہ اب بیع قبل قبضہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

تیسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۱/۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۹/۱۰/ جولائی ۲۰۰۶ء

شرعی کونسل کے دوسرے سیمینار میں رمی جمار سے متعلق مندرجہ ذیل فیصلہ زیر غور کر رکھا گیا تھا، اس تیسرے فقہی سیمینار کی

نشست دوم میں یہ فیصلہ باتفاق مندوبین طے پایا۔

''گیارہویں و بارہویں کی رمی کا وقت بعد زوال سے غروب تک مسنون اور غروب سے طلوع فجر تک مکروہ ہے۔ اگر مسنون وقت میں جان جانے یا زخمی ہونے کا اندیشہ صحیح ہو تو بعد غروب رمی کرنے میں کراہت نہیں۔

قبل زوال اصل مذہب کی رو سے رمی نہیں ہوسکتی مگر خاص حالت میں خاص لوگوں کو کسی خاص مجبوری کے پیش نظر ضعیف روایت پر عمل کرنے کی اجازت ہے۔ خاص لوگوں سے مراد جن کو مجبوری درپیش ہے۔ کہ مکہ میں اپنے قیام گاہ تک پہنچنے سے معذور ہو''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

تیسرا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۱/۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۹/۱۰/ جولائی ۲۰۰۶ء

دربارۂ اعلان رویت ہلال:

جو گزشتہ دوسرے سیمینار ۱۴۲۶ھ میں زیر غور تھا اور آج کے تیسرے فقہی سیمینار ۱۱/۱۲/ جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۸/۹/ جولائی ۲۰۰۶ء میں اس کا فیصلہ ہوا۔

ایک قاضی کا اعلان رویت ہلال اگر چہ وہ قاضی پورے ملک یا چند شہروں کا ہو صرف اسی شہر اور مضافات شہر کے لئے کافی ووافی ہوگا جہاں اس نے فیصلۂ رویت صادر کیا ہے۔ اس رویت سے دوسرے شہروں کے لئے ثبوت رویت طرق موجبہ میں سے کسی ایک طریقے سے ہی ہوگا۔ مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''شریعت مطہرہ نے دربارۂ ہلال دوسرے شہر کی خبر کو شہادت کافیہ وتواتر شرعی پر بنا فرمایا اور ان میں بھی کافی شرعی ہونے کے لئے بہت قیود وشرائط لگائیں جن کے بغیر ہرگز ہرگز گواہی وشہرت بکار آمد نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۲۳، رضا اکیڈمی ممبئی)

(۲) یہیں سے ثابت ہوا کہ ٹیلیفون کی خبر اگر چہ کسی کی ہو اور کتنی ہی تعداد میں کہیں سے ہو اس سے استفاضہ وتواتر بلکہ شہادت کا تحقق نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

﴿چوتھا باب﴾

چوتھا فقہی سیمینار

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

﴿منعقدہ﴾

۱۲/۱۳/رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۸/۲۹/جولائی ۲۰۰۷ء

﴿مقام﴾

علامہ حسن رضا کانفرنس ہال جامعۃ الرضا بریلی شریف

﴿موضوعات﴾

۱۔ ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ بچہ پیدا کرنا

۲۔ رشوت دے کر مدارس کو ایڈڈ کرانے اور مدرسین کی تقرری کا حکم:

۳۔ اختلاف زمان و مکان کی صورت میں وکیل و موکل کے یہاں قربانی کے اوقات و اسباب

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

چوتھا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۲/۱۳/ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۸/۲۹/ جولائی ۲۰۰۷ء

ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ بچہ پیدا کرنا:

سائنس کی ترقی کا ایک حیرت انگیز نمونہ ''ٹیسٹ ٹیوب'' کے ذریعہ بچہ پیدا کرنے کا مسئلہ بھی ہے۔ یہ ایک خاص قسم کی ٹیوب ہے، جس میں عورت کے رحم سے بیضۂ تولید کو نکال کر رکھا جاتا ہے۔ پھر مرد کی منی نکال کر اس بیضہ میں ڈالی جاتی ہے۔ اس طرح دونوں کے ملاپ سے بیضہ میں سلیس (Cells) کی افزائش ہوتی رہتی ہے، جب یہی سیل رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے مخصوص مطلوبہ قوت کے حامل ہوجاتے ہیں تو ان دونوں مادوں (مادۂ تولید و بیضۂ تولید) کو کسی عورت کے رحم میں ڈال دیا جاتا ہے، عورت کے رحم میں نو ماہ نشو ونما پانے کے بعد بچہ کی ولادت ہوتی ہے۔

بیضۂ تولید نکالنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جن ایام میں عورت کے رحم کی نلی میں قدرۃً بیضۂ تولید تیار ہوتا ہے انہیں ایام میں عورت کے ناف کے نیچے تھوڑا سا شگاف کر کے ایک مخصوص آلہ (دوربین) کے ذریعہ بیضہ کا پتہ لگایا جاتا ہے، پھر نالی میں موجود بیضہ کو باہر نکال لیا جاتا ہے۔ مرد کا مادۂ تولید ہاتھ کے ذریعہ نکالا جاتا ہے۔ پھر دونوں کو ایک مخصوص قسم کی ٹیوب (Tube) میں جمع کیا جاتا ہے۔ جب دونوں کے باہمی ملاپ سے اس بات کا اطمینان ہوجاتا ہے کہ اب اس سے استقرار ہوجائے گا، تو اسے مخصوص ٹیوب کے ذریعہ عورت کی شرمگاہ کے راستے رحم میں منتقل کردیا جاتا ہے۔ ''ٹیسٹ ٹیوب'' کے استعمال کی حاجت اس وقت پیش آتی ہے، جب قدرتی طور پر یا مرض وغیرہ کی وجہ سے رحم کی نالیوں کے راستے عورت کے رحم میں بیضۂ تولید پہنچ نہیں پاتا۔ ایسی صورت میں عورت و مرد کی فطری مباشرت سے بچہ پیدا ہونے کا امکان نہیں رہ جاتا، اس لئے ''ٹیسٹ ٹیوب'' کے ذریعہ دونوں مادوں کو مخصوص طریقے سے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے۔ جانوروں کے بچہ پیدا کرنے میں بھی یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں ہزاروں انسان اس سے پیدا ہو چکے ہیں اور مختلف ممالک میں یہ عمل جاری ہے۔

ان حالات میں ہم پر شرعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس طریقہ عمل کے جواز وعدم جواز کا حکم واضح کر کے صحیح اسلامی نقطۂ نظر سے لوگوں کو روشناس کرائیں۔ اس مسئلے کے حل کے لئے چند سوالات آپ کی خدمت میں پیش ہیں:

(۱) کیا ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ بچہ پیدا کرنا شرعاً جائز ہے؟

(۲) اگر جواب نفی میں ہو تو کیا اولاد حاصل کرنے کی ضرورت کے پیش نظر یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے؟

(۳) اگر کسی عورت نے اپنے رحم میں غیر شوہر کی منی داخل کرلی، تو کیا وہ زانیہ کہلائے گی؟ اگر اس سے اولاد پیدا ہوئی تو وہ ثابت النسب ہوگی یا نہیں؟

(۴) حلال یا حرام جانور کے رحم میں کسی حلال یا حرام جانور کا مادۂ تولید بذریعہ ٹیسٹ ٹیوب داخل کر کے بچہ پیدا کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

امید کہ ان سوالات کے تشفی بخش جواب سے شاد کام فرمائیں گے۔

والسلام

(مفتی) آل مصطفیٰ مصباحی

رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف وخادم جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

چوتھا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۲/۱۳/ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۸/۲۹/ جولائی ۲۰۰۷ء

ٹیسٹ ٹیوب کے متعلق طے شدہ امور:

(۱) حصول اولاد کے لئے ٹیسٹ ٹیوب کے استعمال کے جواز وعدم جواز پر بھرپور بحث وتمحیص کے بعد یہ طے ہوا کہ ٹیسٹ ٹیوب کے استعمال کی ایک صورت کے سوا تمام صورتیں باتفاق رائے ناجائز ہیں۔ جس ایک صورت کے جواز میں اجلاس میں اختلاف کیا گیا وہ صورت یہ ہے کہ مرد کا نطفہ عزل کے ذریعہ ٹیوب میں محفوظ کیا جائے اور اسے رحم زوجہ میں براہ فرج یا بواسطۂ انجکشن خود زوجہ کا شوہر داخل کرے اس کے عدم جواز پر بھی کثرت رائے ہے صرف مولانا معراج القادری ومولانا آل مصطفیٰ ومولانا رحمت اللہ ومولانا اختر حسین علیمی ومولانا احتشام الدین صاحبان جواز کے قائل ہیں، لیکن یہ صورت بہت ہی نادر ہے اور اس کی وجہ سے ناجائز صورتوں کا فتح باب مظنون بہ ظن غالب ہے نیز ٹیسٹ ٹیوب کا عمل غیر ماہر کے ذریعہ سے ہونے میں ہلاک زوجہ کا احتمال قوی ہے اس لئے باقی تمام مندوبین نے اس صورت کو بھی ناجائز قرار دیا اور جو حضرات جواز کے قائل تھے انہوں نے بھی بوقت تحریر فیصلہ اس صورت کو ممنوع قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بالفرض اگر ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ بچہ پیدا ہوا تو وہ شوہر سے ثابت النسب ہے۔ فان النسب أمر مهتم به حتى لا ينتفي بنفي الزوج إلا بعد اللعان بينهما. واللّٰہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر کسی عورت نے غیر شوہر کی منی رحم میں داخل کر لی تو وہ زانیہ نہ کہلائے گی۔ فان الزنا موقوف على ادخال الحشفة فی الفرج وهو ههنا معدوم، پیدا شدہ بچہ ثابت النسب ہوگا اور بے لعان زوجین نسب منتفی نہ ہوگا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

چوتھا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۲/۱۳/رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۸/۲۹/جولائی ۲۰۰۷ء

رشوت دے کر مدارس کو ایڈڈ کرانے اور مدرسین کی تقرری کا حکم:

پُرتعیش زندگی کی خواہش اور دنیا طلبی نے غیروں کی طرح اپنوں کو بھی اپنے دام میں گرفتار کرلیا ہے۔ مسلمانوں پر دنیا بڑی تیزی سے غالب آرہی ہے اور دینی خلوص ناپید ہوتا جارہا ہے۔ اس کی ایک کڑی مدارس میں رشوت کی گرم بازاری ہے۔ مدارس کو ایڈڈ کروانے سے لے کر تنخواہوں کی حصولیابی تک ہر ہر قدم پر رشوت کے لین دین کا چلن بہت عام ہوتا جارہا ہے، جب کہ مدارس کے قیام کا مطمح نظر ہی دینی علوم کی اشاعت کرکے ان جیسے خلاف شرع کام پر روک لگانا ہے۔

ہندوستان کی بعض ریاستوں میں حکومت نے جو عربی فارسی بورڈ بنا رکھا ہے اس بورڈ سے مدارس کو منسلک کر کے مالی فائدہ اٹھایا جاتا ہے جسے ایڈڈ کرانا کہتے ہیں۔ اس میں مدارس کے محدود ومقرر اساتذہ وملازمین کو گورنمنٹ تنخواہ دیتی ہے۔ اور بعض دوسرے فنڈ کے تحت تعمیرات اور طلبہ کے وظائف کے نام پر بھی خطیر رقم دیتی ہے۔ جس سے بلاشبہ مدارس کا خاصا فائدہ ہوتا ہے۔

لیکن المیہ یہ ہے کہ عملاً کوئی مدرسہ اس وقت تک ایڈلسٹ پر نہیں لیا جاتا، جب تک متعلقہ افسروں کو منہ مانگی رقم نذر نہ کی جائے۔ یہ تو پہلا مرحلہ ہوا۔ پھر اساتذہ وملازمین کی تقرری کے لئے آفیسروں کے علاوہ مدارس کے نظماء بھی خطیر رقم وصول کرتے ہوئے نہیں جھجھکتے۔ پھر جب آفیسوں سے تنخواہ پاس کرانے کی باری آتی ہے تو ماہانہ تنخواہ کی حصولیابی یا اجراء کے لئے آفیسوں میں بیٹھے آفیسر سے لے کر کلرک تک کی مالی خدمت کی جاتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مدرسے کو وزارت سے منظوری ملنے کے بعد بھی منظوری کے نفاذ میں آفیسران رشوت کے بغیر کام نہیں کرتے، کبھی بعض اہل مدارس دوسرے منظوری یافتہ مدرسہ کی بجائے خود ایڈلسٹ پر آنے کی غرض سے زیادہ رشوت دے کر اپنا کام کرا لیتے ہیں۔

بظاہر یہ طرز عمل رشوت کے دائرے میں آتا ہے، جب کہ حدیث پاک میں اس کی شدید مذمت وارد ہوئی۔ اور رشوت لینے والے اور دینے والے کو جہنمی قرار دیا گیا۔ حدیث میں فرمایا گیا: الراشی والمرتشی کلاھما فی النار۔

ضرورت ہے کہ مدارس کے اس طرز عمل کا تحقیقی طور پر شرعی جائزہ لیا جائے۔ جس کے لئے چند سوالات حاضر ہیں:

(۱) کیا مدرسہ کو ایڈڈ کرانے، اساتذہ کی تقرری اور حصول تنخواہ یا اجرائے تنخواہ کے لئے متعلقہ محکمے کے ذمہ داروں کو اضافی رقم دینا جائز ہے؟ اور اس طرح مدارس کو ایڈڈ کرانا جائز ہے؟

(۲) یہ رقم رشوت ہے یا کچھ اور؟

(۳) اگر یہ رشوت ہے، تو سوال نمبر ایک میں ذکر کردہ چیزوں کے لئے جواز کا کوئی حیلہ آپ کی نظر میں ہے؟
امید کہ تسلی بخش جواب سے نوازیں گے۔

والسلام
(مفتی) آل مصطفیٰ مصباحی
رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف وخادم جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

چوتھا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۲/۱۳/رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۸/۲۹/جولائی ۲۰۰۷ء

فیصلہ متعلقہ دربارۂ رشوت برائے ایڈ منظوری مدارس:

مدارس کی ایڈ کی منظوری کی صورت اب تک صرف یہی ہے کہ گورنمنٹ مدرسین کی تنخواہوں کی ذمہ داری قبول کرلے۔

(۱) وہ مدارس جو شرائط منظوری کے حقیقۃً جامع ہیں اور ان کی منظوری کے لئے کوئی غیر شرعی شرط نہ ہو مگر ان کے نام و درخواست تنخواہ مدرسین وملازمین کو بے رشوت لئے منظوری دینے والے ادارے میں پیش کرنے کو راضی نہیں۔ اگر ظن غالب ملحق بالیقین ہو کہ اس طرح منظوری مل جائے گی تو اس کے لئے کچھ دینا، دینی مدارس کی حاجت کی بناء پر جائز ہے، خصوصاً جبکہ عوام ہی سے حاصل شدہ مال سے وہ امداد بصورت تنخواہ دی جاتی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جن مدرسین کی صحیح تقرری ہو چکی ہو اور آفیسر وغیرہ بے رشوت اجرائے تنخواہ پر راضی نہ ہوں تو ان مدرسین کی طرف سے یہ ادائیگی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) وہ مدارس جو سرے سے موجود ہی نہ ہوں یا شرائط منظوری کے حامل نہ ہوں یا شرائط منظوری متحقق ہو مگر کسی محظور شرعی کی شرط ہو، ان کی منظوری کے لئے جو رقم دی جائے رشوت وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) منصب تدریس یا ملازمت حاصل کرنے کے لئے کچھ دینا رشوت وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) جواب نمبر ایک، دو میں رشوت نہیں ہے اور جواب نمبر تین وچار کی صورت میں لینے والے ودینے والے دونوں کے حق میں رشوت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

چوتھا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۲/۱۳/رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۸/۲۹/جولائی ۲۰۰۷ء

اختلاف زمان و مکان کی صورت میں وکیل و موکل کے یہاں قربانی کے اوقات و اسباب:

قربانی دیگر عبادتوں کی طرح ایک اہم عبادت ہے جو زمان کے ساتھ مخصوص ہے وقت داخل ہونے سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں کہ وقت، قربانی کے واجب ہونے کا سبب ہے جب وقت آیا اور شرائط وجوب پائے گئے قربانی واجب ہوگئی۔ "تنویر الابصار" و "درمختار" میں ہے: "(وسببها الوقت) وهو ايام النحر وقيل الرأس"۔

اس کے تحت "شامی" میں ہے:

"والدليل على سببية الوقت امتناع التقديم عليه كا متناع تقديم الصلاة، وانما لم تجب على الفقد لفقد الشرط وهو الغنى وان وجد السبب"۔ [ردالمحتار ۹/۴۵۳ کتاب الاضحیۃ (زکریا)]

"بدائع الصنائع" میں ہے: واما وقت الوجوب: فايام النحر فلا تجب قبل دخول الوقت لان الواجبات الموقتة لاتجب قبل اوقاتها كالصلاة والصوم ونحوهما"۔ [۵/۹۷ کتاب التضحیۃ مرکز اہل سنت برکات رضا]

نیز اسی "بدائع" میں ہے: واما الذى يرجع الى وقت التضحية فهو انها لاتجوز قبل دخول الوقت لان الوقت كما هو شرط الوجوب فهو شرط جواز اقامة الواجب كوقت الصلاة فلايجوز لاحد ان يضحى قبل طلوع الفجر الثانى من النوم الاول من ايام النحر ويجوز بعد طلوعه سواء كان من اهل المصر أو من اهل القرىٰ غير ان للجواز فى حق اهل المصر شرطاز ائدا وهو ان يكون بعد صلاة العيد لا يجوز تقديمها عليه عندنا"۔ [بدائع الصنائع ۵/۱۰۸ کتاب التضحیۃ مرکز اہل سنت برکات رضا]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قربانی ان عبادات موقتہ سے ہے جو زمان کے ساتھ مخصوص ہیں اور اس کے واجب ہونے کا سبب وقت یعنی ایام نحر ہیں اور اس کا اوّل وقت شہری اور دیہی کے حق میں طلوع فجر ہے مگر شہری کے لئے قربانی سے پہلے نماز عید ادا کرنا شرط ہے شہری اور دیہی کی قربانی کا وقت مختلف نہ ہوا بلکہ اس کی شرط تو صاحب مصر کے لئے نماز سے پہلے قربانی کا جائز نہ ہونا عدم شرط کی وجہ سے ہے نہ اس لئے کہ قربانی کا وقت ہی معدوم ہے۔ جیسا کہ صاحب بدائع کی عبارت سے صاف ظاہر ہے اور ردالمحتار میں علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "التضحية لا يختلف وقتها بالمصرى وغيره بل شرطها، فا ول وقتها فى حق المصرى والقروى طلوع الفجر الا انه شرط للمصرى تقديم الصلاة

علیها فعدم الجواز لفقد الشرط لالعدم الوقت"۔ [۹/ ۴۶۰ کتاب الاضحیۃ زکریا]

جس طرح دیگر عبادتوں میں توکیل صحیح ہے اسی طرح قربانی میں بھی توکیل صحیح ہے جیسا کہ فقہی شواہد سے صاف ظاہر ہے، قربانی کی توکیل میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وکیل وموکل دونوں ایسے مقامات پر ہوتے ہیں، جہاں اوقات میں تفاوت ہوتا ہے نہ مطالع کا اختلاف، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوقات ومطالع مختلف ہوتے ہیں ایک شخص امریکہ مثلاً رہتا ہے اور اس کے گھر کے لوگ ہندوستان میں رہتے ہیں اس نے اپنے گھر والوں کو اپنی قربانی کا وکیل بنایا ظاہر ہے کہ دونوں مقامات میں کس درجہ اختلاف اوقات ہے کہ ایک جگہ دن ہے دوسری جگہ رات، فرض کیجئے کہ وکیل کے یہاں انشقاق فجر ہو چکا اور نماز عید بھی ہو چکی جبکہ موکل کے یہاں ابھی صبح کا سپیدہ نمودار نہ ہوا خود اپنے ہندوستان کو لے لیجئے کہ ایک شخص ایسے مقام پر رہتا ہے جہاں سے اس کے اہل کافی دور ہیں اور دیہات میں رہتے ہیں، اس نے اپنے گھر والوں کو قربانی کا وکیل کیا، یہاں اول وقت داخل ہو گیا جبکہ موکل ایسے شہر میں ہے کہ وہاں طلوع فجر میں تاخیر ہے جس کے سبب وجوب کا سبب موکل کے یہاں متحقق نہیں۔

اسی طرح رویت ہلال میں اختلاف ہوا وکیل کے یہاں بطریق شرعی موجب قربانی کا وقت ایک دن پہلے شروع ہوا اور موکل کے یہاں طرق موجبہ کے ذریعہ ثبوت رویت ۲۹ رکو متحقق نہ ہوا اور "فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین" پر عمل ہوا اور قربانی کا وقت ایک دن بعد شروع ہوا یہ ہمارے ملک ہندوستان میں بھی ہوتا رہتا ہے اور دیگر ممالک میں بھی اب جبکہ قربانی کے واجب ہونے کا سبب وقت ہے جس طرح نماز کا وقت اس کے لئے سبب ہے تو جس طرح نماز کو اس کے وقت سے پہلے ادا کرنا جائز ودرست نہیں قربانی بھی اس کے وقت ایام نحر سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں وکیل اور موکل کے یہاں ابھی گذرا کہ قربانی کے اوقات کا اختلاف ہوتا ہے کبھی مطالع شمس کے اختلاف کے سبب اور کبھی رویت ہلال کے اختلاف کے سبب تو یہ امر قابل اعتنا اور لائق فکر ہے کہ سبب وجوب وکیل وموکل دونوں کے یہاں پایا جانا ضروری ہے یا کہ وکیل کے یہاں تحقق بس ہے کتب فقہ کے مطالعہ سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ موکل اگر شہر میں ہے اور اس کا وکیل کسی ایسے دور دیہات میں ہے کہ موکل کے شہر اور اس دیہات میں جہاں وکیل رہتا ہے مسافت سفر ہے جس میں مسافر کے لئے نماز میں قصر مباح ہے تو وکیل نماز عید سے پہلے بعد طلوع فجر موکل کی طرف سے قربانی کر سکتا ہے اور یہ قربانی صحیح ودرست ہوتی ہے بلکہ فقہائے کرام نے اس شہری کے لئے جو اپنی قربانی جلد کرنا چاہتا ہے اس کے لئے یہ حیلہ تحریر فرمایا کہ وہ اپنی قربانی کا جانور مذکورہ اوصاف کے دیہات میں کسی وکیل کے پاس بھیج دے اور وہ وکیل دیہات میں بعد طلوع فجر نماز عید سے پہلے قربانی کر دے "درمختار" میں ہے:

"والمعتبر مكان الاضحية لامكان من عليه، فحيلة مصرى أر اد التعجيل ان يخر جها لخارج المصر فيضحى بها اذا طلع الفجر" اس کے تحت "ردالمحتار" میں ہے:

"فلو كانت فى السواد والمضحى فى المصر جازت قبل الصلاة، وفى العكس لاتجوز" قوله ! (أن يخرجها) أى يا مربها خراجها۔ قوله ! (لخارج المصر) أى إلىٰ ما يباح فيه القصر"۔

[ردالمحتار ۹/ ۴۶۱ کتاب الاضحیۃ، زکریا]

فقیہ النفس امام قاضی خاں رحمة الله تعالیٰ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: "لوكانت الاضحية فى السواد وصاحبها فى المصر فامر اهله بالتضحية فذبح الا هل قبل صلاة العيد يجوز عندنا ويعتبر مكان المذبوح لامكان المالك وفى صدقة الفطر يعتبر مكان المولىٰ لا مكان العبيد فى قول محمد وابى يوسف الاول رحمهما الله تعالىٰ فرجع ابو يوسف رحمه الله تعالىٰ وقال يعتبر مكان العبيد"۔ [فتاویٰ خانیہ علی ہامش الہندیہ ۳/۳۴۵ نورانی کتب خانہ پشاور پاکستان]

"بدائع الصنائع" میں ہے:

"فان كان هو فى المصر والشاة فى الرستاق أوفى موضع لا يصلى فيه وقد كان امر ان يضحوا عنه فضحوا بها بعد طلوع الفجر قبل صلاة العيد فانها تجزيه وعلى عكسه لوكان هو فى الرستاق والشا ة فى المصر وقد امر من يضحى عنه فضحوا بها قبل صلاة العيد فانها لاتجزيه وانما يعتبر فى هذا مكان الشاة لامكان من عليه هكذا ذكر محمد عليه الرحمه تعالىٰ فى النوادر وقال: انما انظر الى محل الذبح ولا انظر الى موضع المذبوح عنه وهكذ اروى الحسن عن ابى يوسف رحمه الله تعالىٰ يعتبر المكان الذى يكون فيه الذبح ولا يعتبر المكان الذى يكون فيه المذبوح عنه وانما كان كذالك لأن الذبح هو القربة فيعتبر مكان فعلها لامكان المفعول عنه"۔

[بدائع الصنائع ۵/۱۱۱ کتاب التضحیہ مرکز اہل سنت برکات رضا]

بلکہ موکل قربانی کے وقت کسی شہر میں ہے اور اس کے گھر کے افراد کسی دوسرے شہر میں ہیں تو ظاہر الروایہ یہی ہے کہ مکان اضحیہ کا اعتبار ولحاظ ہے نہ کہ مذبوح عنہ کا مکان۔ فقیہ النفس امام قاضی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں:

"ولوكان هو فى مصروقت الاضحية واهله فى مصر آخر فكتب الى الاهل وامر هم بالتضحية، فى ظاهر الرواية يعتبر مكان الاضحية" [فتاویٰ خانیہ علی ہامش الہندیہ ۳/۳۴۵، نورانی کتب خانہ پشاور پاکستان]

ملک العلماء امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ روشن وضاحت فرماتے ہیں: "وإن كان الرجل فى مصر واهله فى مصر اخر فكتب اليهم ان يضحوا عنه روى عن ابى يوسف انه اعتبر مكان الذبيحة فقال: ينبغى لهم ان لا يضحوا عنه حتى يصلى الامام الذى فيه أهله وان ضحوا عنه قبل ان يصلى لم يجزه وهو قول محمد عليه الرحمة وقال الحسن بن زياد: انتظرت الصلاتين جميعا وان شكوا فى وقت صلاة المصر الأخر انتظربه الزوال فعنده لايذبحون عنه حتى يصلوا فى المصرين جميعا وان وقع لهم الشك فى وقت صلاة المصر الأخر لم يذبحوا حتى تزول الشمس فاذا زالت ذبحوا عنه، وجه قول الحسن ان فيما قلنا اعتبار الحالين حال الذبح وحال المذبوح عنه فكان اولى ولابى يوسف و محمد رحمهما الله تعالىٰ ان القربة فى الذبح، والقربات الموقتة يعتبر وقتها فى حق فاعلها لا فى حق المفعول عنه"۔ [بدائع الصنائع ۵/۱۱۱ کتاب التضحیہ مرکز اہلسنت برکات رضا]

ان شواہد مسطورہ سے یہ روشنی ملتی ہے کہ قربانی کا سبب وجوب بلا شبہ وقت ہے مگر کسی شخص نے دوسرے کو وکیل کر دیا تو مذبوح کے مکان کا اعتبار ہوگا نہ کہ مذبوح عنہ خواہ دونوں الگ الگ شہر میں ہوں یا موکل شہر میں ہو اور وکیل ایسے دیہات میں ہو جہاں سے موکل کے شہر تک مسافت سفر ہے وجہ دراصل یہ ہے کہ قربانی قربت فی الذبح ہے اور قربات موقتہ میں ان کا وقت ان کے فاعل کے حق میں معتبر ہوتا ہے نہ کہ مفعول عنہ (موکل) اب اگر غور کیا جائے تو یہاں دو چیزیں ہیں ایک قربانی کا سبب وجوب دوسرے وقت صحت ادا جیسا کہ امام ابن ہمام صاحب فتح القدیر تاج الشریعہ کے کلام کے تصویب فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اقول لاخطأ فی کلام تاج الشريعة اصلا، فان مراده بقوله: واول وقتها اول وقت ادائها لا اول وقت وجوبها، ولا يشك أنه اذا كان تقديم الصلاة عليه شرطا فی حق اهل الأمصار كان اول وقت أدائها فی حقهم بعد الصلاة، وان كان اول وقت وجوبها بعد طلوع الفجر من يوم النحر ويويده جد اعبارة الامام قاضی خان فی فتاواه حيث قال: ووقت الاداء لمن كان فی المصر بعد فراغ الامام عن صلاة العيد انتهى قوله"۔ [فتح القدیر ۹/۵۲۶ کتاب الاضحیۃ مرکز اہلسنت برکات رضا پور بندر]

اب جبکہ سبب وجوب اور وقت ادا کا حال واضح ہو چکا تو صاحب مصر اور دیہی کے درمیان وقت ادا کے اختلاف کے ساتھ نفس وجوب کا اختلاف نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہے بلکہ دوشہروں کے درمیان نفس وجوب کا اختلاف ہوتا ہے مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ مطالع شمس کے اختلاف کے سبب اختلاف اوقات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''(مطالع شمس) ایک ہی فرسخ یعنی تین میل پر مختلف ہو جاتے ہیں''

کما نص علیه علماء الهيئة قلت بل الحق انها تختلف فی ميل واحد بل اقل من ذلك، غير ان التفاوت لقلته جدالا يستبين لنا الا فی نحو فرسخ" جیسا کہ علماء ہیئت نے اس کی تصریح کی ہے میں کہتا ہوں بلکہ حق یہ ہے کہ وہ ایک میل بلکہ اس سے کم میں مختلف ہو جاتے ہیں لیکن وہ اختلاف اتنا قلیل ہوتا ہے کہ ہمیں صرف فرسخ کی مسافت تک معلوم ہو سکتا ہے۔

حاصل یہ کہ صاحب مصر ساکن دہ یا صاحب مصر کو اپنی قربانی کا وکیل بنانا فقہا کرام کی ارشادات کی روشنی میں صحیح ہے اور یہاں قربانی کے اوقات کے اختلاف کی راہ ہے تو اب یہاں پر درج ذیل سوالات تنقیح طلب ہیں امید کہ اپنی ژرف نگاہی سے اس قضیہ کا روشن حل پیش فرمائیں گے۔

سوالات:

(۱) کیا قربانی میں موکل اور وکیل دونوں کے یہاں سبب وجوب کا تحقق درکار ہے؟ مطالع شمس یا رویت ہلال کے اختلاف کے سبب وکیل کے یہاں سبب وجوب پایا گیا نہ کہ موکل تو کیا وکیل کی قربانی صحیح و درست ہے؟

(۲) اگر وکیل و موکل دونوں کے یہاں سبب وجوب کا تحقق ضروری ہو تو اگر چہ مصر و دیہات میں قربانی کا وقت طلوع فجر کے بعد ہی سے شروع ہوتا ہے مگر مصر و قریہ بلکہ دوشہروں کا وقت طلوع مختلف ہوتا ہے فقہائے کرام کے اس ارشاد کا کیا معنیٰ

ہے کہ ساکن دہ نے پو پھٹتے ہی صاحب مصر کی قربانی کر دی تو صحیح و درست ہے؟

(۳) اگر وکیل و موکل دونوں کے یہاں سبب کا تحقق مراد ہے تو کیا بدائع کے مذکورہ جزئیہ کے خلاف کوئی دوسری فقہی تصریح ملتی ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

نـــــوٹ: سوال نامہ میں مذکورہ جزئیات کی طرف صرف اشارہ کافی ہے مزید جزئیات کا افادہ فرمائیں۔

والسلام

(مفتی) محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی
رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیـــــصـــــلہ

چوتھا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۱۲/۱۳/ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۸/۲۹/ جولائی ۲۰۰۷ء

دربارۂ قربانی:

قربانی کا سبب وجوب ایام النحر ہیں اور وقت اداء شہری کے حق میں بعد صلوۃ الاضحیٰ ہے۔ قروی کے لئے بعد طلوع فجر یوم النحر۔

موکل کے یہاں یوم النحر کی صبح صادق نہ ہوئی اور وکیل اضحیہ کے یہاں صبح ہوگئی تو کیا وکیل کے قربانی کرنے سے واجب اداء ہو جائے گا۔

بھرپور بحث کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ موکل کی طرف سے قربانی صحیح ہوگی۔ لإطلاق نصوص الفقهاء بأن المعتبر مكان الذبح لامكان المالك۔ ولصيانة امور المسلمين۔ مگر احتیاط یہی ہے کہ وکیل اس وقت قربانی کرے کہ موکل کے یہاں بھی فجر یوم النحر طلوع ہو چکی ہو۔

صرف مفتی عزیر عالم صاحب نے یہ اختلاف کیا کہ ''موکل کے یہاں نفس وجوب (وقت) پایا جانا ضروری ہے۔ اگر وکیل کے یہاں وقت پایا گیا اور موکل کے یہاں نہیں تو موکل کی طرف سے قربانی درست نہ ہوگی ہاں شہادت کی بناء پر قربانی ہوگئی پھر معلوم ہوا کہ شہادت غلط تھی تو صحت نماز و قربانی کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

﴿پانچواں باب﴾

پانچواں فقہی سیمینار

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

﴿منعقدہ﴾

۲۲/۲۳/رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶/۲۷/جولائی ۲۰۰۸ء

﴿مقام﴾

علامہ حسن رضا کانفرنس ہال جامعۃ الرضا بریلی شریف

﴿موضوعات﴾

۱۔ تبدیلئ جنس کی شرعی حیثیت

۲۔ حوالہ و دو ملک کی کرنسیوں کے تبادلے کا شرعی حکم

۳۔ منی و مزدلفہ کی توسیع و تحدید کی شرعی حیثیت

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

پانچواں فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۲/۲۳/رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶/۲۷/جولائی ۲۰۰۸ء

تبدیلئ جنس کی شرعی حیثیت:

میڈیکل سائنس نے اپنی ترقی کی بنیاد پر جہاں بہت سی آسانیاں پیدا کی ہیں وہیں بہت سی مشکلات بھی کھڑی کردی ہیں، شرعی واخلاقی حدود کا پاس ولحاظ نہ سائنس کا مقصود ہے اور نہ ہی اس کے اکتشافات سے اس قسم کی امیدیں وابستہ رکھنا دانش مندی ہے، ہمیں تو ہر حال میں ہر پیش آنے والے مسئلہ کا حل شرعی نقطۂ نظر سے دنیا والوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ میڈیکل سائنس کے حوالے سے سرجری اور آپریشن کے میدان کی ایک خبر پرنٹ میڈیا والیکٹرانک میڈیا کی زینت بنی ہوئی ہے، اور وہ ہے تبدیلئ جنس کا مسئلہ یعنی بذریعہ آپریشن مذکر کو مؤنث میں تبدیل کرنا یا مؤنث کو مذکر میں تبدیل کرنا۔ پہلی صورت کے تعلق سے راشٹریہ سہارا مورخہ ۶/اپریل ۲۰۰۸ء کو ص ۱۲ پر یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ ''جنس تبدیل کرانے والا امریکی مرد حاملہ''۔

امریکہ میں ایک مرد جس نے دس برس قبل اپنی جنس تبدیل کروائی تھی، اب حاملہ ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کا یہ بچہ ایک معجزے سے کم نہیں دس برس قبل جب تھامس بیبی ایک آپریشن کے ذریعے عورت سے مرد بنے تھے تو انہوں نے اپنے تولیدی نظام کو تبدیل نہیں کروایا تھا۔ اب تھامس، جو چونتیس برس کے ہیں، کا کہنا ہے کہ بچہ پیدا کرنا ان کا حق ہے۔ مسٹر تھامس کی بیوی نے ایک اسپرم بنک سے حاصل کئے گئے اسپرمز کو ایک سرنج کی مدد سے مسٹر تھامس کے جسم میں داخل کیا، جس سے حمل ٹھہرا ان کے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ان کا حمل بالکل نارمل ہے، تھامس کا کہنا ہے کہ بچہ پیدا کرنے کی خواہش زنانہ یا مردانہ نہیں بلکہ ایک انسانی خواہش ہے اور میں ایک مستحکم مردانہ شناخت بھی رکھتا ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ دس برس قبل جب انہوں نے جنس تبدیل کروانے کا آپریشن کروایا تھا تو اس وقت اپنے تولیدی نظام کو برقرار رکھا تھا کیوں کہ وہ ایک دن بچہ پیدا کرنا چاہتے تھے۔

اور دوسری صورت کے تعلق سے ہندوستان کے صوبہ گجرات سے حاجی عمر نور محمد بھگاڈ دھوراجی گجرات کا یہ استفتاء آیا۔ واضح رہے کہ استفتاء میں درج واقعہ پرنٹ میڈیا والیکٹرانک میڈیا کے توسط سے بھی ملک وبیرون ملک میں نشر ہو چکا ہے۔

''میرے یہاں ۱۱/اپریل ۱۹۸۱ء کو ایک بچہ پیدا ہوا ظاہری شکل میں وہ لڑکی تھا لیکن تین سال کی عمر سے اس کی تمام عادتیں تمام شوق اور تمام طریقے لڑکے کے تھے گھر والے اس کا بچپن سمجھ کر اس کے لئے زیادہ فکر مند نہیں تھے جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی گئی ویسے ویسے اس کی لڑکے والی عادتیں مثلاً کھیل کود کپڑے کی پسندیدگی اسکا ملنا جلنا لڑکوں کے ساتھ بڑھتا گیا وہ لڑکیوں سے دور رہنے لگا کچھ عمر کے بعد گھر والے پریشان اور فکر مند ہو کر کئی شائکاٹرکٹ ڈاکٹروں [ذہن، دماغ، نفس کے

ماہر طبیبوں] سے ملاقات اور بیٹھک کرائی گئی لیکن ایسا کرنے پر بھی اس کی عادتوں اور حرکتوں میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی خود کی یہ حالت سے خود بھی بہت پریشان تھی اور اپنے آپ کو سمجھنے کے لئے دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹروں سے انٹرنیٹ کے ذریعہ رابطہ قائم کیا اس کے باوجود اس کی حالت چند علمائے دین سے کئی بار تذکرہ کیا مگر ان کی طرف سے کوئی معقول مشورہ قائم نہیں ہوتا تھا آخر کار ہندوستان کی مشہور سیتارام بھارتیہ انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اینڈ ریسرچ، نیو دہلی کا رابطہ (Contact) کیا وہاں ماہران نفس ڈاکٹروں کے ساتھ کئی (Sexologist, Psychiatrist) بیٹھک (Sitting) کی گئی انہوں نے جینڈر آیڈینٹیٹی ڈس آرڈر (Gender Identity Disoroder (G.I.D مرض عرف جنس جس میں انسان اپنے نفس کے خلاف کا جسم پاتا ہے وہ بیماری پائی انہوں نے سرجنوں کی ٹیم کے پاس یہ پورا کیس (Case) معاملہ بھیجا جہاں اس کے جسم میں خون کی جانچ اور دماغ کی جانچ سونو گرافی کے ذریعہ اور دوسری بلڈ (Blood) جانچ کے ذریعہ مردوں کے آثار بہت زیادہ پائے ان کا مشورہ یہ تھا کہ اس حالت میں مریض زیادہ وقت تک رہ نہیں سکتا اور مسلسل گھٹن اور پریشانی میں رہتا ہے۔

اسکے لئے اس کے ذہن کے مطابق اس کا جسم ہونا ضروری ہے چند آپریشنوں کے بعد اس کو پوری طرح کئی ڈاکٹروں نے مل کر مرد میں تبدیل کر دیا جس کے سرٹیفکیٹ سند سرجنوں اور ماہران نفس کے انگریزی میں اور اردو میں اس کے ساتھ ہیں لڑکا ہونے کے بعد پورے پورے مرد ہونے کے بعد اس نے اپنے رشتہ دار کی بیٹی کے ساتھ مہر دیکر اور گواہ رکھ کر مولانا کے پاس نکاح پڑھائی اس عورت نے اسے پوری طرح مرد تسلیم کیا پوری سوسائٹی میں اس کے لئے بڑا ہنگامہ ہوا کہ یہ شادی ناجائز ہے ہم علمائے کرام سے اس بارے میں رائے چاہتے ہیں کہ شادی صحیح ہے یا نہیں اس کا مرد ہو جانا پوری طرح سے صحیح ہے یا نہیں؟ اس کے عضو تناسل کو اس کے جسم کے اندر کے حصہ سے نکال کر مکمل بنایا گیا ہے اس کے تمام آپریشن ہو چکے ہیں اور اس طرح سے تسلی بخش کام کرتا ہے یہ دو زندگی کا مرد اور عورت کا سوال ہے مرد عورت ایک دوسرے کو چھوڑنا نہیں چاہتے آپ حضرت پوری طرح اس پر غور وفکر کر کے اس کا جواب عنایت فرمانے کا کرم کریں عین نوازش ہوگی''

استفتاء کے ساتھ سرجنوں و ماہران نفس کی رپورٹ اور سرٹیفکیٹ میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ ایسے مریض کی اس حالت کی نہ کوئی دوا ہے اور نہ کوئی علاج الا یہ کہ اصلاحی آپریشن کے ذریعہ اندرونی ہارمونس کی مغلوب مقدار کو غالب مقدار میں بدل دیا جائے ،مثلاً اگر مریض مونث ہے اور اس کے اندر مذکر والے ہارمونس (Hormones) کا غلبہ ہے تو مؤنث ہارمونس (Hormones) کا بذریعہ آپریشن اخراج کر کے مذکر ہارمونس داخل کر دیئے جاتے ہیں، پھر بذریعہ آپریشن اعضا مؤنثہ (پستان، رحم، فرج) کو نکال کر باہر کر دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ مذکر اعضاء لگا دیئے جاتے ہیں، پھر آپریشن کے اس عمل کو تبدیلِ جنس کا عنوان دیا جاتا ہے۔لیکن یہ کبھی شوقیہ ہوتا ہے اور کبھی مرض پیچان لاحق ہونے کی صورت میں جیسا کہ مذکورہ بالا دونوں واقعات سے عیاں ہے۔

تخلیقی اعتبار سے مرد ایک الگ جنس ہے اور عورت الگ جنس، قرآن کریم میں اللہ عزوجل فرماتا ہے: یا ایها الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة و خلق منها زوجها و بث منهما رجالا کثیرا ونساء۔ (نساء) دوسری جگہ ارشاد ہے: یهب لمن یشاء اناثا ویهب لمن یشاء الذکور (شوریٰ) اس لئے بذریعہ دواو

آپریشن مرد کو عورت میں تبدیل کرنا یا عورت کو مرد میں تبدیل کرنا اسلامی نقطۂ نظر سے بچند وجوہ حرام معلوم ہوتا ہے۔

اوّلاً: یہ تغییر خلق اللہ ہے۔ جو بنص قرآن وحدیث حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا مرنھم فلیغیرن خلق اللہ (سورۂ نساء آیت ۱۱۹) شیطان بولا میں ان کو بہکاؤں گا تو وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدلیں گے۔

حاشیہ جلالین شریف میں ہے: والمشهور تفسير تغيير الخلق بتغير صورة الحيوان بفقاء عين الحامى وخصاء بنى آدم والوشم والوشر والواسطة والسحق وتغير الشيب بالسواد والوصل والنمص۔ (حاشیہ جلالین بحوالۂ مدارک) تفسیر صاوی میں ہے: ومن ذلك تغيير الجسم (ج ا ص ۲۳۱)

ثانیاً: ستر وغلیظ ستر کو غیر محرم ڈاکٹر چھوتا کاٹتا ہے جو انتہائی بے حیائی کا کام ہے۔

ثالثاً: مرد کا اپنے آلۂ تناسل کو ختم کرنا یا عورت کا اپنے فرج و پستان کو ختم کرنا اپنے کو ایک خلقی حق سے محروم کرنا ہے بلکہ خصی ہونے کے حکم میں ہے۔ حدیث میں حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: ليس منا من خصىٰ أو اختصىٰ، جس نے کسی کو خصی کر دیا یا خود خصی ہو گیا وہ ہم میں سے نہیں۔ ضرورت ہے کہ علماء فقہا اسلامی نقطہ نظر واضح فرمائیں۔ ان حالات میں اس تعلق سے کئی طرح کے سوالات ابھر کر سامنے آئے ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

(۱) عام نارمل حالات میں تبدیلیٔ جنس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اگر ضرورت شرعیہ یا حاجت شرعیہ متحقق ہو تو کیا شرعاً تبدیلیٔ جنس کی اجازت دی جا سکتی ہے؟

(۲) کیا تبدیلیٔ جنس کے آپریشن کے بعد شرعاً پہلی جنس تبدیل ہو جاتی ہے اور آدمی دوسری جنس کا ہو جاتا ہے؟

(۳۰) اور بہر صورت دینی و دنیوی معاملات و مسائل میں کس جنس کے احکام نافذ ہوں گے؟

والسلام

(مفتی) آل مصطفیٰ مصباحی

رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف و خادم جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

پانچواں فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۲/۲۳/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶/۲۷/ جولائی ۲۰۰۸ء

(۱) موجودہ حالات میں تبدیلیٔ جنس کی کوشش حرام ہے اور اس کا عمل کرانا بدرجہ اولیٰ حرام ہے اور تبدیل جنس کی کوئی ضرورت شرعیہ نہیں ہے اور نہ حاجت شرعیہ، البتہ ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق اگر اسکی دماغی حالت اس مریض کے لئے

مہلک ہوتو اس کے دماغ کا مناسب علاج کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق آپریشن سے جو جنسی تبدیلی ہوتی ہے وہ شرعاً تبدیل جنس نہیں۔ اس سائنسی عمل سے پہلے انسان جس جنس میں شمار ہوتا تھا اس سائنسی عمل کے بعد بھی اسی جنس میں شمار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) مذکورہ بالا فرضی تبدیلیٔ جنس کے بعد بھی اس کے دینی و دنیاوی احکام و معاملات وہی ہوں گے جو پہلے تھے، البتہ ایسے افراد سے معاشرے میں فتنوں کا اندیشۂ قوی ہے اس لئے سد باب فتنہ کے لئے ان پر شرعی پابندیاں عائد کی جائیں، اس قسم کے کسی مصنوعی و جعلی مرد کا کسی عورت یا مصنوعی و جعلی عورت کا کسی مرد سے نکاح ہرگز صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

پانچواں فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۲/۲۳/رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶/۲۷/جولائی ۲۰۰۸ء

حوالہ و دو ملک کی کرنسیوں کے تبادلے کا شرعی حکم:

حوالہ کمپنی دو طرح کی ہوتی ہے کچھ تو رجسٹرڈ و منظور شدہ ہوتی ہیں اور کچھ غیر منظور شدہ مگر دونوں ہی قسم کی پرائیویٹ کمپنیوں کا بنیادی کام یکساں ہوتا ہے یہ کمپنیاں ملک و بیرون ملک میں ترسیل زر و مبادلۂ زر کا کاروبار کرتی ہیں اندرون ملک یہ کاروبار دو طرح سے انجام دیا جاتا ہے۔ عموماً اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے، ایک شخص مثلاً زید گھر سے دور کسی شہر میں رہتا ہے وہاں سے وہ جلد از جلد اپنی رقم گھر والوں تک پہنچانا چاہتا ہے۔

زید اپنی رقم لے کر حوالے کا کاروبار کرنے والے فرم سے رابطہ قائم کرتا ہے۔ اور اس فرم کمپنی کو رقم مع فیس دیتا ہے وہ کمپنی مطلوبہ شہر میں اپنے نمائندے یا حلیف کو فون کر دیتی ہے کہ فلاں شخص کو اتنی رقم پہنچا دو۔ وہ نمائندہ چند منٹوں یا چند گھنٹوں میں وہ رقم پہنچا دیتا ہے۔ ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ طالب حوالہ حوالہ کمپنی سے ادھار معاملہ کرتا ہے بایں طور کہ اتنی رقم میرے فلاں آدمی کو فلاں شہر میں پہنچا دو۔ میں ہفتہ عشرہ میں وہ رقم مع فیس ادا کر دوں گا، اب اس کمپنی کا نمائندہ متعلقہ شہر میں نامزد شخص کو رقم دے دیتا ہے۔

بذریعہ حوالہ رقم بھیجنے کے کئی فائدے ہوتے ہیں ایک فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ رقم بہت جلد پہنچ جاتی ہے جب کہ بذریعہ بینک یا ڈاک خانہ رقم بھیجنے میں کافی تاخیر ہو جاتی ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ڈاک خانہ کی فیس سے حوالہ کی فیس نسبتاً کم ہوتی ہے تیسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی از خود رقم لے کر ایک شہر سے دوسرے شہر آئے جائے تو رقم کے چوری ہونے، ضائع ہونے، اچکوں کے ہاتھ لگنے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے اور حوالہ کمپنی کے ذریعہ رقم بھیجنے میں یہ خطرات نہیں ہوتے ہیں۔

غیر منظور شدہ حوالہ کے کاروبار کا تعلق اعتماد پر ہوتا ہے، یہ محض زبانی ہوتا ہے، مگر پر اعتماد ہوتا ہے لیکن اگر خدانخواستہ رقم ڈوب گئی تو کسی پر دعویٰ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ اس کا کوئی قابل گرفت یا قانونی ریکارڈ نہیں ہوتا۔ اور ملکی قانون کی نگاہ میں اس کاروبار کو جرم بھی تصور کیا جاتا ہے۔

یہ کاروبار شرعی نقطۂ نگاہ سے بھی حوالے کے زمرہ میں آتا ہے کیوں کہ اس پر حوالہ کی تعریف صادق آتی ہے۔ ''تنویر الابصار'' و ''درمختار'' میں حوالہ کی تعریف یہ کی گئی ہے:

ھی لغة النقل و شرعا نقل الدين من ذمة المحيل إلى ذمة المحتال عليه.المد يون محيل والد

ائن محتال و محتال لہ و محال و محال له ويزاد خامس وهو حويل ومن يقبلها محتال عليه ومحال عليه والمال محال به۔ (ج ۸ص ا تا ۵ کتاب الحوالہ)

کفایہ میں ہے:

وهی فی الشريعة نقل الدين من ذمة المحيل إلى ذمة المحال عليه۔ (حاشیۂ ہدایہ ج ۳ص ۱۲۹)

''بہارشریعت'' میں اس کا خلاصہ بایں الفاظ ہے:

دین کو اپنے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ کی طرف منتقل کردینے کو حوالہ کہتے ہیں مدیون کو محیل کہتے ہیں اور دائن کو محتال، اور محتال لہ، اور محال اور محال لہ اور حویل کہتے ہیں، اور جس پر حوالہ کیا جائے اس کو محتال علیہ اور محال علیہ کہتے ہیں اور حال کو محال بہ کہتے ہیں۔ (بہارشریعت ج ۱۲ص ۳۸)

اگر یہ دین قرض کی جہت سے ہوتو دشواری یہ ہے کہ یہاں طالب حوالہ مقرض ہے جو سقوط خطر طریق کا فائدہ اٹھا رہا ہے جو ناجائز ہے تو یہ سفتجہ یا ہنڈی کے زمرے میں داخل ہو جائے گا ''ہدایہ'' میں ہے:

ويكره السفاتج وهی قرض استفاد به المقرض سقوط خطر الطريق وهذا نوع نفع استفيد به وقد نهی الرسول عليه السلام عن قرض جرنفعاً۔

کیا مروّجہ حوالہ میں سودی بلا سے مکمل یا جزوی طور پر بچنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے جو فتاویٰ رضویہ میں مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ذکر فرمایا۔ ایک استفتاء کے جواب میں وہ فرماتے ہیں: ''قرض تحویل کرادینے کی رائے بالکل خیر ہے زید اس دوسرے ہندو کو پانچ ہزار اڑتیس خالص قرض کی نیت سے دے پانچ ہزار سے جتنا زیادہ دیتا ہے اس میں پہلے ہندو کے سود کی نیت نہ کرے پھر پہلے ہندو سے کہہ کر اس کا قرضہ دوسرے پر اتروا دے اور اس میں قانونی احتیاط کرلے کہ دھوکہ نہ پائے یوں بالکل سود دینے سے زید بچ جائے گا چالیس پچاس روپیہ جو زیادہ جائے گا وہ یوں ہوگا کہ قرض دیا تھا۔ اور مارا گیا یا قرض دار پر چھوڑ دیا محسوب نہ ہوگا۔ رہا یہ کہ وہ دوسرا ہندو اس روپے کو سود پر چلائے گا یہ اس کا فعل ہے بلکہ تنہا اس کا بھی فعل نہیں جب تک اسے کوئی قرض لینے والا نہ ملے تو اس کا الزام زید پر نہیں آ سکتا ہے: قال تعالىٰ "لاتزر وازرة وزر اخرى" ہدایہ میں ہے "انما المعصية بفعل المشاجر وهو مختار فيه فقطع نسبتهٗ عنه" یوہیں اگر بعض قرض کے ساتھ ایسا کر سکے تو بعض ہی سے سہی کہ جتنی معصیت سے بچے یا جتنا مال حرام میں دینے سے محفوظ رہ سکے اس قدر کی تدبیر واجب ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ہفتم ص ۲۸۵)

یا اس معاملے کو بیع وشراء یا اجارہ قرار دیا جائے؟

دو ملک کے کرنسیوں کے تبادلہ کی نوعیت کچھ اس طرح ہوتی ہے۔ ایک ملک سے دوسرے ملک کرنسی بھیجنے والا عموماً بعینہ وہ کرنسی نہیں بھیجتا بلکہ حوالہ کمپنی سے معاملہ کرتا ہے۔ کمپنی کو اپنی کرنسی دیتا ہے اور کمپنی دوسرے ملک میں اپنے نمائندے کے ذریعے اس کرنسی کی مالیت کی بقدر معاملہ کرنے والے شخص کے متعلق کو ادا کر دیتی ہے۔ یہ صورت حال قرض کی ہے یا بیع وشراء کی یا اجارہ کی۔ قرض کی ہوتو محذور مذکور یہاں بھی لازم، اجارہ ہوتو اجیر پر بعینہ وہ رقم پہنچانا لازم، ورنہ بوجہ تصرف امانت

غاصب ٹھہرے گا اور مستحق اجیر نہ رہے گا۔

فی الھندیہ عن التتار خانیۃ لو استاجر لیعمل ھذہ الدراھم الی فلان فانفقھا فی نصف الطریق ثم دفع مثلھا الی فلان فلا اجرلہ لانہ ملکھا باداء الضمان۔ جب کہ صورت مجوث عنہا میں بدل پہنچایا جاتا ہے نہ کہ اصل۔

اور اگر بیع وشراء قرار دیا جائے جب بھی دشواری یہ ہے کہ اگر دو ملک کی کرنسیاں جنس واحد ہوں تو تعیین بھی ضروری ہے اور قبضہ بھی۔ ورنہ ادھار ہونے کی وجہ سے حرام ہوگا۔ (فی الہدایہ)

اذا وجد احدھما وعدم الآخر حل التفاضل حرم النساء۔ (ج ۳ ص ۹۷ کتاب البیوع)

جبکہ حوالہ اور کرنسیوں کے تبادلہ میں یہ شرط عموماً مفقود ہوتی ہے۔ ہاں اگر دو ملکوں کی کرنسیوں کو دو جنس مانا جائے تو قبضہ کی شرط نہ ہوگی۔

اس نوع کی ترسیل زر ومبادلۂ زر اور کاروبار کی شرعی حیثیت پر غور کرکے حکم شرعی واضح کرنا ہے۔ جس کے لئے درج ذیل سوالات آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

(۱) حوالہ و دو ملک کی کرنسیوں کے ادھار تبادلے کا معاملہ سفتجہ وہنڈی ہے یا اجارہ یا قرض یا بیع وشراء یا من وجہ قرض ومن وجہ اجارہ؟

(۲) اور بہر صورت اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اگر حوالہ کے ذریعے رقم کی ترسیل وتبادلہ کا معاملہ ناجائز ہو تو اس کے جواز کا کوئی حیلہ ہے یا نہیں؟

(۳) اس ضمن میں یہ وضاحت بھی مطلوب ہے کہ دو ملک کی کرنسیاں جنس واحد ہیں یا مختلف جنس؟

(۴) منظور شدہ کمپنی وغیر منظور شدہ کمپنی سے حوالہ وتبادلہ کے احکام یکساں ہوں گے یا مختلف ہوں گے؟ کیا مسلمانوں کو غیر منظور شدہ کمپنیوں سے رقم منگوانا جائز ہوگا؟

(۵) حوالہ کا کاروبار ملکی قانون کی رو سے جرم ہے، تو کیا مسلمانوں کو یہ اجازت ہوگی کہ وہ حوالہ کا کاروبار کریں؟

امید کہ درج بالا سوالات کے تحقیقی جواب سے شاد کام فرمائیں گے۔

والسلام

(مفتی) آل مصطفیٰ مصباحی

رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف وخادم جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

پانچواں فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۲/۲۳/رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶/۲۷/جولائی ۲۰۰۸ء

فقہی سیمینار مورخہ ۲۲، ۲۳/رجب المرجب ۱۴۲۹ھ کی دوسری اور تیسری نشستوں میں کرنسی نوٹوں اور ان کے حوالہ کاروبار سے متعلق بحثوں کا اختتام درج ذیل فیصلوں پر ہوا۔

(۱) ہر قسم کے کرنسی نوٹ خواہ ایک ملک کے ہوں یا مختلف ملک کے سبھی ثمن اصطلاحی اور مال متقوم ہیں کما هو مصرح فی الفتاویٰ الرضوية مرارا كثيرة و عليه العمل عند علماء العالم قاطبة۔

(۲) ممالک مختلفہ کے کرنسی نوٹ اگرچہ مختلف ناموں سے موسوم ہوں نوع واحد ہیں کہ ان سب کی اصل کاغذ ہے اور اغراض و مقاصد بھی متحد ہیں یعنی قوت خرید، اگرچہ کرنسی نوٹ مالیت میں مختلف ہیں اور یہ اختلاف تقوم کی قلت و کثرت کا ہے نہ کہ نوع کا یہ ایک ملک کے مختلف المالیہ کرنسی نوٹ کی طرح ہیں۔

(۳) کرنسی نوٹوں کو دوسرے نوٹوں سے خواہ ایک ملک کے ہوں یا چند ممالک کے (تعیین البدلین) کے ساتھ ان پر لکھی ہوئی قیمتوں سے کم و بیش پر بیع کرنا جائز ہے البتہ ثمنیت کی وجہ سے احد البدلین پر قبضہ ضروری ہے جیسا کہ "فتاویٰ رضویہ" کے رسالہ "كفل الفقيه الفاهم فی احكام قرطاس الدراهم" میں ہے:-

"وتحقيق ذالك ان بيع النوط بالدراهم كالفلوس بهاليس بصرف حتى يجب التقابض فان الصرف بيع ما خلق للثمنية بما خلق لها كما فسره به البحر والدروغيرهماو معلوم ان النوط والفلوس ليست كذالك وانما عرض لها الثمنية بالاصطلاح مادامت تروج والافعروض و بعدم كونه صرفا صرح فی ردالمحتار عن البحر عن الذخيرة عن المشائخ فی باب الربا نعم لكونها اثمانا بالرواج لا بد من قبض احدالجانبين والا حرم لنهيه صلی الله تعالیٰ عليه وسلم عن بيع الكالی بالكالی والمسألة منصوص عليها فی مبسوط الامام محمد واعتمد ه فی المحيط للامام السرخسی والحاوی والبزازية والبحر والنهر وفتاویٰ الحا نوتی والتنوير والهندية وغيرها وهو مفاد كلام الا سبيجابی كما نقله الشامی عن الزين عنه"۔ (فتاویٰ رضویہ ۷/۱۴۷، رضا اکیڈمی ممبئی)

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان "بہار شریعت" میں فرماتے ہیں:

"نوٹ کو نوٹ کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر دونوں معین کرلیں تو ایک نوٹ کے بدلے میں دو نوٹ بھی خرید سکتے ہیں جس طرح ایک پیسے سے معین دو پیسوں کو خرید سکتے ہیں روپوں سے اس کو خریدا یا بیچا جائے تو جدا ہونے سے پہلے ایک

پر قبضہ ہونا ضروری ہے جو رقم اس پر لکھی ہوتی ہے اس سے کم وبیش پر بھی نوٹ کا بیچنا جائز ہے دس کا نوٹ پانچ میں بارہ میں بیع کرنا درست ہے جس طرح ایک روپے سے ۶۴ پیسے کی جگہ سو پیسے یا پچاس پیسے بیچے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں''۔

(بہار شریعت ۱۱/۲۰۷ بیع صرف کا بیان فاروقیہ بکڈپو)

(۴) ایک ملک کے کرنسی نوٹوں کو حوالہ کمپنی کے ذریعہ اجرت پر دوسرے ملک تک اس طرح بھیجنا کہ اس دوسرے ملک کے کرنسی نوٹ ادا کئے جائیں یہ منی آرڈر کی طرح تصحیح اللعقد جائز ہے''فتاویٰ رضویہ''میں حاجت تصحیح عقد کے متعلق ہے۔

''يشير الى الجواب بان الحاجة الى تصحيح العقد تكفي قرينة على ذالك ولا يلزم كون ذالك ناشئا عن نفس ذات العقد كمن باع درهماودينارين بدرهمين و دينار يحمل على الجواز صرفا للجنس الى خلاف الجنس مع أن نفس ذات العقد لا تابى مقابلة الجنس بالجنس واحتمال الربا كتحققه فما الحامل عليه الا حاجة التصحيح وكم له من نظير''۔ (حاشیہ فتاویٰ رضویہ ۷/۱۶۰ رضا اکیڈمی ممبئی)

''ہدایہ''میں ہے:

ولنا أن المقابلة المطلقة تحتمل مقابلة الفرد بالفرد كما في مقابلة الجنس بالجنس وانه طريق متعين لتصحيحه فتحمل عليه تصحيحا لتصرفه وفيه تغيير وصفه لا اصله لانه يبقى موجبه الاصلي وهو ثبوت الملك في الكل بمقابلة الكل وصار هذا كما اذا باع نصف عبد مشترك بينه و بين غيره ينصرف الى نصيبه تصحيحا لتصرفه بخلاف ما عد من المسائل۔

(ہدایہ اخیرین ص ۱۰۷ کتاب الصرف)

اس کے تحت''فتح القدیر''میں امام ابن ہمام فرماتے ہیں:

''ولكن الاصحاب اقتحموه بناء على أصل اجماعي وهو أن مهما أمكن تصحيح تصرف المسلم العاقل يرتكب وله نظائر كثيرة''۔ (فتح القدیر ۶/۲۶۹ کتاب الصرف بیروت)

(۵) حوالہ کمپنی کے ذریعہ کسی ملک کی کرنسی دوسرے ملک میں اجارہ پر اس طرح بھیجنا کہ اس دوسرے ملک کی کرنسی ادا کی جائے منی آرڈر کی طرح اجارہ ہے جو قرض پر مشتمل ہے۔

(۶) حکومتوں کے رجسٹرڈ بینک اور صرافہ کے حکومت سے مجاز دفاتر ایک ملک کی کرنسی دوسرے ملک کی کرنسیوں کی شکل میں کسی ملک یا شہر سے دوسرے ملک یا شہر تک اجرت وکمیشن پر پہنچاتے ہیں یہ صورت بھی منی آرڈر کی طرح جائز ہے لان قراطيس النوط مختلفة المالية نوع واحد۔ یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ بینک کا ڈرافٹ صرف ایک رسید ہے نہ کہ ثمن یا مبیع اسی لئے ضائع ہونے کی صورت میں دوسرا ڈرافٹ بینک ادا کرنے پر مجبور ہے۔

(۷) حکومت کی طرف سے غیر منظور شدہ بعض اشخاص اجرت پر کرنسیاں ما بین الممالک منتقل کرتے ہیں ایسے دفاتر و اشخاص بعض اوقات قانونی گرفت میں آجاتے ہیں اور ان کو دی گئی رقمیں یا تو قُرق ہو جاتی ہیں یا جرمانہ ورشوت میں خرچ ہو جاتی ہیں اور مرسل الیہ یا محال لہ کو نہیں پہنچتی ہیں۔ ایسے لوگوں سے اجارہ کے کاروبار میں ضیاع مال و ذلت نفس کا اندیشۂ قوی

ہے ایسے لوگوں سے مراسلت رقوم کا اجارہ نہ کیا جائے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

الثانية ان من الصور المباحة ما يكون جرماً في القانون ففي اقتحامه تعريض النفس للاذى والاذلال وهولا يجوز فيجب التحرز عن مثله وما عدا ذلك مباح سائغ لا حجر فيه۔ (فتاویٰ رضویہ ۷/۱۱۵)

(۸) بعض صرافے صرف یہ بتاتے ہیں کہ فلاں کرنسی نوٹ کی ہندوستانی کرنسی ہندوستان میں اتنی دی جائے گی وہ مقدار اجرت ظاہر نہیں کرتے حالانکہ عاقدین میں سے ہر ایک کو یہ معلوم ہے کہ قابل ادا کرنسی اجرت وضع کر کے طے ہو رہی ہے اس صورت مسئلہ میں مرسل پر اجرت کی جہالت مفضی الی النزاع نہ ہونے کی وجہ سے یہ عقد اجارہ جائز ہے فاسد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

پانچواں فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۲/۲۳/۲۴ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶/۲۷ جولائی ۲۰۰۸ء

منیٰ و مزدلفہ کی توسیع و تحدید کی شرعی حیثیت:

یہ حقیقت روز روشن سے بھی زیادہ عیاں و آشکارا ہے کہ حج بیت اللہ شریف اسلام کا ایک اہم فریضہ اور عظیم دینی شعار ہے جسے اللہ رب العزت نے بندوں پر ان کی وسعت کے اعتبار سے ایک بار فرض فرمایا جیسا کہ نصوص قرآن شاہد ہیں ''قرآن کریم'' کا ارشاد ہے: وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا o نیز فرمایا: "واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلیٰ کل ضامر یاتین من کل فج عمیق"۔

حج کے ارکان و مناسک پر غائرانہ نظر ڈالنے سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ شارع نے ان کی ادائگی کے لئے زمان و مکان کی تحدید فرمائی کہ انہیں اوقات و مقامات میں ارکان و مناسک معتبر ہوں گے شارع کے مقرر فرمودہ حدود سے کوئی مکلّف بندہ سر مو انحراف نہیں کرسکتا کعبۃ اللہ شریف کا طواف اور صفا مروہ کی سعی مطاف اور مسعیٰ ہی میں شرعاً معتبر ہے۔ عرفہ و مزدلفہ کا وقوف اور رمی جمار، عرفہ و مزدلفہ اور جمرات ثلثہ ہی کے ساتھ خاص ہیں احرام کے لئے الگ الگ ملکوں کے میقات بھی خاص و معین ہیں بندہ شارع علیہ السلام کی ان حدود کو توڑ نہیں سکتا کہ مومن بندہ پر شارع کے مقرر فرمودہ حدود کی اتباع لازم اور ضروری ہے۔ "تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظالمون"۔

کئی سالوں سے یہ دیکھا جارہا تھا کہ منیٰ میں قیام کرنے والے حجاج کے خیمے منیٰ میں لگتے اور مزدلفہ کے کچھ خاص حصے میں بھی، ظاہر ہے کہ قیام منیٰ کے دوران جو عبادتیں اور نمازیں منیٰ میں مسنون ہیں اگر انہیں مزدلفہ کے اس خاص حصہ میں ادا کرلیا جائے جہاں منیٰ میں قیام کرنے والے حاجیوں کے قیام کا اہتمام منیٰ میں نہ کرکے خاص مزدلفہ کے حصہ میں کیا گیا ہے تو منیٰ کی مسنون نماز اور عبادت تو نہ ہوئی جسے شارع علیہ السلام اور آپ کے جاں نثار صحابہ کرام اور امت کے سلف و خلف نے منیٰ ہی میں ادا فرمایا سنت سے تو اسی وقت عہدہ برآ ہوگا جب کہ خاص منیٰ کے حدود میں ادا کرے اس سے ہٹ کر کہیں اور نہ ادا کرے۔

قیام منیٰ کے متعلق یہ بات معلوم ہوئی کہ پہلے تو صرف مزدلفہ کے کچھ خاص حصہ میں خیمہ لگادیئے جاتے لیکن آج باضابطہ منیٰ کی حد میں توسیع کردی گئی ہے اور منیٰ کے حدود میں مزدلفہ کا کچھ خاص حصہ شامل کرلیا گیا ہے آج مزدلفہ کا وہ حصہ مزدلفہ کے بجائے منیٰ قرار دے دیا گیا جہاں حجاج نہ صرف قیام کرتے ہیں بلکہ اس سے منیٰ کی خاص حد سمجھ کر منیٰ کی خاص مسنون عبادات و نماز ادا کرتے ہیں جسے شارع علیہ السلام نے خاص منیٰ ہی میں ادا فرمایا ہے ظاہر ہے کہ منیٰ حرم شریف کے حدود میں داخل ہے اور ارکان و مناسک و عبادات و نمازیں شارع نے خاص اوقات و مقامات ہی میں مقرر فرمایا ہے تو منیٰ کے حدود کی توسیع کیا

ملکوں، صوبوں اور ضلعوں کی تحدید وتوسیع کی طرح ہے کہ ارباب حل وعقد اور اصحاب تصرف واختیار واقتدار کو ہمہ وقت تحدید و توسیع کی بالا دستی حاصل رہتی ہے جن کی پابندی ملک کے ہر باشندے پر لازم ہوتی ہے آج کے اس جدید ترقی یافتہ دور میں جب منی کی حد کی توسیع وتحدید سننے میں آئی جو عہد رسالت وعہد صحابہ وتابعین میں نہ تھی تو یہ مسئلہ خاص توجہ کا طالب ہوا کہ:

(۱) منی کی موجودہ توسیع وتحدید کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ شرعاً معتبر ہے؟ اور مزدلفہ کا وہ خاص حصہ جو منی میں شامل کر دیا گیا کیا اب مزدلفہ نہ رہا بلکہ منی ہو گیا؟ یا اب بھی وہ مزدلفہ ہی ہے منی نہیں کہ شارع علیہ السلام کے عہد سے قائم تشریعی حد میں کسی کو تغییر وتوسیع کا حق نہیں کہ عہد شارع علیہ السلام میں جو اس کی خاص حد تھی اسی میں ارکان ومناسک وعبادات وغیرہ معتبر ہوں گے دوسرے مقامات ومواضع میں نہیں گو کہ وہ حدود حرم شریف ہی سے کیوں نہ ہوں؟

(۲) اگر مزدلفہ کا وہ خاص حصہ جسے آج حدود منی سے قرار دیا گیا ہے اگر وہ ملکوں صوبوں اور ضلعوں کی تحدید وتوسیع کی طرح خاص حدود منی سے ہو تو دوران قیام منی اگر حاجی منی کی مسنون عبادات ونماز اس خاص حصہ میں ادا کرے تو کیا سنت سے عہدہ برآ ہو جائے گا، اور خاص منی کی مسنون عبادات ونماز قرار پائے گی یا نہیں؟

(۳) وقوف مزدلفہ حج کے واجبات سے ہے اگر کسی نے مزدلفہ کے اس خاص حصہ میں وقوف کر لیا جو عہد رسالت میں مزدلفہ تھا اور آج منی کی حد قرار دے دیا گیا ہے تو کیا اس واجب سے سبکدوشی کے لئے یہ وقوف کافی ہو گا یا مزدلفہ کی موجودہ حد میں اس وقوف واجب کا اعادہ واجب ہو گا؟

(۴) مزدلفہ کا وہ خاص حصہ جو آج موجودہ منی کر دیا گیا ہے کیا اس میں قیام ودخول رمی واجب کا موجب ہو گا؟

مجھے آپ حضرات مفتیان کرام کی گوناگوں مصروفیات کے باوجود امید قوی ہے کہ سوالات کے تمام گوشوں پر گہری نظر فرما کر فقہی جزئیات وشواہد کی روشنی میں جواب باصواب سے شادکام فرمائیں گے۔ والسلام مع الاکرام

والسلام
(مفتی) محمود اختر امجدی رضوی
رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

پانچواں فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۲/۲۳/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶/۲۷/ جولائی ۲۰۰۸ء

(۱) الف: منی ومزدلفہ وعرفات کے حدود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے جس طور پر متعین ہیں

ادائے مناسک کے لئے انہیں حدود کا اعتبار ہے جو مناسک سنت ہیں وہ سنت اور جو فرض یا واجب ہیں وہ فرض یا واجب۔
ب: ملک العلماء کاسانی علیہ الرحمہ نے ''بدائع'' میں وادیٔ محسر کو موقف مزدلفہ میں داخل قرار دیا ہے اور وادی محسر میں وقوف کو جائز مع الکراہۃ فرمایا ہے۔ جیسا کہ ''بدائع'' میں ہے:

فیکرہ النزول فیه ولووقف به اجزأه مع الکراهة والافضل ان یکون وقوفه خلف الامام علی الجبل الذی یقف علیه الامام وهوالجبل الذی یقال له "قزح" لانه روی ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وقف علیه وقال "خذواعنی مناسککم" ولانه یکون اقرب الی الامام فیکون افضل۔ والله تعالیٰ اعلم۔ (بدائع ج ۳ ص ۸۸،۸۹)

لیکن امام ابن ہمام وعلامہ شامی نے وادیٔ محسر کو حدود مزدلفہ ومنی دونوں سے خارج قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ''فتح القدیر'' میں ہے:

ولیس وادی محسر من منی ولامن المزدلفة،فالاستثناء فی قوله "ومزدلفة کلها موقف الاوادی محسر" منقطع، واعلم ان ظاهر کلام القدوری والهدایة وغیرهما فی قولهم "مزدلفة کلها موقف،الاوادی محسر،وکذاعرفة کلها موقف الابطن عرنة ان المکانین لیسا مکان وقوف، فلووقف فیهما لا یجزیه کما لو وقف فی منیٰ سواء قلنا ان عرنة و محسرا من عرفة ومزدلفة اولا، وهکذا ظاهر الحدیث الذی قدمنا تخریجه وکذا عبارة الاصل من کلام محمد،ووقع فی البدائع! واما مکانه، یعنی الوقوف بمزدلفة فجزء من اجزاء مزدلفة، الاانه لا ینبغی أن ینزل فی وادی محسر، وروی الحدیث ثم قال: ولووقف به اجزاه مع الکراهة، وذکرمثل هذا فی بطن عرنة: اعنی قوله الاانه لا ینبغی ان یقف فی بطن عرنة لانه علیه السلام نهی عن ذالك واخبرأنه وادی الشیطان الخ۔ ولم یصرح فیه بالاجزاء مع الکراهة کما صرح به فی وادی محسر ولا یخفی ان الکلام فیهما واحد، وما ذکره غیر مشهور من کلام الاصحاب،بل الذی یقتضیه کلامهم عدم الاجزاء ، واما الذی یقتضیه النظر ان لم یکن اجماع علی عدم اجزاء الوقوف بالمکانین وهوان عرنة ووادی محسر ان کان من مسمی عرفة والمشعر الحرام یجزی الوقوف بهما، ویکون مکروها لان القاطع اطلق الوقوف بمسماهما مطلقا، وخبرالواحد منعه فی بعضه فقیده، والزیادة علیه بخبر الواحد لا تجوز فیثبت الرکن بالوقوف فی مسماهما مطلقا، والوجوب فی کونه فی غیر المکانین المستثنین وان لم یکونا من مسماهما لا یجزی اصلا وهو ظاهر والاستثناء منقطع۔

(فتح القدیر ج ۲ ۴۹۵۔۴۹۶، برکات رضا)

اور ''شامی'' میں ہے:

(قوله الاوادی محسر) بضم المیم وفتح الحاء المهملة وکسرالسین المهملة المشددة وبالراء،

والاستثناء منقطع لانہ لیس من منی،کما اشار الیہ الشارح۔

(قولہ لیس من منیٰ) صوابہ لیس من مزدلفۃ لانہا محل الوقوف،(قولہ أو ببطن عرنۃ) ای الذی قرب عرفات، کما مر۔

(قولہ لم یجز) ای لم یصح الاول عن وقوف مزدلفۃ الواجب ولا الثانی عن وقوف عرفات الرکن۔

(قولہ علی المشہور) ای خلافا لما فی البدائع من جوازہ فیہما،فتح۔

(ردالمحتار ۲/۱۹۱ مطبع فیض القرآن)

اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اسی قول آخر پر حکم صادر فرمایا، جیسا کہ ''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے:

جب وادی محسر پہنچو ۵۴۵ ہاتھ بہت جلد تیزی کے ساتھ چل کر نکل جاؤ مگر نہ وہ تیزی کہ جس سے کسی کو ایذا ہو۔

اس کے تحت ''حاشیہ منہیہ'' میں ہے۔

۱- یہ منیٰ،مزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے دونوں کی حدود سے خارج،مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے بائیں ہاتھ کو جو پہاڑ پڑتا ہے اس کی چوٹی سے شروع ہو کر ۵۴۵ ہاتھ تک ہے۔ یہاں اصحاب الفیل آ کر ٹھہرے تھے اور ان پر عذاب ابابیل اترا تھا اس سے جلد گزرنا اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگنا چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ ۴/۱۰۷،رسالہ انوار البشارہ مطبع رضا اکیڈمی)

سیمینار کے مندوبین بھی اسی پر متفق ہیں۔عذر ناگزیر کی صورت میں قول ''بدائع'' پر عمل کر سکتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جن حجاج کے خیمے حدود منی سے باہر ہیں وہ لوگ حدود منی میں اپنی نمازیں گزارنے اور ذکر کے لئے کچھ وقت صرف کرنے پر قادر ہوں تو ایسا ضرور کریں تاکہ بالکلیہ سنت فوت نہ ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر وقوف مزدلفہ خاص انہیں حدود میں کیا جو عہد رسالت میں مزدلفہ تھا تو واجب ادا ہو گیا یہ وقوف طلوع فجر سے طلوع شمس تک اس طرح واجب ہے کہ کسی عذر کی بنا پر ترک ہو جائے تو دم واجب نہ ہوگا۔اعذار کی تفصیل انوار البشارہ و بہار شریعت سے معلوم کی جائیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) دسویں ذی الحجہ کی رمی جمرہ عقبہ اور گیارہویں بارہویں کی رمی جمرات ثلثہ واجبات حج سے ہے۔منی کا قیام لیل و نہار ان کی شرط وجوب نہیں۔البتہ اگر تیرہویں کی شب کے کل یا جز میں منی میں اتنا قیام کیا کہ صبح صادق ہو گئی تو اس دن کی رمی واجب ہے۔ترک کرے گا تو دم واجب ہوگا۔

تیرہویں کی رمی کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے مگر زوال شمس سے قبل مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

چھٹا باب

چھٹا فقہی سیمینار

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

منعقدہ

۲۴/۲۵/ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸/۱۹/ جولائی ۲۰۰۹ء

مقام

علامہ حسن رضا کانفرنس ہال جامعۃ الرضا بریلی شریف

موضوعات

۱۔ جدید طریقۂ بیع کی شرعی حیثیت
۲۔ اموال زکوۃ و عشر اور عطیات میں خلط یا تصرف کا شرعی حکم
۳۔ پانی و کاغذ وغیرہ کے ری سائیکل کا شرعی حکم

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

چھٹا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۴/۲۵/ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸/۱۹/ جولائی ۲۰۰۹ء

جدید طریقۂ بیع کی شرعی حیثیت:

ارباب تجارت، خرید وفروخت کو فروغ دینے کے لیے روزمرہ جدید طریقۂ تجارت ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ صنعتوں اور سامانوں وغیرہ کی خرید وفروخت میں ایک نیا طریقۂ تجارت یہ ایجاد ہوا ہے کہ مبیع موجود ومملوک ومقبوض ہونے سے پہلے ایک شخص دوسرے تاجر سے مبیع (غیر موجود وغیر مملوک وغیر مقبوض) کا ثمن لے کر بیع کر دیتا ہے۔ اور دوسرا تاجر مبیع پر ملک وقبضہ اور اس کے وجود سے پہلے ایک اور شخص سے مذکورہ اوصاف کے مبیع کا ثمن لے کر بیع کر دیتا ہے۔ اسی طرح یہ تیسرا شخص چوتھے اور چوتھا شخص پانچویں سے بیع کرتا ہے اور مبیع کا ابھی وجود نہیں ہوتا ہے اور نہ وہ ملک اور قبضہ میں ہے۔ صرف بدل مبیع یعنی ثمن موجود ہے مثلاً ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ اس دوسرے سے ثمن لے کر ایک ایسی ساڑھی کی بیع کی جو ابھی تیار نہیں ہوئی اور وجود میں نہ آئی بس اتنا مقرر ہوا کہ اس وصف کی ساڑھی میں تیار کرا کے دے دوں گا۔ اس دوسرے نے اپنے بائع کو مبیع غیر موجود کا ثمن دے کر اپنے مبیع معدوم کی بیع کسی اور سے اس وصف کے مبیع کا ثمن لے کر بیع کیا ایسے تیسرے اور چوتھے اور پانچویں وغیرہ کے ہاتھ ثمن لے کر مبیع معدوم کی بیع ہوا کرتی ہے۔ اور یہ طریقۂ تجارت اور کاروبار صرف کفار ومشرکین ہی نہیں کرتے بلکہ مسلمان بھی اس طریقۂ تجارت کو اختیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ روزمرہ کا مشاہدہ اس پر شاہد ہے۔ مگر مبیع معدوم ہونے کے باوجود اس کے تمام اوصاف مثلاً ڈیزائن وکلر وغیرہ ساری چیزوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ گویا کہ مبیع صرف وجود میں نہیں ہے مگر اس کے تمام اوصاف مذکور وموجود ہوتے ہیں۔ اور کسی طرح کی جہالت نہیں رہتی اور یہ کاروبار تاجروں کے درمیان کافی عام اور رائج ہے کہ کارخانوں، فیکٹریوں کا کاروبار زیادہ تر بلکہ مکمل اسی طریقۂ تجارت پر گردش کرتا رہتا ہے اور ان کی طرف سے مال تجارت مبیع کے معدوم ہونے کا کوئی ضرر نہیں ہوتا۔

ہمارے فقہائے کرام رحمہم المتعال یہ فرماتے ہیں کہ مبیع کا موجود اور مال متقوم اور مملوک فی نفسہٖ وغیرہ ہونا شرط ہے کہ معدوم کی بیع صحیح نہیں۔ جیسا کہ ''ردالمحتار'' میں ہے:

" و شرط المعقود عليه ستة كونه موجودا، مالا متقوما ، مملوكا في نفسه و كون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه فلم ينعقد بيع المعدوم و لا بيع ما ليس مملوكا له"۔ (ردالمحتار، ۱۵/۷)

ہدایہ باب السلم میں ہے:

" روى أنه عليه الصلوة و السلام نهى عن بيع ما ليس عند الانسان"

محقق الاطلاق امام ابن الہمام ''فتح القدیر'' میں اس کے تحت فرماتے ہیں :

"رواہ أصحاب السنن الأربع عن عمرو بن شعیب، عن أبیہ، عن جدہ، عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم .... و لا تبع ما لیس عندک، قال الترمذی حسن صحیح اھ" (فتح القدیر ۲/۲۰۵ باب السلم)

ان سب کے باوجود بیع سلم اور استصناع میں بیع المعدوم اور بیع ما لیس عند الانسان ہے اور سلم برخلاف قیاس نص کے سبب مشروع بشرائط ہے اور استصناع بھی استحساناً تعامل اور حاجت ناس کے سبب خلاف قیاس جائز ہے جیسا کہ ملک العلماء علامہ کاسانی علیہ الرحمہ ''بدائع الصنائع'' میں فرماتے ہیں:

" فالقیاس یأبی جواز الاستصناع لانہ بیع المعدوم کالسلم بل ہو أبعد جوازا من السلم وفی الاستحسان جاز لان الناس تعاملوہ فی سائر الأعصار من غیر نکیر فکان إجماعا منہم علی الجواز فیترک القیاس " (بدائع الصنائع ۴/۴۴۴)

''ہدایہ'' میں ہے:

" و إن استصنع شیئا من ذلک بغیر أجل جاز استحسانا بالإجماع الثابت بالتعامل و فی القیاس لا یجوز لأنہ بیع المعدوم و الصحیح أنہ یجوز بیعا لا عدۃ والمعدوم قد یعتبر موجودا حکما"

(ہدایہ مع الکفایۃ، کتاب البیوع ۳/۱۱۲)

''کفایہ شرح ہدایہ'' میں ہے:

" وجہ الاستحسان عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم استصنع خاتما و منبرا و لأن المسلمین تعاملوہ". (کفایہ ۳/۱۱۳)

ان شواہد سے صاف ظاہر وعیاں ہے کہ اگرچہ بیع میں مبیع کا موجود ہونا شرط ہے مگر استصناع استحساناً تعامل ناس اور حاجت کے سبب خلاف قیاس جائز ومشروع ہے البتہ جن چیزوں میں تعامل اور حاجت مسلمین متحقق نہیں ان میں استصناع ناجائز ہے جیسا کہ ملک العلماء علامہ کاسانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" منہا أن یکون ما للناس فیہ تعامل کالقلنسوۃ والخف و الآنیۃ و نحوہا فلا یجوز فی ما لا تعامل لہم فیہ". (بدائع الصنائع ۴/۴۴۴)

''فتاوی ہندیہ'' میں ہے:

" و الاستصناع فی کلما جری التعامل فیہ، ثم انما جاز الاستصناع فیما للناس فیہ التعامل إذا بین وصفا علی وجہ یحصل التعریف اھ" (۳/۲۰۷)

''الاشباہ والنظائر'' میں ہے:

" و من ذلک جواز السلم علی خلاف القیاس لکونہ بیع المعدوم دفعا لحاجۃ المفالیس، و منہا جواز الاستصناع للحاجۃ "۔ (الاشباہ والنظائر ۱/۲۶۷)

فقیہ الاسلام، مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

" کسی سے کوئی چیز اس طرح بنوایا کہ وہ اپنے پاس سے اتنی قیمت کو بنادے یہ صورت استصناع کہلاتی ہے کہ اگر چیز کے یوں بنوانے کا عرف جاری ہے اور اس کی قسم، وصف وحال و پیمانہ و قیمت وغیرہا کی ایسی صاف تصریح ہوئی کہ کوئی جہالت آئندہ منازعت کے قابل نہ رہے اور اس میں کوئی میعاد مہلت دینے کے لیے ذکر نہ کی گئی تو یہ عقد شرعاً جائز ہوتا ہے۔ اور اس میں بیع سلم کی شرطیں مثلاً روپیہ پیشگی اس جلسہ میں دینا یا اس کا بازار میں موجود رہنا یا مثلی ہونا کچھ ضرور نہیں ہوتا، مگر جب اس میں میعاد ایک مہینہ یا زائد کی لگادی جائے تو وہ عقد بعینہ بیع سلم ہو جاتا ہے اور اس وقت تمام شرائط بیع سلم کا متحقق ہونا ضرور ہوتا ہے اگر ایک بھی رہ گئی تو عقد فاسد ہوگیا۔" (فتاویٰ رضویہ، ۷/۲۴۴)

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ فرماتے ہیں:

" کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کاریگر کو فرمائش دے کر چیز بنوائی جاتی ہے اس کو استصناع کہتے ہیں اگر اس میں کوئی میعاد مذکور ہو اور وہ ایک ماہ سے کم کی نہ ہو تو وہ سلم ہے تمام وہ شرائط جو بیع سلم میں مذکور ہوئے ان کی مراعات کی جائے یہاں یہ نہ دیکھا جائے گا کہ اس کے بنوانے کا چلن اور رواج مسلمانوں میں ہے یا نہیں، اگر مدت ہی نہ ہو یا ایک ماہ سے کم کی مدت ہے تو استصناع ہے اور اس کے جواز کے لیے تعامل ضروری ہے"۔ (بہار شریعت، ج۱۵، ۱۸۴)

فقیہ اسلام، مجدد اعظم، مفسر اکبر، محدث اجل سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور حضرت صدر الشریعہ قدس سرہما کی تصریحات سے یہ بھی ظاہر و باہر ہے کہ استصناع میں ایک مہینہ یا زائد کی میعاد مقرر کرنا اسے سلم کر دیتا ہے۔ یہی مذہب امام اعظم ماخوذ و مفتیٰ بہ و مقدم ہے۔

''ردالمحتار'' میں ہے:

" **أراد بالأجل ما تقدم و هو شهر فما فوقه، قال المصنف قيدنا الأجل بذلك لأنه إذا كان أقل من شهر كان استصناعا إن جرى فيه تعامل و إن لا ففاسد اھ" (ردالمحتار ۷/۴۴۴) إن ذكر على وجه الاستمهال و إن للاستعجال بأنه قال على أن تفرغ من غدا أو بعد غد كان صحيحا"** (ردالمحتار ۱/۴۴۴)

ان تصریحات و توضیحات سے یہ ظاہر ہے کہ مذکورہ طریقۂ تجارت جو مسلمانوں اور کافروں کے درمیان خوب عام و رائج ہے اس میں بائع اول تو صانع ہے اور اس کا مشتری صرف مستصنع ہے نہ کہ صانع تو یہاں پر استصناع ہونا چاہیے اگر اس کی شرط متحقق ہو لیکن بائع اول کا خریدار اور اسی طرح باقی خریدار یہ صانع نہیں اور بائع اول کے خریدار کے علاوہ نہ حقیقۃً مستصنع ہیں پھر بھی معدوم کی بیع کر رہے ہیں علاوہ ازیں مذہب امام اعظم مقدم و ماخوذ و مفتی بہ پر استصناع اس وقت سلم ہو جایا کرتا ہے جب کہ ایک ماہ یا اس سے زائد کی مقدار مقرر ہو اور یہاں حال یہی ہے کہ فیکٹریاں اور کارخانے کے لوگ ایک ماہ سے زائد ہی مدت مقرر کرتے ہیں مثلاً ایک ہزار ساڑھی چار ماہ یا اس سے زائد میں تیار کر کے بائع اول اپنے خریدار کو سپرد کرے گا اسی طرح دیگر سامانوں میں ایک ماہ سے زائد کی مدت و میعاد مقرر ہوتی ہے۔ تو مذہب امام اعظم مقدم و ماخوذ و مفتی بہ پر تو یہ استصناع نہیں ہاں مذہب صاحبین پر استصناع ہے کہ وہ مدت کا ذکر استعجال کے لیے قرار دیتے ہیں البتہ جن چیزوں میں تعامل نہیں ان میں

مدت کا ذکر بالاجماع سلم ہی ہے استصناع نہیں جیسا کہ ''بدائع الصنائع'' میں ہے:

"هذا إذا استصنع شيئا و لم يضرب له أجلا، فأما إذا ضرب له أجلا فانه ينقلب سلما عند أبى حنيفة فلا يجوز إلا بشرائط السلم و لا خيار لواحد منهما كما فى السلم، و عندهما هو على حالة الاستصناع وذكره للتعجيل و لو ضرب الأجل فى ما لا تعامل فيه ينقلب سلما بالإجماع وجه قولهما أن هذا استصناع حقيقة فلو صار سلما إنما يصير بذكر المدة و إنه قد يكون للاستعجال كما فى الاستصناع فلا يخرج عن كونه استصناعا مع الاحتمال، و لأبى حنيفة، إن الأجل فى البيع من خصائص اللازمة للسلم فذكره يكون ذكرا للسلم معنى وان لم يذكره صريحا۔ (بدائع الصنائع، ۳۱۴/۵)

مگر جب مذہب امام اعظم مقدم و ماخوذ و مفتیٰ بہ یہ ہے تو اس سے عدول کے لیے اسباب ستہ میں سے کوئی سبب متحقق ہونا چاہیے اور اگر مذہب امام سے عدول نہ کر کے اسے سلم ہی قرار دیا جائے تو پھر کتب فقہ میں تحقق سلم کے لیے بہت سارے اوصاف و شرائط درکار ہیں ان شرائط و اوصاف کا تحقق اس عقد میں ہے یا نہیں یا یہ کہ یہ عقد نہ استصناع ہے نہ سلم بلکہ کچھ اور۔

ان سب پر تحقیق اور تفحص کے بعد اس عقد کا شرعی جائزہ لینے اور اس کی صحیح شرعی صورت متعین کرنے اور تحقیقی جواب ارقام کرنے کے لیے درج ذیل سوالات ارسال خدمت ہیں امید ہے کہ سوالات کے تمام گوشوں پر کامل غور فرما کر جواب باصواب سے شادکام فرمائیں گے اور ''شرعی کونسل'' کا علمی و فقہی تعاون فرما کر امت مسلمہ کے لیے صحیح راہ متعین کرنے اور گناہ سے بچانے میں مدد فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

سوالات:

(۱) ارباب تجارت کا مروجہ جدید طریقۂ تجارت کون سا عقد شرعی ہے؟ بیع استصناع یا بیع سلم، یا بیع مطلق یا اس کے علاوہ؟ اگر سلم ہو تو کیا اس کے شرائط معتبرہ متحقق و موجود ہیں اور اگر مذہب صاحبین پر استصناع ہو تو کیا مذہب امام اعظم ماخوذ و مفتی بہ سے عدول کا سبب اور تعامل عوام و خواص و حاجت ناس یا کوئی اور سبب اسباب ستہ میں سے متحقق ہے وضاحت فرمائیں اور بائع اول کے خریداروں کا ایک دوسرے سے بیع معدوم کرنا جائز ہے؟

(۲) اگر شرعاً ناجائز ہو تو اس کے جواز کی کوئی راہ ہے......؟، جبکہ اس بیع کا رواج بہت عام ہو چکا ہے۔

(۳) تعامل مطلقاً معتبر ہے یا بعلت حاجت (کفایہ جلد۳، ص۱۱۳) کی عبارت سے یہ متبادر ہے کہ استصناع کا جواز استحسان بالاثر اور تعامل مسلمین کی وجہ سے ہے اس کے برخلاف الاشباہ والنظائر ج ۲۶۷/۱، کی عبارت میں فرمایا: " منها جواز الاستصناع للحاجة "اس لیے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ استصناع کے لیے صرف تعامل کافی ہے یا تعامل اور حاجت دونوں شرط ہیں) بر تقدیر اول مدلل ارشاد فرمائیں اور بر تقدیر ثانی سلسلۂ بیع میں حاجت کس کے حق میں متحقق ہے اور کس کے حق میں نہیں۔

(مفتی) محمود اختر قادری
رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

باسمہ تعالیٰ

فیصلہ

چھٹا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۴/۲۵/ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸/۱۹/ جولائی ۲۰۰۹ء

جدید طریقہ بیع کی شرعی حیثیت:

جدید طریقہ تجارت کے تحت یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ مبیع موجود و مقبوض ہونے سے قبل ہی بیچنے اور خرید نے کا عمل اہل تجارت میں عام طور پر رائج ہو گیا ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے مال تیار کرنے کو کہکر اس سے خرید لیتا ہے اور مال موجود بھی نہیں ہے وہ دوسرے کو بیچ دیتا ہے حالانکہ ابھی وہ مال موجود و مقبوض نہیں ہے اور ہکذا وہ دوسرا تیسرے شخص کو وغیرہ۔ اس میں سوال یہ ہے کہ یہ بیع کی کس قسم میں داخل ہے؟

(۱) یہ طے ہوا کہ بیع اول بیع استصناع ہے اور یہ تعامل کی وجہ سے جائز ہے۔ لہٰذا جن جن اشیا میں ایسی بیع رائج ہو گئی ہے وہ جائز ہے اور یہاں تعامل کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کا رواج ہو اور علما سے بعد علم اس پر نکیر نہ پائی جائے۔

مذکورہ بالا بیع استصناع میں بسا اوقات ایک ماہ یا اس سے زائد کی اجل مذکور ہوتی ہے جو مذہب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر استصناع کے بجائے سلم ہو جاتی ہے اور اس میں جملہ شرائط سلم صحت عقد کے لئے لازم ہیں۔ اور حضرات صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب پر ایک ماہ یا زائد کی مدت استعجال کے لئے ہوتی ہے نہ کہ بطور شرط تو کیا اس مسئلہ میں قول امام سے عدول درست ہے اگر درست ہے تو کس بنا پر؟

(۲) باتفاق رائے یہ طے ہوا کہ استصناع میں ایک ماہ یا اس سے زائد کی اجل کا ذکر بطور استعجال ہے جو صاحبین کا قول ہے۔ اس مسئلہ میں قول امام سے عدول دفع حرج شدید کی بنا پر درست ہے۔

(۳) استصناع بوجہ تعامل ہی جائز ہے اور اس تعامل کی بنا حاجت پر ہے اس لئے بعض فقہا نے جواز الاستصناع للحاجۃ ذکر فرمادیا ہے۔

سوال میں یہ جو ذکر کیا گیا کہ ایک شخص کسی سے مال کا عقد استصناع کرتا ہے پھر مال کے موجود ہونے سے پہلے ہی کسی دوسرے تاجر کو بیع کر دیتا اور دوسرا تاجر بھی ملک و قبضہ سے پہلے تیسرے تاجر کو بیع کرتا ہے۔ وھکذا یجری۔

اس سلسلے میں یہ فیصلہ ہوا کہ اول کی بیع استصناع ہے۔ اور بعد والی بیعوں کے متعلق تحقیق کے بعد یہ پتہ چلا کہ مستصنع اور اس کے بعد کے تجار ایک دوسرے سے صرف معاہدۂ بیع کرتے ہیں نہ کہ بیع اس لئے یہ جائز ہے کہ معدوم کی بیع وشراء کا وعدہ بے قباحت جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

چھٹا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۴/۲۵/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸/۱۹/جولائی ۲۰۰۹ء

اموال زکوٰۃ و عشر اور عطیات میں خلط یا تصرف کا شرعی حکم

زکات اعظم فروض دین واہم ارکان اسلام سے ہے شریعت میں صاحب نصاب پر زکات کی ادائیگی لازم ہے، وہ خود مستحقین کو دے یا اس کا کوئی وکیل، بہت سے اہل ثروت کسی شخص کو وکیل بنادیتے ہیں کہ وہ مستحقین کو زکات دیں یہ طریقہ ملک وبیرون ملک دونوں میں ہوتا ہے دینی اداروں اور اسلامی دانش گاہوں کے سفراء مالکان نصاب اور اصحاب ثروت سے زکات و صدقات وعطیات کی رقمیں وصول کرتے ہیں، درحقیقت یہ مالکان نصاب اور ارباب ثروت کے وکیل ہوتے ہیں، اگرچہ یہ اداروں کے اجیر خاص یا اجیر مشترک ہوا کرتے ہیں، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود مستحقین زکات کسی کو تحصیل زکات کا محض وکیل بنادیتے ہیں، بہرحال اصحاب ثروت و مالکان نصاب وکیل کے ہاتھ میں زکات وغیرہ کی جو کچھ رقمیں دیتے ہیں وہ درحقیقت امانت ہے فقیہ اعظم حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:-

''دوسرے شخص کو اپنے مال کی حفاظت پر مقرر کردینے کو ایداع کہتے ہیں اور اس مال کو ودیعت کہتے ہیں جس کو عام طور پر امانت کہا جاتا ہے۔ امانت اسے کہتے ہیں کہ جس میں تلف پر ضمان نہیں ہوتا ہے۔ جس کی چیز ہے اسے مودع کہتے ہیں اور جس کی حفاظت میں دی گئی اسے مودع کہتے ہیں''۔ (بہار شریعت۱۴؍۳۰)

اس کے احکام وشرائط کے تحت فرماتے ہیں:

''ودیعت کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مودع کے پاس امانت ہوتی ہے اس کی حفاظت مودع پر واجب ہوتی ہے اور مالک کے طلب کرنے پر دینا واجب ہوتا ہے''...... ''ودیعت کو نہ دوسرے کے پاس امانت رکھ سکتا ہے نہ عاریت یا اجارہ پر دے سکتا ہے نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے ان میں سے کوئی کام کرے گا تاوان دینا ہوگا اس پر ضمان کی شرط کردینا کہ یہ چیز ہلاک ہوگئی تو تاوان لوں گا یہ باطل ہے''۔ (بہار شریعت۱۴؍۳۰)

''فتاویٰ ہندیہ'' میں ہے:

''أما حكمها فوجوب الحفظ على المودع وصير ورة المال امانة فى يده و وجوب أدائه عند طلب مالكه كذا فى الشمنى والوديعة لا تودع ولا تعار ولا تؤاجر ولا ترهن وان فعل شيئا منها ضمن كذا فى البحر الرائق۔ (۳۳۸/۴)

حاصل یہ کہ ارباب ثروت ومالکان نصاب سے زکات وغیرہ کی تحصیل کرنیوالے وکیل اور مال زکات کے محافظ وامین ہوا

کرتے ہیں انہیں امانت میں تصرف وتعدی اور اپنے مصالح وحاجات اور مصارف وضروریات میں خرچ کرنا شرعاً ناجائز و حرام ہے اس خیانت کے سبب وہ خائن وغاصب اور مرتکب حرام قرار پائیں گے اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

یایها الذین اٰمنوا لا تخونوا اللّٰه والرسول و تخونوا اٰمنٰتکم و أنتم تعلمون۔ (پ۹ ع۷ آیت ۲۷ الانفال)

اے ایمان والو اللہ ورسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت کرو۔ (کنز الایمان)

نیز ارشاد ہے:

ان اللّٰه لا یحب الخائنین۔ (پ۱۰ ع۳ آیت ۵۸ الانفال)

بے شک دغا والے اللہ کو پسند نہیں۔

حدیث پاک میں امانت میں تعدی وخیانت کرنے والے کو منافق فرمایا گیا جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

اٰیة المنافق ثلٰث اذا حدث کذب، واذا وعد أخلف واذا اوتمن خان۔ (صحیح مسلم شریف ۱/۵۶)

منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے، اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے:

"اذا کان عند رجل ودیعة دراهم أودنا نیر أو شیئا من المکیل أوالموزون و أنفق شیئا منها فی حاجة حتی صار ضامنا لما انفق"۔ (فتاویٰ عالمگیری ۴/۳۴۸)

مجدد اعظم، فقیہ اسلام سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں:

''زر امانت میں اس کو تصرف حرام ہے، یہ ان مواضع میں ہے جن میں دراہم ودنانیر متعین ہوتے ہیں اس کو جائز نہیں کہ اس روپے کے بدلے دوسرا روپیہ رکھ دے اگر چہ بعینہ ویسا ہی ہو اگر کرے گا امین نہ رہے گا اور تاوان دینا آئے گا۔

والمسألة منصوص علیها فی الدر المختار و کثیر من الاسفار (فتاویٰ رضویہ ۸/۳۱)

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مال زکات کے وکیل کے متعلق فرماتے ہیں:

''زکات دینے والے نے وکیل کو زکات کا روپیہ دیا وکیل نے اسے رکھ لیا اور اپنا روپیہ زکات میں دے دیا تو جائز ہے اگر یہ نیت کی ہو کہ اس کے عوض موکل کا روپیہ لے لے گا اور اگر وکیل نے پہلے اس روپیہ کو خرچ کر ڈالا بعد کو اپنا روپیہ زکات میں دیا تو زکات ادا نہ ہوئی بلکہ یہ تبرع ہے اور موکل کو تاوان دے گا''۔ (درمختار ردالمحتار ۱/۱۵ بہار شریعت ۵/۲۰)

''ردالمحتار مع درمختار'' میں یوں ہے:

ولو تصدق الخ أی الوکیل بد فع الزکاة اذا امسک دراهم الموکل و دفع من ماله لیرجع ببدلها فی دراهم موکل صح، بخلاف ما اذا انفقها اولا علی نفسه مثلا، ثم دفع من ماله فهو متبرع۔

(ردالمحتار ۳/۲۱۷ کتاب الزکاة مطلب فی ثمن مبیع الوفاء)

اپنی حاجت میں خرچ کرنا تو کجا فقہائے کرام یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر کسی خاص شخص کو دینے کا وکیل کیا اسے نہ دے کر اپنے فقیر لڑکے یا فقیر بیوی کو دیا تو جائز نہیں جبکہ یہاں پر تملیک مستحق ہے بہار شریعت میں ہے:۔ ''وکیل کو اختیار ہے کہ مال زکات اپنے لڑکے یا بیوی کو دے دے جب کہ یہ فقیر ہوں اور لڑکا اگر نابالغ ہے تو اسے دینے کے لئے جو اس کا وکیل ہے اس کا فقیر ہونا بھی ضروری ہے مگر اپنی اولاد یا بیوی کو اس وقت دے سکتا ہے جب موکل نے ان کے سوا کسی خاص شخص کو دینے کے لئے نہ کہہ دیا ہو ورنہ نہیں دے سکتا''۔ (ردالمحتار ۱۴/۲ و ۱۵، بہار شریعت ۲۰/۵)

خود وکیل اگر فقیر ہے تو اسے بھی زکات لینے کا اختیار نہیں جب تک زکات دینے والا یہ نہ کہہ دے جس جگہ چاہو صرف کرو۔

''بہار شریعت'' میں ہے:

وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ خود لے لے ہاں اگر زکات دینے والے نے یہ کہہ دیا ہو کہ جس جگہ چاہو صرف کرو تو دے سکتا ہے''

(درمختار ۱۵/۲، بہار شریعت ۱۲۰/۵)

فقیہ اسلام، مجدد اعظم، مفسر اکبر، محدث اجل سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں ''جس کے مالک نے اسے اذن مطلق دیا کہ جہاں مناسب سمجھو دو تو اسے اپنے نفس پر بھی صرف کرنے کا اختیار حاصل ہے جبکہ یہ اس کا مصرف ہو، ہاں اگر یہ لفظ نہ کہے جاتے تو اسے اپنے نفس پر صرف کرنا جائز نہ ہوتا مگر اپنی بیوی یا اولاد کو دے دینا جب بھی جائز ہوتا اگر وہ مصرف تھے۔

''درمختار'' میں ہے:۔

للوکیل ان یدفع لولدہ الفقیر وزوجتہ لا لنفسہ الا اذا قال ربھا ضعھا حیث شئت۔

(درمختار کتاب الزکاۃ ۱۳۰/۱ مطبع مجتبائی دہلی، فتاوی رضویہ مترجم ۱۵۸/۱۰ و ۱۵۹، برکات رضا)

وکیل کا اپنے مصارف وحاجات میں خرچ کرنا تو کجا مال زکات کو دوسرے مال زکات میں ملا دینا شرعاً ناجائز اور موجب ضمان ہے اور اس خلط واستہلاک کے سبب زکات ادا نہ ہوئی جیسا کہ فقیہ اعظم حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''بہت سے لوگ مال زکات اسلامی مدرسوں میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مال زکات ہے تاکہ متولی اس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملا دے اور غریب طلبہ پر صرف کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکات ادا نہ ہوئی''

(بہار شریعت ۵۸/۵)

مزید فرماتے ہیں کہ اگر عرف ہو اور موکل اس عرف سے واقف ہو تو اجازت ہے۔

''اگر موکلوں نے صراحتاً ملانے کی اجازت نہ دی مگر عرف ایسا جاری ہو گیا کہ وکیل ملا دیا کرتے ہیں تو یہ بھی اجازت سمجھی جائے گی جب کہ موکل اس عرف سے واقف ہو مگر دلال کو غلط کی اجازت نہیں کہ اس میں عرف نہیں''۔ (بہار شریعت ۱۹/۵ و ۲۰)

مجدد اعظم، فقیہ اسلام، سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

''اس طریقہ سے زکات ادا نہیں ہو سکتی، یہ لوگ بطور خود چندہ کرتے ہیں اور زکات وغیر زکات بلکہ مسلم وغیر مسلم سب کے چندے خلط کر لیتے ہیں وہ روپیہ فوراً ہلاک ہو جاتا ہے اور قابل اداء زکات نہیں رہتا فان الخلط استھلاک۔

''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے:

"رجلان دفع کل منهما زكاة ماله الى رجل ليودى عنه فخلط مالهما ضمن الوكيل مال الدافعين وكانت الصدقة عنه كذا فى فتاوىٰ قاضى خان"۔ (فتاویٰ ہندیہ الباب الثالث فی زکاۃ الذھب الخ ۱/۱۸۳ نورانی کتب خانہ پشاور)

''درمختار'' میں ہے:

"لوخلط زكاة موكليه كان متبرعا الا اذا وكله الفقراء"۔ (درمختار کتاب الزکاۃ ۱/۱۳۰ مطبع مجتبائی دہلی)

اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ زکات دینے والے خالص مسلمان اپنی اپنی زکات ایک معتمد متدین کے پاس جمع کر دیں اور وہ روپیہ ملا لینے کی اجازت دیں اور اس میں کوئی پیسہ غیر زکات کا خلط نہ کیا جائے نہ کسی وہابی یا رافضی یا نیچری یا قادیانی یا حد کفر تک پہونچے ہوئے گاندھوی کی زکات اس میں شامل ہو کہ ان لوگوں کی زکات شرعاً زکات نہیں یہ خالص زکات شرعی کا جمع کیا ہوا مال کہ مالکوں کے اذن سے خلط کیا گیا ان فقرائے مظلومین کو پہنچایا جائے۔ ''ردالمحتار'' میں زیر عبارت مذکورہ ''درمختار'' ہے۔

"قوله ضمن وكان متبرعا لانه ملكه بالخلط وصارمودياًمال نفسه قال فى التتارخانية الا اذا وجد الاذن او اجاز المالكان الى اٰخره و تيصل بهذا العالم واذا سال للفقير شيئًا وخلط ضمن، قلت و مقتضاه لووجد العرف فلاضمان لوجود الاذن حينئذٍ دلالة"

(ردالمحتار کتاب الزکاۃ ۲/۱۲ مصطفیٰ البابی مصر، فتاویٰ رضویہ ۴/۴۷۱)

''ردالمحتار'' میں اس کے بعد ہے:

"والظاهر أنه لابد من علم المالك بهذا العرف ليكون اذنا منه دلالة"۔ (کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن مبیع الوفاء)

ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ زکات کی رقم اپنی حاجت میں خرچ کرنا اور زکات کو غیر زکات میں مالکوں کی اجازت یا عرف شائع کے بغیر ملانا ناجائز ہے۔

اموال زکات کی طرح مساجد وغیرہ کی تعمیر کے لئے حاصل کردہ رقم اپنی حاجت میں استعمال کرنا اور اس کا بدل مسجد کے خرچ میں دینا جائز نہیں فقیہ النفس امام قاضی خان فتاویٰ قاضی خان میں فرماتے ہیں:

"رجل جمع مالا من الناس لينفقه فى بناء المسجد وانفق من تلك الدراهم فى حاجة نفسه ثم رد بدلها فى نفقة المسجد لا يسعه ان يفعل ذالك واذافعل ان كان يعرف صاحب المال ردالضمان عليه أويساله ليا ذن له بانفاق الضمان فى المسجد وان لم يعرف صاحب المال يرفع الأمرالى القاضى حتى يامره بانفاق ذلك فى المسجد فان لم يقدر على ان يرفع الا مرالى القاضى قالوا نرجو له فى الاستحسان ان ينفق مثل ذلك فى المسجد فيجوزويخرج عن الوبال فيمابينه و بين الله تعالىٰ وفى القضاء يكون ضامنا فيكون ذلك دينا عليه لصاحب المال وهو نظير ماذكر فى الأصل الوكيل بقضاء الدين اذا صرف مال الموكل فى حاجة نفسه ثم قضى بمال نفسه فى دين

الموکل یکون تبرعا فی قضاء دین الموکل"۔ (فتاویٰ قاضی خان ۲۹۹/۳)

ان ارشادات عالیہ کے باوجود آج کے حالات کچھ ایسے ہیں کہ وکیل تملیک مستحق سے پہلے امانت میں تصرف کرتے ہیں اور موکل سے وصول کردہ رقم اپنے خرچ میں لاتے ہیں اور اس کا بدل ادا کرتے ہیں بسا اوقات انہیں اس تصرف کی حاجت پیش آتی ہے کہ مصارف سفران پر تنگ ہو جاتے ہیں اور وصول کردہ رقم کے علاوہ مزید رقم ان کے پاس نہیں ہوتی اور نہ اس کی کوئی صورت نظر آتی ہے بسا اوقات وکیل اپنے استعمال میں تو نہیں لاتے مگر مستحقین تک پہنچانے کے لئے انہیں تصرف کی حاجت پیش آتی ہے ظاہر ہے ایک ملک سے دوسرے ملک مستحقین تک پہنچانے کے لئے بینک، ڈاکخانہ اور حوالہ کمپنی وغیرہ معتمد ذرائع کا سہارا لینا پڑتا ہے کہ ان معتمد ذرائع سے مستحقین بآسانی حاصل کر سکتے ہیں اور راستے کے خطرات سے امن بھی رہتا ہے کہ اگر وکیل خود لائے یا کسی کے ذریعہ وصول کردہ رقم مستحق تک پہنچائے تو اس میں ضیاع کا خطرہ واندیشہ رہتا ہے۔ یا موکل سے وصول کردہ رقم خود وکیل ہی لایا مگر کرنسیوں کی تبدیلی کے بغیر وکیل یا مہتمم ادارہ وہ رقم مستحقین پر صرف نہیں کر سکتے اندرون ملک بہت سے حضرات اجرت اور بے اجرت کسی ایک شہر میں رہ کر وہاں کے لوگوں سے اموال زکات کی وصولیابی کر کے بینک وڈاکخانہ وغیرہ کے ذریعہ مستحقین پر صرف کرنے کے لئے رقم ارسال کرتے ہیں، بہت سے ادارہ کے لوگ منی آرڈر فارم پیشگی مخصوص شہروں میں خاص افراد کے نام روانہ کر دیتے ہیں اور یہ خاص افراد وصول کردہ رقم بینک، ڈاکخانہ وغیرہ کے ذریعہ روانہ کرتے ہیں ظاہر ہے تملیک مستحق سے پہلے یہ تصرفات ہوتے ہیں اور اس میں مختلف لوگوں کے اموال زکات بلکہ بسا اوقات زکات اور غیر زکات کا خلط بھی ہوا کرتا ہے ساتھ ہی ترسیل زر کے اخراجات بھی بہت سے لوگ اسی وصول کردہ رقم سے وضع کر لیتے ہیں کہ وکیل کے پاس عموماً کوئی فنڈ اس کام کے لئے نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے طور پر یہ کام انجام دیتا ہے ممکن ہے بعض وکیل اس بات کا لحاظ رکھتے ہوں ظاہر ہے ان صورتوں میں تملیک مستحق سے پہلے یہ سارے تصرفات ہوتے ہیں اور مستحق تک زکوٰۃ دہندگان کی رقم من وعن بے تبدیل وتغییر نہ پہونچی بلکہ مثل اور بدل پہونچا مجدد اعظم سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

''مہتممان انجمن نے اگر صراحۃً بھی اجازت دے دی ہو کہ تم جب چاہنا صرف کر لینا پھر اس کا عوض دیدینا جب بھی نہ سیٹھ کو تصرف جائز نہ مہتمموں کو اجازت دینے کی اجازت، کہ مہتمم مالک نہیں اور قرض تبرع ہے اور غیر مالک کو تبرع کا اختیار نہیں، ہاں چندہ دہندہ اجازت دے جائیں تو حرج نہیں، اس حالت میں جب تصرف کرے گا روپیہ امانت سے نکل کر اس پر قرض ہو جائے گا جو عند الطلب دینا لازم آئے گا اگرچہ کوئی میعاد مقرر کر دی ہو "فان التاجیل فی القرض باطل کما فی الدر المختار وغیرہ"۔ (فتاویٰ رضویہ ۳۱/۶)

ان حالات کے تناظر میں چند سوالات خصوصی توجہ کے طالب ہیں امید کہ غور وفکر اور کامل تفحص وجستجو کے بعد جواب باصواب سے شادکام فرمائیں گے مجھے آپ حضرات کی گوناگوں مصروفیات کے باوجود امید قوی یہی ہے کہ درج ذیل سوالات کے جوابات وقت مقرر پر عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ فراہم فرمائیں گے۔

(۱) **الف**:- کیا مصارف سفر تنگ ہونے کے وقت وکیل کے لئے یہ جائز ہے کہ بقدر ضرورت وکفایت موکل سے

وصول کردہ زکات کی رقم استعمال کرے اور اس کا مثل وبدل مستحق کو ادا کرے بصورت عدم جواز کیا جواز کی کوئی ایسی صورت نکلتی ہے جس سے وکیل کے مصارف پورے ہوں؟

ب:- پھر عدم جواز تصرف مال زکات کے ساتھ خاص ہے یا دیگر صدقات وعطیات کو بھی عام ہے؟

(۲) کیا تملیک مستحق سے پہلے وکیل کے لئے اس تصرف کی اجازت ہے کہ ایک ملک سے دوسرے ملک یا اندرون ملک ایک شہر سے دوسرے شہر مستحقین تک پہنچانے کے لئے بینک اور ڈاکخانہ وغیرہ معتمد ذرائع کا استعمال کرے کیا اس تصرف کے سبب وہ غاصب وخائن ومرتکب حرام کہلائے گا؟ اور زکات ادا نہ ہوگی اور وکیل متبرع ہوگا اور اس پر ضمان وتاوان لازم ہوگا؟ اسی طرح تملیک مستحق سے پہلے کرنسیوں کی تبدیلی کیا ناجائز ہے جبکہ اس تصرف کے بغیر مستحقین پر صرف کی راہ نہ ہو؟ اسی طرح موکل نے کسی خاص ادارہ کے مستحقین کے لئے وکیل کو زکات وغیرہ کی رقم دی تو کیا کسی دوسرے مستحق کی تملیک یا دوسرے ادارہ کے مستحقین پر صرف جائز ہے؟

(۳) مختلف لوگوں کے اموال زکات اسی طرح زکات وغیر زکات کا باہم خلط شرعاً ناجائز ہے؟ یا آج خلط کی اجازت پر عرف قائم ہو چکا ہے بہر صورت بصورت خلط، زکات ادا ہوئی یا نہیں؟ اثمان اصطلاحیہ اور غلے اور نقود کے خلط کا حکم یکساں ہے؟

(۴) کیا کسی مخصوص مدرسے یا انجمن کی رسید پر وصول کی گئی زکوٰۃ یا مزکی کی طرف سے اسی ادارہ کے مستحقین کے لئے مخصوص ہے یا دوسرے مصارف زکوٰۃ پر بھی صرف کرنا جائز ہے؟

والسلام مع الاحترام
(مفتی) محمد محمود اختر امجدی
رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

باسمہ تعالیٰ

فیصلہ

چھٹا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۴/۲۵/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸/۱۹/جولائی ۲۰۰۹ء

مختلف اموال زکوٰۃ یا دیگر اموال عشر وصدقات نافلہ میں خلط وتصرف کا شرعی حکم

سفراز کوٰۃ دہندگان وچندہ دہندہ کے اس بات میں وکیل ہوتے ہیں کہ زرزکوٰۃ وصدقات نافلہ ناظمین مدرسہ وانجمن تک پہنچائیں اور ان کے ہاتھ میں وصول شدہ مال زرامانت ہے۔ بے اذن معطی ان اموال میں تصرف یا تبدیلی ناجائز ہے۔

اذن کے لئے ضروری نہیں کہ صراحۃً ہی ہو بلکہ دلالۃً یا عرفاً اذن بھی کافی ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ معطی کو اس عرف کا علم ہو۔

اموالِ زکوٰۃ وصدقات یا چند افراد کے اموال زکوٰۃ کو باہم مخلوط کرنا بھی بے اذن معطی جائز نہیں۔

مختلف لوگوں کے اموال زکوٰۃ کو خلط کرنا یا زکوٰۃ وعطیات کو خلط کرنا امانت میں تصرف ہے لیکن اس زمانے میں اس تصرف کا عرف قائم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اموال زکوٰۃ کا خلط یا زکوٰۃ وغیر زکوٰۃ کا خلط جائز ہے۔ ''درمختار'' میں ہے: ولو خلط زكوة مؤكليه ضمن وكان متبرعاً، الّا اذا وكله الفقراء۔ ''ردالمحتار'' میں ہے: قوله (ضمن وكان متبرعاً) لانه ملكه بالخلط وصار مؤديا مال نفسه، قال فى التاتار خانية: الااذا وجد الاذن أواجاز المالكان اه: أى أجاز قبل الدفع الى الفقير .... ثم قال فى التاتار خانية: أو وجدت دلالةّ الاذن بالخلط كما جرت العادة بالاذن من أرباب الحنطة بخلط ثمن الغلات .... قلت: ومقتضاه انه لو وجد العرف فلا ضمان لوجود الاذن حينئذ دلالة۔ والظاهر انه لابد من علم المالك بهذا العرف ليكون اذنا منه دلالة۔ مختصراً۔ (ردالمحتار ۳/۱۸۸ از کریا بکڈپو)

اگر زکوٰۃ کا مذکورہ بالا محصل واقعۃً عسرت وتنگی میں پڑ جائے تو وہ وصول شدہ رقم میں سے بقدر ضرورت بطور قرض لے سکتا ہے اگر متبادل سبیل نہ ہو اور اس پر واجب ہے کہ عند الطلب اتنا ہی مال ناظم ادارہ کو دے۔ اور چونکہ اسے صراحۃً یا عرفاً مال امانت میں حق تصرف حاصل ہے تو اس کا قرض لینا درست ہے۔

مگر چونکہ اپنے اوپر خرچ کے لئے قرض لے رہا ہے اس لئے اس میں عسرت شرط ہے تو عسرت وتنگی جتنے سے دفع ہو سکتی ہے اتنا ہی لے اس سے زیادہ لینے کی اس کو اجازت نہیں۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

باسمہٖ تعالیٰ وحمدہٖ

سوال نامہ

چھٹا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۴/۲۵/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۷/۱۸/جولائی ۲۰۰۹ء

پانی و کاغذ وغیرہ کے ری سائیکل کا شرعی حکم:

پانی قدرت کا بیش بہا خزانہ اور اہم عنصر ہے دنیا کے بعض ممالک اور بعض علاقوں میں پانی کی خوب فراوانی ہے اور بعض ملکوں اور شہروں میں پانی کی کافی قلت ہے جن خطوں میں پانی کی کمی ہوتی ہے وہاں جمع شدہ پاک وناپاک پانی میں کچھ مصفی اجزا ملا کر مشینوں اور آلات کے ذریعہ ان کے فضلات کو خارج کر کے انہیں کھاد وغیرہ بنالیا جاتا ہے اور پانی کو پینے کے لائق بنا دیا جاتا ہے ملک کے اطراف و جوانب میں ان کی سپلائی کی جاتی ہے پینے، نہانے، پکانے اور کپڑا دھونے وغیرہ حاجت و ضرورت میں استعمال کیا جاتا ہے بیسلری کا پانی جو عام طور پر دوکانوں اور ہوٹلوں اور اسٹیشنوں وغیرہ پر دستیاب ہوتا ہے جسے عوام وخواص علماء وجہلا بصد شوق پیتے ہیں عموما یہی پانی ہوا کرتا ہے جبکہ جمع شدہ پانی میں مرئی اور غیر مرئی ہر طرح کی نجاست و کثافت کی سرایت وآلودگی ہوتی ہے۔

پانی کی طرح پاک وناپاک کاغذ اور پلاسٹک وغیرہ کو پاک وناپاک مقامات سے اکٹھا کیا جاتا ہے جن میں شراب کی پیکٹیں بھی ہوتی ہیں اور پاک وناپاک نالیوں سے نکالی گئی اشیا میں بھی یہ پلاسٹک وغیرہ ہوتی ہے پاک وناپاک کوڑے جہاں جمع ہوتے ہیں وہاں سے بھی ان کاغذ و پلاسٹک کو جمع کیا جاتا ہے اور ان سے کھانے پینے، رکھنے اور پیک کرنے وغیرہ حاجت و استعمال کی چیزیں بنائی جاتی ہیں مثلا کھانے کی پلیٹیں اور پینے کے گلاس اور پیک کرنے کے ڈبے اور پلاسٹک وغیرہ کی تھیلیاں دنیا کے ہر طبقے کے لوگ اپنی حاجت وضرورت میں انہیں استعمال کرتے ہیں ان میں سیال وغیر سیال جامد وغیر جامد ہر طرح کی اشیا رکھی جاتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ جس جمع شدہ پانی کو مصفی اجزا ملا کر آلات اور مشینوں کے ذریعہ صاف وستھرا کیا گیا اس کی حقیقت و ماہیت اپنی جگہ اب بھی باقی ہے کہ اس کی طبیعت زائل نہ ہوئی اس لئے کہ رقت وسیلان باقی ہے ہاں اس کے سابقہ اوصاف اور فضلات زائل ہو گئے تو کیا یہ پانی طاہر ومطہر ہے کہ ان میں غالب پاک ہی ہے جس طرح آب مستعمل قلیل، کثیر ماء غیر مستعمل میں مل جائے تو اسے پاک ہی قرار دیا جاتا ہے کہ غالب کا اعتبار ہے، یا دونوں میں فرق ہے۔ یا اسے اس لئے پاک قرار دیا جائے کہ پانی میں اصل طہارت ہے: لأن الاصل فی الاشیاء الحل و الطہارۃ الا ما حکم الشرع بحرمتہ أوبنجاستہ۔ (حلبی کبیر ص ۱۹۵ باب الأنجاس)

لہٰذا جب تک نجاست کا غلبہ ظن ملحق بہ یقین نہ ہو جائے اسے پاک ہی قرار دیا جائے گا جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے واقعہ سے ظاہر ہے جیسا کہ امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر فرمایا۔'' واستدل بحديث عمر رضى الله تعالىٰ عنه حين وردماء حياض مع عمرو بن العاص فقال عمرو لرجل من أهل الماء أخبرنا عن السباع أتـرد ماءكم هذا فقال عمر رضى الله تعالىٰ عنه لا تخبرنا عن شئ فلولا أن خبره عد خبرا لمانهاه عن ذالك وعمرو بن العاص بالسؤال قصد الاخذ بالاحتياط و قد ذكره عمر رضى الله تعالىٰ عنه لوجود دليل الطهارة باعتبار الأصل''۔ (شرح المختصر للسرخسی ص ۱۲۳)

یا آلات ومشینوں کے اس عمل نے اسے طاہر ومطہر بنادیا جیسا کہ دباغت حقیقیہ شرعیہ کھال کی نجس رطوبتوں کو زائل کر دیتی ہے اور اسے پاک وصاف اور لائق استعمال بنادیتی ہے یا اس کی نجس کی حقیقت منقلب ہوگئی اور انقلاب طبیعت نے اسے طاہر ومطہر کردیا یا آب رواں کے حکم میں ہے یا اس کے حکم میں نہیں اس لئے اب بھی وہ پانی نجس وناپاک ہی ہے یا اور کچھ؟

اسی طرح پاک وناپاک کاغذ وپلاسٹک وغیرہ سے تیار شدہ استعمال کی اشیا کیا اس لئے پاک ہیں کہ ان میں غالب پاک ہی ہے والعبرة للغالب یا ان کے متعلق نجاست کا یقین اور غلبۂ ظن نہیں اور اصل طہارت ہے والیقین لا یزول بالشك یا یہ کہ اس کی حقیقت بدل گئی جیسا کہ نجاست، نمک یا خاک یا جل کر راکھ ہوجائے کہ فقہائے کرام یہ فرماتے ہیں کہ جب ناپاک شی کی حقیقت بدل جائے تو وہ پاک ہے جیسا کہ ''مراقی الفلاح'' و ''نور الایضاح'' میں ہے۔

"وتطهر نجاسة استحالت عينها كأن صارت ملحا أوترابا أو أطرونا أواحترقت بالنار فتصير رمادا طاهرا على الصحيح لتبدل الحقيقة كالعصير يصير خمرا فينجس ثم يصير خلا فيطهر، وبخار الكنيف والاصطبل والحمام اذا قطر لا يكون نجسا استحسانا والمستقطر من النجاسة نجس كالمسمى بالعرفى حرام، و بيض مالا يوكل قيل نجس كلحمه و قيل طاهر"۔

''طحطاوی علی المراقی'' میں ہے:

"وتطهر نجاسة استحالت عينها فيجوز الا نتفاع بها و هذا قول محمد و هوالمختار للحقيقة لأن زوال الحقيقة يستتبع زوال الوصف وقال أبو يوسف لا تطهر"۔

اسی ''مراقی الفلاح'' ص ۸۶، ۸۷ میں ہے:

"والا ستحالة تطهر الأعيان النجسة كالميتة اذا صارت ملحا والعذرة ترابا أو رمادا كما سنذكره والبلة النجسة فى التنور بالاحراق ورأس الشاة اذا زال عنها الدم به،والخمر اذا خللت كما لوتخللت والزيت النجس صابونا"۔

''طحاوی علی مراقی الفلاح'' ص ۸۷ میں ہے:

"والزيت الخ" مثله ما اذا وقع فى المصبنة وزالت أجزاء ه"۔

''تنویر الابصار'' اور ''درمختار'' میں ہے:

"(و) لا (ملح كان حمارا) أو خنزيرا ولا قذر وقع فى بئر فصار حمأة لا نقلاب العين به يفتى۔

"ردالمحتار" میں صاحب درمختار کے قول "لا نقلا ب العين" کے تحت ہے:

"علة للكل،وهذا قول محمد، وذكر معه في الذخيرة والمحيط ابا حنيفة،حلبة قال فى الفتح وكثير من المشائخ اختاروه،وهو المختار لأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة و تنتفى الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل؟ فان الملح غير العظم والفحم،فاذا صار ملحا ترتب حكم الملح-ونظيره فى الشرع النطفة نجسة و تصير علقة وهى نجسة وتصير مضغة فتطهر،والعصير طاهر فيصير خمرا فينجس و يصير خلا فيطهر، فعرفنا ان استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها اه۔

(**تنبيه**) يجوز أكل ذالك الملح والصلاة على ذالك الرماد كما فى المنية وغيرها ،ومافيها من أنه لووقع ذالك الرمادفى الماء فالصحيح أنه ينجس فليس بصحيح ،الا على قول ابى يوسف كما ذكره الشارحان"۔ (ردالمحتار ١/ ٥٣٤ كتاب الطهارة باب الانجاس)

ردالمحتار میں ہے:-

(والا) أى وان لا نقل أنه لا يكون نجسا،وظاهره أن العلة الضرورة ،وصريح الدرروغيرها أن العلة هى انقلاب العين كما يأتى،لكن قدمنا عن المجتبى أن العلة هذه وأن الفتوى على هذا القول للبلوى،فمفاده أن عموم البلوى علة اختيار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العين،فتدبر"۔

(ردالمحتار ١/ ٥٣٤ كتاب الطهارة باب الانجاس)

"منیہ" اوراس کی شرح میں ہے:

"والطين النجس اذا جعل منه الكوزاوالقدر أوغيرهما (فطبخ يكون) ذالك المعمول (طاهرا) لاضمحلا ل النجاسة بالنار وزوالها وهذا اذالم يكن أثرالنجاسة ظاهرا فيه بعد الطبخ" (ص ١٨٨)۔ یا انہیں پاک وصاف کرکے اوران کی نجاست وکثافت وغیرہ کوزائل کرکے پھران سے حاجت واستعمال کی اشیا کو تیار کیا جاتا ہے۔یا یہ کہ وہ ناپاک ہی ہیں کہ پاک اور ناپاک چیزیں مخلوط ہیں اور ناپاک شی کا پاک سے اختلاط اسے نجس و ناپاک بنادیتا ہے اور یہی صحیح ہے جسے فقیہ النفس امام قاضی خاں نے ذکر فرمایا اور فقیہ ابواللیث کا مختار اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی بھی ہے۔جیسا کہ منیہ اوراس کی شرح میں ہے۔

(الماء والتراب اذا) خلطا و (كان أحدهما نجسا فالطين) الحاصل منهما (نجس) لأن اختلاط النجس بالطاهر ينجسه هذا هو الصحيح كما ذكره قاضى خاں وهواختيار الفقيه أبى الليث وكذاروى عن ابى يوسف ذكره فى الخلاصة وقيل العبرة للماء ان كان نجسا فالطين نجس والافطاهر و قيل العبرة للتراب وقيل للغالب قال ابن الهمام والاكثر على انه أيهما كان طاهرا فالطين طاهر انتهى وهو اختيار ابى نصر محمدبن سلام قال البزازى وهو قول محمد وقدذكر أن

الفتوى عليه انتهى و وجهه فى الخلاصة بصيرورته شيئا اٰخروهوتوجيه ضعيف اذيقتضى أن جميع الأطعمة اذا كان ماء ها نجسا أودهنها أونحوذالك أن يكون الطعام طاهرا لصير ورته شيئا اٰخر و على هذا سائر المركبات اذا كان بعض مفرداتها نجساولا يخفى فساده فلله درالفقيه أبى الليث ولله درقاضى خان حيث جعل قوله هوالصحيح مشيرا الى أن سائرالاقوال لا صحة لها بل هى فاسدة لأن النتيجة تابعة لاخس المقدمتين دائما" (ص ۱۸۸)

بہر حال جو بھی صورت ہو اس طرح کا پانی اور اس طرح کی اشیا کا استعمال عام ہو چکا ہے عوام وخواص اور علما و جہلا سبھی استعمال کرتے ہیں اس لئے یہ مسئلہ خاص توجہ کا طالب ہوا اور اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کا شرعی حکم واضح کیا جائے اس لئے درج ذیل سوالات پیش خدمت ہیں امید کہ جواب باصواب سے شاد کام فرما کر "شرعی کونسل" کا علمی وفقہی تعاون فرمائیں گے اور عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں گے۔

سوالات:

۱- پاک وناپاک جمع شدہ جسے آلات اور مشینوں اور مصفی اجزا کی مدد سے صاف کر کے پینے نہانے پکانے اور دھونے وغیرہ حاجت واستعمال کے لائق بنایا جاتا ہے اس کا حکم کیا ہے پاک یا ناپاک اور کیوں؟

۲- پاک وناپاک اور صاف وآلودہ کاغذ وپلاسٹک سے حاجت واستعمال کی بنائی جانے والی اشیا کا کیا حکم ہے؟ فقط۔

(مولانا) محمد عسجد رضا قادری
ناظم: شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

چھٹا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۴/۲۵/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸/۱۹/جولائی ۲۰۰۹ء

ری سائیکل پانی و کاغذ وغیرہ کا شرعی حکم

آج مورخہ ۱۷/جولائی ۲۰۰۹ء بعد نماز مغرب "شرعی کونسل آف انڈیا" کا چھٹا سیمینار منعقد ہوا جس میں ناظم شرعی کونسل کے خطبہ استقبالیہ وسرپرست اعلیٰ حضور تاج الشریعہ مدظلہ کے خطبہ صدارت ورکن فیصل بورڈ حضرت محدث کبیر مدظلہ کے خطبہ تنقیح مسائل کے بعد مستعمل پانی وکاغذ اور پلاسٹک کی ری سائیکل شدہ سامانوں کی طہارت سے متعلق بحث ہوئی اور باتفاق

رائے درج ذیل فیصلہ ہوا۔

”ری سائیکل پانی ودیگر اشیا کے ری سائیکل شدہ سامانوں کا حکم“

(۱) پانی کی ری سائیکلنگ۔

(الف) جو پانی گھروں میں سپلائی ہوتا ہے یا بسلیری وغیرہ کی بوتلوں میں دستیاب ہے وہ طاہر و مطہر ہے، اس کے پینے اور دیگر حاجات وضروریات میں استعمال کرنے میں کوئی کراہت نہیں تاوقتیکہ وہ الگ سے کسی نجاست سے آلودہ نہ ہو۔

(ب) ری سائیکلنگ کے ٹینک کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس سلسلہ میں اس پر نجاست کا حکم اس وقت تک عائد نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ یہ نہ ثابت ہو جائے کہ اس کا کوئی وصف نجاست ہی سے متغیر ہے۔

(۲) ری سائیکل کئے ہوئے کاغذ اور پلاسٹک، فائبر اور دیگر اشیا سے بنے ہوئے ظروف وغیرہ اپنی اصل کے مطابق پاک ہیں اور ان کا استعمال بلا کراہت جائز ہے۔ لأن الاصل فی ھذہ الاشیاء ھی الطھارۃ فلا یعدل عنہ الا بدلیل مثلہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ

چھٹا فقہی سیمینار، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

مورخہ: ۲۴/۲۵/ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۸/۱۹/ جولائی ۲۰۰۹ء

ٹرینوں پر نماز کا مسئلہ:

”پہلے سیمینار کا باقی جزء جس کا فیصلہ نہ ہوسکا تھا اس کی بحث“

ٹرینوں پر نماز کے جواز وعدم جواز سے متعلق بحثوں کے بعد طے ہوا کہ ٹرینوں کا روکنا و چلانا اختیار عبد میں ہے اس میں اعذار معتبرہ فی التیمم میں سے کوئی عذر متحقق نہیں ہے کہ چلتی ٹرینوں پر فرض وواجب ادا کرنے سے اسقاط فرض وواجب ہو سکے۔ لہٰذا وقت جا رہا ہو تو جس طرح پڑھنا ممکن ہو پڑھ لے جب موقع ملے اسے دوبارہ پڑھے۔

اعلیٰ حضرت کے زمانے سے لیکر آج تک ٹرینوں کے چلنے، رکنے اور ٹرینوں سے اترنے اور اس پر چڑھنے وغیرہ کے حالات میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے اس لئے ان کے فتوے سے عدول کی کوئی وجہ معقول نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

ادارہ جامعہ کے فارغین کو جامع از ہر مصر اور شام یونیورسٹی شام بھیجے گا

جامعۃ الرضا بریلی شریف میں داخلہ لیں اور مستقبل کو روشن و تابناک بنائیں

درس نظامی اور عصری علوم کی بہترین آمیزش ☆ آیئے اور اپنے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کیجئے

شعبۂ جات:

تخصص فی الفقہ

درس نظامی (اعدادیہ تا فضیلت)

التحفیظ

التجوید

عصری علوم (انگریزی، ہندی، ریاضی و سائنس)

کمپیوٹر سائنس

سہولتیں:

کمپیوٹر کی تعلیم سبھی کے لئے مفت

دارالاقامہ مفت

کوئی تعلیمی فیس نہیں

مطبخ

تاج الشریعہ لائبریری

مفسر اعظم لائبریری

جنریٹر کی سہولت

وسیع و عریض کھیل کا میدان

سرگرمیاں:

بزم ازہری

اللجنۃ العربیہ

مباحثہ و محادثہ

امتحانات:

ماہانہ امتحان

ششماہی امتحان

سالانہ امتحان

داخلہ کیسے لیں:

امتحان داخلہ فارم جامعہ کے دفتر سے حاصل کریں یا ڈاک یا انٹرنیٹ کے ذریعہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

www.hazrat.org

اہم تاریخیں:

اجرا امتحان داخلہ فارم: یکم رمضان المبارک

فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ: ۸؍شوال المکرّم

امتحان داخلہ کی تاریخ: ۱۱؍شوال المکرّم

کسی طرح کی مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

0581-3291453, 2561561

Email:-jamiaturraza@gmail.com

Come & Insure Your Dream

Best combenation of darse Nezami & Modern Education

Facilities

Research in Fiqh
Darse-e-Nizami
Tajweed
Tahfeez
Computer Education
Hostel
Mess
Tajushshariya Library
Mufassir-e-Azam Library
Power Backup 24 hour's
Play Ground

حضور تاج الشریعہ کے خلفاء اور تلامذہ متوجہ ہوں!

استاذ گرامی شیخ طریقت تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم النورانیہ کے خلفاء اور تلامذہ سے درخواست ہے کہ وہ اپنے کوائف (بشکل تعارف) زیادہ سے زیادہ دو صفحات میں لکھ کر بھیجیں تاکہ ہر ماہ ایک خلیفہ اور ایک شاگرد کا تعارف ماہنامہ سنی دُنیا میں شائع کیا جاسکے اور اپنا مضمون ہمارے ای میل ایڈریس پر بھی بھیج سکتے ہیں۔ (یونس رضا مونس اویسی)

خاکہ برائے خلفاء

نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔ولدیت۔۔۔۔۔۔۔۔وطن مالوف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سنہ پیدائش۔۔۔۔۔۔۔

موجودہ پتہ۔۔۔۔۔۔۔۔شغل/پیشہ۔۔۔۔۔۔۔۔کس سن میں مرید ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کس سن میں خلافت مرحمت کی گئی۔۔۔۔۔۔(خلافت نامہ کی زیروکس کاپی بھی بھیجیں) آیا امامت، تقریر و خطابت، تصنیف و تالیف وغیرہ کا کام انجام دے رہے ہیں؟ یا مدرسہ چلا رہے ہیں؟ یا مدرس ہیں؟ وغیرہ وغیرہ مکمل حوالہ دیجئے۔

خاکہ برائے تلامذہ

نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔ولدیت۔۔۔۔۔۔۔۔وطن مالوف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سنہ پیدائش۔۔۔۔۔۔۔

موجودہ پتہ۔۔۔۔۔۔۔۔شغل/پیشہ۔۔۔۔۔۔۔۔کس سن سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کس سن تک۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔اور کس ادارہ میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دار العلوم منظر اسلام/جامعۃ الرضا بریلی شریف میں تلمذ حاصل کیا؟ یا مرکزی دار الافتاء میں افتاء کی تربیت لی۔۔۔۔۔۔۔۔آیا امامت، تقریر و خطابت، تصنیف و تالیف وغیرہ کا کام انجام دے رہے ہیں؟ یا مدرسہ چلا رہے ہیں؟ یا مدرس ہیں؟ وغیرہ وغیرہ مکمل حوالہ دیجئے۔

نوٹ: حضور تاج الشریعہ کے خلفاء، تلامذہ کا تعارف اگر کوئی عقیدت مند یا شاگرد لکھ کر بھیجتا ہے تو ضروری ہے کہ ان سے رابطہ کر کے پوری معلومات اور ان کی اجازت کے ساتھ قلم بند کر کے روانہ کرے۔

رابطہ کے لئے

Cell: 09358615951, 09760599305
E-mail: atiq_shujamalik@yahoo.com, munisuwaisi@gmail.com



The Monthly
SUNNI DUNYA BAREILLY
Regd. No. 17(82) Vol-9 Annual Subscription
Rs.(150) Per Copy (15) Regd. PO. No. BR/211/2009
دُنیائے سُنیت کی عظیم درسگاہ
مرکز الدراسات الاسلامیۃ
جامعۃ الرضا
بریلی شریف یوپی، ہند
سینٹر بلڈنگ
Jamiat ur Raza
ہاسٹل بلڈنگ
مرکزی دفتر
دارالاقامہ
مرکزی دارالافتاء
لائف ٹائم مفت اسلامی SMS (Only for India)
مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی طرف سے مفت SMS شروع کیا گیا ہے، جس میں احادیث، مسائل اور مرکز اہلسنت کی اہم خبریں روزانہ بھیجی جاتی ہیں۔ اس کے لئے اپنے موبائل میں ٹائپ کریں JOIN MARKAZNEWS اور 567678 نمبر پر بھیج دیں۔ صرف ایک مرتبہ تین روپے خرچ ہوں گے، اس کے بعد کوئی چارج نہیں لگے گا۔ ٹائپ کرنے میں کیپٹل حروف ہوں اور اسپیلنگ صحیح ہونا چاہئے۔ JOIN لکھنے کے بعد اسپیس (خالی جگہ) دیں، پھر MARKAZNEWS ملا کر لکھیں، بیچ میں نکتہ نہ دیں۔ اگر آپ نے صحیح لکھا تو آپ کو فوراً یا تھوڑی تاخیر سے مبارکباد کا SMS آئے گا۔
Under Management
باھتمام
IMAM AHMAD RAZA TRUST